

قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ أَنْتَ أَنْفُسَنَا وَأَنْجَلَطْ

العقائد الصحيحة



ترجمہ۔ از تصنیف
زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین محققی السنۃ ماہی البدعة ثانی الالف ثانی
حضرت مولانا مرشدنا خواجہ حاجی حافظ محمد حسن جان صاحب
مجدوی نقشبندی فاروقی قدس اللہ سرہ

Marfat.com

قَالَ اللَّهُ مَنْ عَالَ الْبَيْضَاءِ لِمَنْ أَنْجَى الْفَسَرَ فَعَلَهُ

الْعَفَاعُ وَدِرْمَتْهُ

ترجمہ۔ از تصنیف

زیدۃ السالکین عمدۃ العارفین محی السنۃ ما حی الدعۃ ثانیع الالف ثالی
حضرت مولانا مرشدنا خواجہ حاجی حافظ محمد بن جان حاب
مجددی نقشبندی فاروقی قدس اللہ درہ

حُبِّ حَكْمٍ

مالی جناب حضرت پا برکت مولانا مرشدنا آغا حاجی عبد الحمید جان حاب
مجددی فاروقی نقشبندی مدظلہ العالی سیحادہ نقشبندی درگاہ
شندھ سائینڈ اوسٹلچ حیدر آباد سندھ

الْحَاجُ كَرِيمُ بَنْشِ جَنْوَبِي

AC-II/5 جیکب لائینز کپلیکس۔ کراچی

یہ کتاب "العقائد الصحيحۃ" مندرجہ ذیل پتوں سے مفت حاصل
کی جاسکتی ہے

59515

۱۔ صاحبزادہ آغا حاجی عبد الوہید جان صاحب

مجددی، نقشبندی، فاروقی، مدظلہ العالی

تاج مسجد مورو۔ ضلع نواب شاہ (سنده)

۲۔ نور محمد پٹھان

حضرت خواجہ محمد حسن جان اکینڈی

مارکیٹ روڈ - حیدر آباد

۳۔ ابو شمس مجددی

۸۔ گل، صدیق کورٹس

باتھ آکلینڈ - کراچی

۴۔ عبد الحمید جبوی

نیوجبوی، تحصیل مورو

ضلع نواب شاہ (سنده)

حضرت خواجہ محمد حسن جان اکینڈی

مارکیٹ روڈ - حیدر آباد (سنده)

مکتبہ رشیدیہ

فهرس العقائد الصحيحة

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	خطبۃ الکتاب دیباپ کتاب ہا		
۲	خطبۃ الامام الغزالی ام غزالی رحم اللہ کا مضمون		
۳	التنزیہ للہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے تقدیس کا بیان		
۴	الجیزة و القدر کہ له تعالیٰ خدا کی زندگی اور روت کا بیان		
۵	العلم خدا کے علم اور خدا کے معلومات کا بیان		
۶	الارادۃ والسمع والبصر خدا کے ارادوں، قوت شناختی اور بینائی کا		
۷	الكلام خدا کے کلام کا بیان		
۸	الافعال افعال خدادنہی کا بیان		
۹	الكلمة الثانية دوسری فصل		
۱۰	قال المؤتف مقولہ مصنف		
۱۱	افتراق الامم علی ثلاث وسبعين فرق انت محمدی کا ۳۷ فرقے بننا		
۱۲	الحقيقة والمجاز قرآن مجید میں حقیقت و بجاہ کا بیان		
۱۳	مسئلۃ علم الغیب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کا حوالہ ہوا		
۱۴	مسئلۃ ایصال للثواب لا زواجه الموثق بیت کو ثواب پہنچانا		
۱۵	مسئلۃ الا استمد اد اویہ داشتے امداد طلب کرنا		
۱۶	مسئلۃ تسمیۃ الا دلاد بچوں کا نام ابیاء داؤیاء سے منسوب کرنا		

Marfat.com

المنبع

حرب نسب کا سلسلہ جو ۲۳ پشتون سے خلیفہ ثانی حضرت عصر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تک چاہئے ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ (جنکی پیدائش سے پشت میں ہوئی) سے لیکر حضرت خواجہ عبدالجمیں مدظلہ العالیٰ تک نیچے دیا گیا ہے۔ جس میں محترم حضرت صاحب کے پڑے صاحبزادے کا نام نمیردار لکھا ہوا ہے۔

نام	تاریخ وصال	مژار شریف
قیوم حسمیان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سُرہ	۱۰۲۷ھ	سرنپڑیا
قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ الرحمہ	۱۰۶۹ھ	"
قیوم زمان حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ	۱۱۲۲ھ	"
قدوة العالمین حضرت خواجہ محمد اسماعیل رحمۃ الرحمہ	۱۱۳۴ھ	"
غوث الاغوات حضرت خواجہ غلام محمد رحمۃ الرحمہ	۱۱۶۱ھ	"
قدوة الاولیاء حضرت شاہ غلام محمد رحمۃ الرحمہ	۱۱۷۸ھ	پشاور
قدوة العارفین حضرت شاہ غلام حسن رحمۃ الرحمہ	۱۲۰۲ھ	"
قیوم چہاں حضرت شاہ غلام بنی رحمۃ الرحمہ	۱۲۲۶ھ	قندھار
قلب زماں حضرت شاہ فضل اللہ رحمۃ الرحمہ	۱۲۳۳ھ	"
قدوة السالکین حضرت شاہ عبد القیوم رحمۃ الرحمہ	۱۲۴۱ھ	"
مران الاولیاء حضرت خواجہ عبد الرحمن جان رحمۃ الرحمہ	۱۲۵۵ھ	گنجوہنگر

نام مزار شریف وصال تاریخ وصال زیدۃ السالکین حضرت خواجہ محمد حسن جان حشانی الالف ثانی درجی ۱۳۷۵ھ گنجو ڈکٹر

قطب الاقطاب حضرت خواجہ عبد الرحمن جان المعروف

حضرت شاہ آغا	۱۳۹۳ھ سوی پیع الاول
امام العارفین حضرت خواجہ غلام علی جان رحم	۱۳۹۶ھ ۶م شعبان

حضرت خواجہ حاجی عبد الحمید جان مذکولہ العالی اس وقت مندرجہ ذیں ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے خواجہ حاجی عبد الوحید جان مورود کے دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

نوٹ:- حضرت امام ربانی رحم مجدد الف ثانی کے وصال کے بعد آپ کی او لا اد امجاد پہلی سے چوتھی پشت تک سرہند شریف (ریاست پنجاب) میں مقیم رہیں۔ پانچویں سے نویں پشت تک پشاور اور قندھار میں مقیم رہیں۔ اور دسویں پشت سے سندھ میں سکونت اختیار کی۔ آپ کی درگاہ ٹنڈو محلہ خان کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں (ٹنڈو سائیں داد) میں واقع ہے۔

سرج الاولیاء حضرت خواجہ عبد الرحمن جان رحم کی سندھ میں آمد

جب افغانستان میں امیر ایوب خان اور امیر عبد الرحمن کے درمیان تخت کبیئے چنگ چھڑی اس وقت عام مسلمان امیر ایوب خان کی طرف تھے۔ اور انگریز امیر عبد الرحمن کی طرف تھے۔ چنگ میں ایوب خان کو شکست ہوئی اور وہ ملک چھوڑ کر فرار ہو گیا۔

امیر عبد الرحمن کے تخت پر بیٹھے ہی غازیوں پر بڑے ٹکم و ستم کیئے گئے۔ اکثر پہاڑ سرد اور قتل کرا دیئے گئے۔ اس لئے بہت سے مجاہدین افغانستان سے ہجرت کر گئے۔ حضرت خواجہ عبد الرحمن رحم بھی ان ہی غازیوں میں شامل تھے۔

جنہوں نے اپنے وطن کو خیر پاد کہا۔

سندھ میں پہلے ہی آپ کے بہت سے مریدین و مقتندین تھے۔ جن کے پاس ویسے بھی آپ ہمیشہ آتے رہتے تھے۔ افغانستان چھوڑنے کے بعد آپ نے ریاست قلات کے رئیس فقیر محمد متوفی کے پاس قیام فرمایا۔ اس کے بعد بھاگناک میں مولوی حامد اللہ اور ملا عبد الحکیم کے پاس کچھ دن قیام کرنے کے بعد گرڈھی لیں میں رئیس اعظم عطاء اللہ خان کے پاس قیام فرمایا۔ اس کے بعد مٹیاری میں تشریف لائے۔ جہاں آپ کے بہت زیادہ مرید تھے۔

ہر چند پر مریدوں نے اصرار کیا کہ آپ ہمارے پاس رہیں۔ لیکن آپ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ ہم یہاں رہنے کیلئے نہیں آئے ہیں۔ ہمارا عربستان جانے کا ارادہ ہے۔ مٹیاری میں آپ کے مخلص مرید میران محمد شاہ اول (ٹکھڑائی) نے بہت زیادہ اصرار کیا۔ کہ ٹکھڑیں چل کر رہیں۔ حضرت صاحب نے شاہ حب کی گزارش قبول فرمائی اور ٹکھڑیں تشریف فرمائیں۔ تقریباً ۴ بڑھ سال ٹکھڑیں قیام کرنے کے بعد عربستان تشریف لے گئے۔ وہاں پانچ سال گزارنے کے بعد ۱۵۷۳ھ میں ٹکھڑیاں تشریف لائے۔

ٹکھڑیں آپ کی تشریف آوری سے ٹکھڑ کا چھوٹا سا گاؤں روحاںت اور معرفت کا مرکز بن گیا۔ ہند، سندھ اور کابل قندھار کے لوگ آپ سے فیض عاصل کرنے کیلئے بڑی مسافت طے کر کے ٹکھڑ پہنچتے تھے۔ آپ کی محبت میں ہزاروں راہ حق کے متلاشی اپنی منزل تک پہنچے اور واعص بال اللہ موعود آپ کا فیض اب بھی جاری و ساری ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری دس سال ٹکھڑیں گزارنے کے بعد ۱۵۸۲ھ میں اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار میثارِ گنجو ٹکھڑ کے دامن میں ٹکھڑ سے تین میل شمال مشرق

میں واقع ہے۔

زیدۃ السالکین حضرت خواجہ محمد حسن جان؟

حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مستند نشین ہوئے۔ ایک سال کا عرصہ ٹکھڑیں گزارا۔ ۱۳۱۶ھ میں ٹکھڑ کو چھوڑ کر ٹھڈو سائیزاد میں مستقل سکونت اختیار کی اور آج تک آپ کی درگاہ اس قصبے میں ہے۔ جناب حضرت قبلہ گاہم قدس سرہ کی دلادت باسعادت بتاریخ ۱۴، شوال ۱۳۲۸ھ کو قندھار میں ہوئی۔ آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد نے کی۔ جو اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور ولی اللہ تھے۔ اس کے بعد دو سال تک مطیاری کے مشہور مولوی لال محمد صاحب سے دینی علوم کی تعلیم حاصل کی اور پانچ سال عرب میں چاکر اس وقت کے ممتاز عالم حضرت مولینا رحمۃ اللہ مہاجر بھگی کے پاس مدرسہ "صولتیہ" میں اپنے علم کی تکمیل کی اور مکہ مکرمہ کے مقتنی شیخ احمد زینی دصلان سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور روایت صحاح سنتہ کی اجازت بھی ان سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کو قرآن پاک حفظ کرنے کا شوق ہوا۔ تھوڑے عرصے میں بائیس پارے مکہ شریف میں حفظ کیئے اور باقی آٹھ پارے ٹکھڑ میں آنے کے بعد حفظ کیئے۔

آپ کی عمر مبارک ۸۰ سال تھی۔ اس مدت میں پانچ مرتبہ حجج مبارک کرنے کی سعادت پائی۔ سات مسجدیں تعمیر کرائیں۔ گیارہ مدرسے قائم کیئے۔ اور باوجود اپنی عدیم الفرصتی کے آپ تجربہ علمی اور تصنیف و تالیف دینیہ میں اس قدر درست رکھتے تھے کہ آپ کی مختلف تصانیف آپ کے حیات مبارک میں ہی بہت مقبول عام و خواص ہو گیں۔ اور انکے ترجم مختلف زبانوں میں شائع

ہوئے۔ آپ نے تقریباً پچھیں ۲۵ کتابیں اور اُس کے علاوہ دوسرے چھوٹے سے کتابیں فرمائے، مثلاً:

۱، انیں المریدین (۱۴۳۳ھ۔ فارسی) اس کتاب میں آپ نے پانے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبد الرحمانؒ کی سوانح حیات لکھی ہے۔ تصوف کے اسرار اور اذکار کے مقامات اور وہ کرامتیں جو ان کے والد بزرگوار سے ظہور پذیر ہوئیں، درج ہیں۔ دو صفحات پر مشتمل یہ کتاب خواص و عام کیلئے بہت فیض بخش ہے۔ اس کا سند حصی ترجمہ زیرِ طبع ہے۔

۲، تذکرة الصَّحَابَ (فارسی۔ ۱۴۳۶ھ) اس کتاب میں حضرت مصنف نے مختلف بزرگوں کے حالات جن سے انکی ملاقات ہوئی بیان فرماتے ہیں۔ یہ طرح طرح کے مثالات بزرگان کرام اور عجائب ایجاد چشمیدہ درج فرمائے ہیں۔ بیاسی ۱۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا اُردو ترجمہ بھی حضرت مصنف کی حیات مبارک میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے سند حصی ترجمہ کا کام حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اکبیڈمی کی طرف سے ہو رہا ہے۔

۳، شرح حکم (فارسی۔ ۱۴۳۳ھ) اصل کتاب عربی زبان میں شیخ عطاء اللہ سکندری کی لکھی ہوئی ہے۔ جس کی شرح مختصر اور واضح طرح سے لکھی گئی ہے۔ تصوف کی یہ کتاب سالگان حق کیلئے ایک عجیب تحفہ ہے جیکہ اس کتاب کی پہلی بھی کئی شرطیں لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن شاید اتنا آسان اور واضح کچھی نہ لکھی گئی ہو۔ دو سو آٹھ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا سند حصی اور اُردو ترجمہ حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اکبیڈمی کی طرف سے نیزہ طبع ہے۔

۴، الاصول الاربعہ (فارسی۔ ۱۴۳۶ھ) اس کتاب میں چار بیانیاتی

اصولوں کا بیان حنفیہ عقیدے کے مطابق کیا گیا ہے۔ (۱) غیر اللہ کی تعظیم (۱۱)
و سیلہ لینا (۱۲) نداء غائب (۱۳) چاروں عقیدوں میں سے کسی ایک کی تقلید
کرنا۔ ایک سوستائیں صفحوں پر مشتمل یہ کتاب آپ کے حیات مبارک میں ہی
ہند، سندھ، افغانستان کے علاوہ عرب اور عجم کے دوسرے ممالک میں
بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کا ایک ایڈیشن ۱۹۶۸ء میں ترکی سے بھی شائع
ہوا۔ اس کا سندھی ترجمہ نیز طبع ہے۔

۵۔ طریق النجات (فارسی ۱۳۴۹ھ) یہ کتاب حضرت امام عززالیؒ کی کتاب
در کیمیاء سعادت کی طرح لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ایک کسوٹ ہے۔ جس کے
مطالعہ سے کھرے اور کھوٹے طریقے کی پرکھ ہو جاتی ہے۔ ایک مشعل ہے جس
کی روشنی میں ہدایت و ذلالت میں فرق کرنے کی سمجھ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عقائد
کے سلسلہ میں محبت آل واصحاب، ضرورت تقلید، تعریف مذکورہ سمجھائی گئی ہے
اس کے علاوہ اعمال بدینیہ کے تحت نماز روزے وغیرہ کا بیان اعمال روحانیہ کے
تحت مذمت کینہ، حسد و بخل اور حرص وغیرہ کا اور محبت الہی اور سبحانہ و تعالیٰ
کے تحت رضاء اخلاص صدق وغیرہ اور مسئلہ تقدیر کا بیان اس خوبی سے کیا گیا
ہے کہ کسی دوسری کتاب میں اس کی تفسیر نہیں مل سکتی۔ یہ کتاب دو سو چھیسا صفحہ
پر مشتمل ہے۔ اور حضرت مصطفیؐ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد باشمش جانؒ[ؒ]
صاحب کا اور دو ترجمہ (اصل عبارت کے سامنے) خود حضرت مصطفیؐ کے حیات
مبارک میں شائع ہوا۔ اور بہت مقبول ہوا۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ترکی سے
شائع ہوا ہے۔ اور اور دو ایڈیشن ۱۹۶۹ء میں سیالکوٹ سے بھی شائع ہوا ہے۔
۶۔ العقائد الصحیحة (عربی ۱۳۴۷ھ) اہل سنت والجماعۃ کے صحیح عقیدوں
پر لکھی ہوئی یہ کتاب (جو آپ کے ہاتھوں ملیے ہے) یہی حضرت قبلہ کی حیات

مبارک بیں ہی عرب اور عجم میں بہت مقبول ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ بھی انہی دنوں میں شائع ہو چکا تھا۔ اس کتاب کے ۱۰۰ صفحات پر مشتمل سندھی ترجمہ کے دوایڈ لش ۱۹۸۲ء، ۱۴۳۲ھ میں حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اکبڈی کی طرف سے چھپ پکے ہیں۔

- ۷، شفاء الامراض (فارسی - ۱۴۳۲ھ) ۸، عہود و مواثیق (عربی)
- ۹، پنج گنج (فارسی - ۱۴۳۲ھ) ۱۰، سفرنامہ عربستان (فارسی - ۱۴۳۲ھ)
- ۱۱، عجائب المقدرات (فارسی - ۱۴۳۲ھ) ۱۲، اشارة الى البشارۃ - (عربی)
- ۱۳، انساب الانجاب (فارسی - ۱۴۳۲ھ) ۱۴، لغات القرآن (عربی)
- ۱۵، دیگر رسائل ہملاگ سالہ (۱۴۳۲ھ) میں محدثین۔ (عربی - ۱۴۳۵ھ) ۱۶، در سلوک و کیفیت نقشبندیہ (فارسی) (۱۴۳۲ھ) وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود (فارسی)
- ۱۷، رسالت التنویریۃ فی اثبات التقدیر (عربی - اردو - ۱۴۳۹ھ)
- ۱۸، رسالت فی باب صحة الجمعة (عربی) (۱۴۳۷ھ) رسالت در قواعد تجوید (۱۴۳۹ھ) عربی) (۱۴۳۷ھ) رسالت تہلیلیۃ۔ (فارسی - ۱۴۳۵ھ) وغیرہ

حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ کو لوگ مختلف القاب سے یاد کرتے تھے آپؒ کو حضرت وقت، قطب الاقطاب اور ثانی المجدد اافت نامی بھی کہتے تھے خواجہ صاحب کا کمال یہ تھا، کہ آپ کے عقیدہ تمندوں کے حلقة میں زیادہ تر عالم و فاضل لوگ تھے۔ اور ساتھ ہی انگریزہ کی تعلیم یا فتنہ لوگ بھی بڑی تعداد میں تھے۔ حالانکہ یہ دونوں طبقے پیروں فقیروں کے مقتند نہیں ہوتے۔ بلکہ مختلف ہوتے ہیں۔

حضرت صاحب مریدوں اور عقیدہ تمندوں کو نمازہ فائز کرنے اور فجر کی نماز سے لیکر ملکوع آفتا ب نک مراقبہ ہیں بیٹھ کر ذکر الہی کرنے کی تلقین

فرماتے تھے۔ آپ کے اکثر مرد تہجد گزارو شب بسیدار تھے۔ اورہ اکثر صاحب ولایت بھی تھے۔

حضرت صاحب اکثر پر جلال نظر آتے تھے۔ آپ کی مخلل میں ہر ایک دم بخود ہوتا تھا۔ کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپ جس قدر خلوت میں حلالی نظر آتے تھے اسی قدر خلوت میں جمالی معلوم ہوتے تھے۔ اگر کوئی شخص دعا کیلئے گزارش کرتا، اور آپ خاموش رہتے تو اسکے دل کی مراد قبولیت کے درجہ تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ کا شفعت بھی حدِ کمال کا تھا۔ کہ عرض کرنے سے پہلے ہی جواب مل جاتا تھا۔

چیباک حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ کی اولاد بیرون قطبیت قیامت تک قائم رہے گی۔ حضرت صاحب مسروح آپ کی پشت میں وقت کے قطب بلکہ قطب الاقطاب تھے۔ اور آپ کے بعد آپ کی آل اولاد بھی قطبیت سے سرفراز ہوئی۔

جیکہ اس دارِ فانی سے دارالبقاء کی طرف ہر ایک کو جان لے ہے۔
حضرت صاحبؐ نے بھی تقریباً چالیس دین کی بیماری کے بعد پر وہ پیر ہر شب ۱۹۳۶ء، ۶ جون ۱۹۴۵ء ستاسی سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔
إِنَّا إِلَهُكُمْ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ عبد اللہ حبان المعروف شاہ آغا

اپنے والد صاحب کے انتقال کے بعد مندرجہ ذیں ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸ ماہ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ میں ٹلکھڑ شریف میں ہوئی۔ دس سال کی عمر تک اپنے دادا حضرت خواجہ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں

تربیت و تعلیم حاصل کی۔ فارسی کتاب پوری کرنے کے بعد صرف کاپہلا سبق ،
”صرف بہائی“ آپ سے لیکر اس کے بعد باقاعدہ دینی علوم کی کتابیں ،
مولوی عبید القیوم بختیار پوریؒ مولوی لعل محمد مثیار وی اور مخدوم حسن اللہ
پاٹھائی کے پاس پڑھی اور باقی تعلیم مولوی خیر محمد منگسی کے پاس پوری کی۔
آپ کی عمر مبارک ۳۰ سال تھی۔ اس عرصہ میں چارہ حج کیئے۔ چند
مسجدیں تعمیر کر رہیں۔ کافی مدرسے قائم کیئے۔ اور تقریباً پندرہ کتابیں اور
چھوٹے رسائلے تصنیف کیئے۔ مثلاً انتخاب مکتوبات شریف (فارسی) جس
میں ہر ایک مکتوب کا اختصار باب کے مطابق مرتب کیا ہے۔ مثلاً پہلا
باب عقائد اہلسنت والجماعت دوسرا باب مسائل فقهہ اور تیسرا باب حقائق
و مصارف۔

۱. اربعین مکتوبات (فارسی) جس میں چالیس آسان مکتوب منتخب
کر کے شاگردوں کو پڑھانے اور یاد کرانے کیلئے لکھی ہیں۔
۲. مؤنس المخلصین۔ (فارسی) جس میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ
محمد حسن جانؒ کی سوانح حیات لکھی ہے۔
۳. حفظ حدیث۔ (فارسی) یہ کتاب حدیث کے منکروں کے رد میں لکھی ہے۔
۴. پدراست الحجج۔ (سنڌی) یہ کتاب حجج کے مسائل کیلئے بے نظیر ہے۔
۵. راحت القلوب۔ (سنڌی) جس میں روحانی وجسمانی بیماریوں کا علاج
لکھا ہے۔

۶. راحت المخلصین (سنڌی) اس کتاب میں اپنے بچپن کے دور کا احوال،
تعلیم و تربیت علم و فرقہ، شوق اور وعظ و نصیحت لکھی ہیں۔
۷. الارشاد شرح بانت سعاد۔ (سنڌی) اس کتاب میں ایک عربی

- قصیدے کی شرح اور حل ترکیب لکھی ہے۔
- ۹۔ احسن الوسائل۔ فی تحقیق المسائل۔ (سندهی) اس کتاب میں مختلف مسئللوں اور بیوالوں کے جواب لکھے ہیں۔
- ۱۰۔ مختصر العلوم۔ (سندهی) حصہ علم و ادب کا۔ حصہ علم قرأت، حصہ علم فقہ کا۔ حصہ علم حدیث کا۔ حصہ علم تعلیمات کا۔ اور حصہ علم طب کا۔
- ۱۱۔ شرح قافیہ (عربی) اس کتاب میں قافیہ کی شرح لکھی ہے۔
- ۱۲۔ طب میں تفریف الامراض اور تفرقی الامراض سود کتاب پیش کیا ہے (۱) پہلی کتاب عربی زبان میں ہے۔ اور دوسری کتاب فارسی زبان میں ہے۔
- ۱۳۔ برگ بنیز۔ (فارسی) اس کتاب میں درخت نیم کے فائدے بیان کیئے ہیں۔

نوت: حضرت صاحب پانے ذاتی خرچ سے کتاب میں چھپیا کرفت تقسیم کرتے تھے۔ جس قدر آپ کی تحریر میں اثر تھا اس سے زیادہ آپ کی تنگاہ میں اثر تھا۔ جن پر آپ نے نگاہ ڈالی۔ اُس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدد و نصیب ہوئی۔ مطلب یہ کہ آپ نے اپنی ساری نندگی مریدین اور معتقدین کی باطنی اور ظاہری تعلیم و تربیت میں گزاری۔ اپریل ۱۹۴۷ء میں چھپریٹر کے راستے میں آپ کی جیپ کی ٹکرائیکا بس سے ہوئی جس میں آپ شدید ناخنی ہو گئے۔ اور آپ کو زخمی حالت میں جامشوہ و ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ آپ کے بزراروں مرید و معتقد ہسپتال میں پہنچے۔ اور رئیس غلام مصطفیٰ اخان اور رئیس غلام مجتبی خان جتوی بھی آپ کی مزاج پرسی سکیلے ہسپتال میں پہنچے۔ لیکن آپ نے کسی سے بھی اپنی تکلیف کا کوئی انداز نہیں کیا۔ اور اس وقت بھی کوئی نماز ترک نہ کی۔ خلیفہ سائیندرا اور ما سٹر نور محمد پٹھان اور ان

کے فرزند محمد قاسم اور میا بک علی راتِ دن آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ جن کا آپ نے پہلے ہی اس خدمت سیلے انتخاب کر لیا تھا۔ آپ ایک ہفتے تک ہسپتال میں نہبر علاج رہے۔ آخری رات عشاء کی نماز کے بعد قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ تہجد کے وقت قرآن پاک ختم کر کے انکھیں بند کر لیں۔ جس کو نیند سمجھا گیا۔ حالانکہ وہی آپ کا وصال تھا۔ آپ نے ۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ بمقابلہ ۷ اپریل ۱۹۷۴ء کے دن دارالبقاء کی جانب سفر اختیار کیا۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

امام العارفین حضرت خواجہ غلام علی جانؒ

حضرت خواجہ غلام علی جانؒ اپنے والد حضرت خواجہ عبداللہ جانؒ المعروف شاہ آغا قدس سرہ العزیز کے انتقال کے بعد مندوشیں ہوئے آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت اپنے دادا حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ سے ہوئی۔ اور باقی تعلیم ٹھہرہ کے دینی مدرسہ میں حاصل کی۔ حضرت صاحب نے اپنی ساری زندگی عبادت، ریاضت اور فقر و فاقہ میں گزاری۔ آپ کی پیٹھک ایک چھوٹی سی کچی کوٹھری میں تھی۔ جس میں ایک چار پائی، ایک چھائی دو تین پیاسے اور ایک کیتلی نظر آتی تھی۔ حضرت صاحب اکثر مستقر و مراقب رہتے تھے۔ اور اسی کیفیت میں حاضرین میں سے کسی پر ایک نگاہ ڈالنے سے اس کو باطنی فیض سے اتنا نوازتے تھے کہ وہ بے قابو ہو جاتا تھا اور شیخہؒ واصل باللہ ہو جاتا تھا۔ آپ تیمبوں، مسکینوں، غریبوں اور چھوٹے بچوں سے پیار کرتے تھے۔ اسیلے آپ کو لوگ ”غريب نواز“ کہتے

تھے۔ میاں محمد منیر ابڑو، ولی محمد سو مرد، ایوب فقیر سو مرد اور دلو جان پٹھان آپ کے خاص خادم تھے۔ آپ سفر میں محمد منیر کو ساتھ رکھتے تھے۔ ماہ ربیعہ ۱۳۹۶ھ میں آپ حاجی کریم بخش جتویٰ محمد منیر اور امام بخش خان جتویٰ کے ہمراہ عمرہ کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ (جنکے انہمار کی اجازت نہیں ہے) آپ ایک مہینہ کے بعد واپس آئے۔ اور چند دنوں کے بعد تاریخ ۲۵ ربیعہ شعبان کو رحلت فرمائی۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

حضرت خواجہ عبدالجمید جان مدظلہ

حضرت الحاج خواجہ عبدالجمید جان مدظلہ کی ظاہری و باطنی تربیت پنے دا احضرت آغا عبداللہ جانؒ کے پاس ہوئی۔ آپ کمستی سے ہی سفر و حجر میں پنے دادا کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد ۱۳۹۶ھ میں مستند نشین ہوئے۔ آپ کو ۱۴۰۰ھ میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور مستند نشینی کے دوسرے سال آپ کو حضور علیہ صلواتہ والسلام کے روضہ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ تقریباً دو ماہ تک مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران حضور علیہ صلواتہ والسلام کی ظاہری و باطنی عنایات و توجہ خاصہ سے سرفراز ہوئے۔ اسی سال بھر آپ کو دوسری مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ٹنڈو سائینڈ ادھلے حیدر آباد میں سلسلہ مجددیہ کے چراغ کو حسب و ستور روشن کئے ہوئے ہیں۔

ابو محمد مجددی
(فلام اکبر جتویٰ)

پیر ۱۵، جمادی الثاني ۱۴۰۰ھ
مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۸۱ء

B-8 - صدیق کورٹس - بالتوہ آئلینڈ - بکریا

دستور اللہ الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على نبیہ
ورسوله المصطفی وعلی الہ
واصحابہ البوسراۃ اهل التھی۔
حمد وصلوۃ کے بعد عبید ضعیف محمد حسن فاروقی
خونی گناہ کرتا ہے کہ عبید حاضر ہیں وہابیہ
اور خفیہ کے درمیان کمال اختلاف پڑا ہوا
ہے عام عقائد میں حتی کہ الہیات میں وہیوم
رسالت میں اور ان مسائل شرعیہ میں جویں احتلا
ہے جو عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور یا اختلاف
اب ایک دوسرے کی تکفیر کی تہییج چکا ہے
جن کی وجہ سے امتت محمدیہ میں ناگفتہ ہے
تشتت و افراق پڑ گیا ہے اس لئے میں نے یہ
اراوہ کر لیا ہے کہ اس مختصر سی کتاب میں
اہل السنۃ و انجامات کے عقائد مختصر طور پر
بیان کروں۔ اور حتی الوسع مخالفین کے قول
نقل کرنے سے کنارہ کش ہوں گے برقہ
ضرورت نقل بھی کروں گا اور خدا سے ایک دن
ہوں کہ وہ مسلمانوں کو کبھی اور اغلاط سے محفوظ
لکھ کر اس کتاب کی طفیل سے ان کو فائدہ منجیا
ہشدار خدا مالک ہے جو پایہ کرے اُسی کی
بارگاہ عالی میں میری درخواست منظور ہو سکتی
ہے واضح ہے کہ اس رسالت میں عموماً نہ
اعادیت شرفی سے دلیل پیش کروں گا نہ

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام
علی نبیہ ورسوله المصطفی وعلی
الہ واصحابہ البر کۃ المتقی
اما بعد فیقول العبد الضعیف
محمد حسن الغامر ورق الحنفی
انی مرأیت فی هذَا الزهان اخلاقا
کثیر این الخفیة والوهابیة
فی العقائد حتی فی الالهیات و
الرسالة وسائل الشریعۃ
المتعلقة بالعقائد والخبراء
الی تکفیر البعض بعضنا وافتقرت
الامة افتراقا فلتحشافا فامردت
اظهار عقائد اهل السنة
والجماعۃ فی جزء هر اعیا الاحتفاظ
بحذنیا عن ذکر اقا دیلمهم الا
بقدر الضرورۃ راجیا حفظا
عقائد المسلمين من الزریع والز
لعل اللہ ینفع به عبادۃ
فانہ علیہ ما یشاء
قد یرد با لاجماعت
جدایر۔ ولیعلم ای مَا
استدل فی هذہ السالۃ
با الحادیث الشریفۃ و

اقوال ائمہ سے اور نہ اقوال علمائے مسلم سے
مگر بقدر ضرورت پیش کرتا جاؤں گا۔ تکان کی
قابل قدر قیاسات شرعیہ مخالفین کی پیشوی
سے محفوظ رہیں کیوں کہ ان کی عادت
ہے کہ کوئی حدیث جب ان کے خیال کے
مطابق نہ ہو تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ فتنہ
ہے یا موضوع ہے اگرچہ اکابر اسلام
نے اس حدیث کو استدلال کے موقع پر
پیش کیا ہو، چنانچہ جناب المک غزالی اکابر محدثین
عبد الحق محدث دہلوی اور محدث طاعلی قاری
وغیرہم ایسے استدلال پیش کر چکے ہیں اور مخالفین حسب عادت ائمہ اور اکابر
اسلام کے ایسے استدلال جب دیکھتے ہیں تو
ان کے حق میں گھستاخی کرنا شروع کر دیتے ہیں
خدا ہی ان کو سنبھالے۔ اس لئے میں عوام اس
موقع پر قرآنی آیات ہی پیش کروں گا جس کی
مخالفت ادھر ادھر سے نہیں ہو سکتی کیونکہ
وہ خدا یعنی حکیم و حمید کا کلام ہے۔ علاوہ اسکی
موضع اختلاف میں انصاف سے فیصلہ کرو گا
اور قول باطل پر قدم نہ جھاؤں گا۔ اس کے بعد
اس رسالہ کا نام میں لے العقاد الحدیث
رکھا ہے۔ اب سب سے پہلے میں وہ مضمون
معظہ لفظ پیش کرتا ہوں، جو حضرت امام جعفر بن
محمد الغزالی رحمہ اللہ نے تحریک الہیات اور نصیب

اقوال الاممہ والعلماء القلیل
توفی الساحتهم السنیۃ عن
نشر السنیۃ السنیۃ فانہم
ان لم يوافق حدیث بمعتقد ائمہ
قالوا هذل اضیافت او موضوع
وان استدلل بذلك الحديث
اکابر الراقة كالغزالی والشیعی
وامام الحرمین والشیخ
سعید الحق الدھلوی
والشیخ علی القاسمی وامثالہم
فی کتبہم وان لم يواافق رایہم
قول الاممہ و اکابر الراقة فعنونا
لقد حسmed و سیمہم فالله المشکن
فاستملت غالباً فی تردید
باطلہم بالآیات القرآنیة
الّتی لا یاتیہ الباطل من بین
یدیه ولا من خلقه تازیل من
حکیم حمید و معدّل اراغی
الانصاف فی محل الاختلاف وما
اصر علی باطل و ستمیت الرسالة
بالعقائد الصحیحة واقلم ما ذکرہ
الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی
رحمہم ربہ فی باب التوحید
والانصاف الرسالة

رسالت کے متعلق اپنی کتاب قواعد العقائد میں بیان کیا ہے کیوں کہ وہ صحنون اس مقام کے لئے بہت ہی موزون ہے۔ اب لکھتے ہیں کہ الحمد لله المُبِدِّيُّ الْمُعَيِّدِ
 الْفَعَالِ لِمَا يُرِيدُ ذِي الْعِرْشِ الْمُجِيدِ
 وَالْبَطِشِ الشَّدِيدِ الْهَادِي صَنْفَةُ
 الْعَيِّدِ إِلَى الْمَنَاجِيِّ الرَّشِيدِ۔ وَ
 الْمَكَلَكِ السَّدِيدِ۔ الْمُنْعِيمُ عَلَيْهِمْ
 بَعْدَ شَهَادَةِ التَّوْحِيدِ بِحَرَاسَةِ
 عَقَائِدِ هِمْ مِنْ ظُلْمَاتِ التَّشْكِيرِ
 وَالْتَّرْذِيدِ۔ خَدَا تَعَالَى نے اپنے بزرگوں
 بندوں کو جانب رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعیتی کے لئے
 انتخاب کر لیا ہوا ہے اور آپ کے صاحبِ
 رضوان اللہ علیہم کے نقشِ قدم پر چلنے
 کے لئے چُن لیا ہے اپنی تائید اور توفیق سے
 خدا نے تعالیٰ اپنی ذات اور اپنے افعال میں
 اپنے اوصافِ حنفی کے ذریعہ منظہ جلوہ کر رہے
 مگر ان صفات کو ہی دریافت کر سکتا ہے جو
 غدر سے مُنسنے اور خدا کو حاضر و ناظر سمجھے۔ اس
 نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اپنی ذات میں بھگانہ ہے
 ایسا قدم ہے جس کی ابتدائیں۔ ہمیشہ موجود ہے
 جس کی آخری حد نہیں۔ ازل وابد میں موجود ہے
 جس کی انتہائیں مستقل بالذات ہے کسی قسم

بِفَظِهِ مِنْ كِتَابِهِ قَوَاعِدُ الْعِقَادِ
 فَإِنَّهُ فِي عَيْنِ الْجَوْدَةِ فَقَالَ رَحْمَةُ
 اللَّهِ عَلَيْهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
 الْمَبِدُّ الْمُعَيِّدُ الْفَعَالُ لِمَا
 يُرِيدُ ذِي الْعِرْشِ الْمُجِيدِ
 وَالْبَطِشِ الشَّدِيدِ الْهَادِي صَنْفَةُ
 الْعَيِّدِ إِلَى الْمَنَاجِيِّ الرَّشِيدِ وَ
 الْمَكَلَكِ السَّدِيدِ الْمُنْعِيمُ عَلَيْهِمْ
 بَعْدَ شَهَادَةِ التَّوْحِيدِ۔ بِحَرَاسَةِ
 عَقَائِدِ هَمْ مِنْ ظُلْمَاتِ التَّشْكِيرِ
 وَالْتَّرْذِيدِ۔ الْمَالِكُ بِهِمْ الْحُقْ
 اتِّبَاعُ رَسُولِهِ الْمَصْطَفِي صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّدَ وَافْتَقاءُ اثَارِ
 الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِيِّينَ الْمَكْرُمِينَ
 بِالْتَّائِيدِ وَالْقَدَادِيدِ الْمَجْلِيِّ
 لَهُمْ فِي ذَاتِهِ وَافْعَالِهِ
 بِمَحَاسِنِ أَوْ صَافَهِ التَّحْ
 لَّا يَدْرِكُهَا إِلَّا مِنَ الْقَوْسِمَةِ
 وَهُوَ شَهِيدُ الْمَعْرُوفِ
 إِيَّا هُمْ أَنْتُهُ فِي ذَاتِهِ وَاحِدٌ
 فَتَدْرِيَّ لَا أَقْلَلُ لَهُ إِذْلِقَ
 لَا بِدَائِيَّةَ لَهُ مُسْتَمِرُ الْوُجُودِ
 لَا أَخْرَلَهُ بَدِيَّ لَا نَهَايَةَ
 لَهُ قَيْتُو مَرَّاً اِنْقِطَاعَ لَهُ

کی کسر اس کی ذات میں باقی نہیں، اور اُمّہ
 و قائم ہے، جس کا خاتمہ نہیں۔ صفاتِ جل جلالہ
 کے ساتھ انہی دا پدی موجود ہے۔ اس کے
 متعلق یہ کبھی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا کہ
 اس کی دائمی زندگی کے اوپر قلتِ ختم ہو چکے
 ہیں یا اس کی مت ہیات گندھ پکی ہے
 وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے
 وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو ہمیشے
 جانتا بھی ہے (تفہیمُ الہی یوں ہے کہ)
 خدا کسی جسم اور صوت میں نہیں۔ نہ محدود
 چیز ہے جس کا تخمینہ لگایا جائے کسی جسم کی
 مثل بھی نہیں کہ اس میں قیاس لگایا جائے
 یا اس کی تقسیم ہو سکے۔ نہ وہ ٹھوس مخلوق ہے
 نہ غیر مسئلول چیز ہے جو دنبرے کے آمری
 سے پانی جائے۔ نہ وہ صفاتی چیز ہے نہ صفاتی
 ناپامدہ اور چیزوں کا مرکز ہے۔ وہ کسی ہستی کی
 مثل نہیں۔ نہ کوئی ہستی اس کی مثل ہے
 بلکہ اس کی مثال کی بھی مثال نہیں اور نہ ہی
 اس کی مثال کسی چیز کی مثل ہے۔ کوئی مقدار
 اس کو محدود نہیں کر سکتی۔ نہ اطراف اس کو
 اپنے اندر سمجھ سکتے ہیں۔ کوئی چیز اسے
 اپنے احاطہ میں نہیں لاسکتی۔ زمین اسماں
 بھی اسے نہیں سنبھال سکتے۔ وہ اپنے عرش
 پر قائم ہے مگر اسی طرح جو اس نے خود کہا

دالْمَسْدُ لَا انصَارَ امْ لَه لَمْ يَنْلَ
 كَلَيْذَالْ مُوصَوفًا بِنَعْوَتْ
 الْحَلَالُ الْيَقِنِي عَلَيْهِ بِالْأَنْقَضَنَا
 لَا نَفْصَالَ بِتَقْدِيمٍ لَا بَادَ
 دَالْقَرَاصُ الْأَجَالَ بِلَ هُو
 الْأَوْلَ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ
 وَالْبَاطِنُ وَهُو بَكْلَ
 شَيْءٌ عَلَيْمٌ۔
 (التَّنْزِيهُ) وَإِنَّه لَيْسَ بِجَسَدٍ
 مَصْوَرٌ دَلَاجُو هَرَمُودُ دَدُ
 وَمَقْدَسٌ وَأَنْتَهٌ لَأَيْمَانُ
 لَا جَسَامٌ فِي التَّقْدِيرِ دَلَاقِ قَبُولٍ
 لَا نَقْسَامَدَ وَأَنْتَهٌ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ
 دَلَاجُلَّهُ الْجَوَاهِرُ دَلَابُرَهْ
 دَلَاجُلَّهُ الْأَعْرَاضُ بِلَ لَا
 يَمَاثِلُ مَوْجُودًا دَلَاجُلَّهُ مَثَلُهُ
 صَوْجَهُ لَيْسَ كَمَثَلِهِ شَيْءٌ وَلَا
 هُو مَثَلٌ شَيْءٌ وَأَنْتَهٌ لَا يَعْدُهُ
 الْمَقْدَارُ دَلَاجُلَّهُ الْأَقْطَارُ
 دَلَاجُلَّهُ تَحْوِيهُ الْأَقْطَارُ
 كَلَارْضُونُ دَلَاجُلَّهُ الْأَسْمَاءُ وَالْأَنْ
 مَسْتَوُ عَلَى الْعَرْشِ
 عَلَى الْوَجْهِ
 الْأَذْنِي فَتَالَهُ

اور اسی کیفیت سے جو اس کے اپنے ارادہ میں ہے اس کا وہ قیام اتصال اور جھپٹے سے بالاتر ہے۔ اور انداج اور جنگ سے الگ ہے۔ اس میں انتقال بھی نہیں۔ عرش اُسے اٹھائے ہوئے بھی نہیں بلکہ وہ خود اپنے عرش کو اور اس کے اٹھانے والے فرشتوں کو اپنے دستِ قدرت سے اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے قبضہ میں مغلوب ہیں۔ وہ عرش پر ہے اور آسمان پر بھی بلکہ تختِ الشرائے تک ہر چیز پر فائق ہے۔ یہ فوقیتِ زادے آسمان اور عرش کے قریب کرتی ہے اور نہ زمین اور تختِ الشرائے سے دورے جاتی ہے۔ وہ عرش و آسمان سے بالاتر مرتبہ رکھتا ہے جس طرح کہ زمین اور تختِ الشرائے سے بالاتر ہے۔ تاہم وہ ہر چیز کے قریب ہے اور شہرگ سے زیادہ اپنے بندہ کے قریب ہے اور ہر چیز کا نگران چال بھی ہے کیوں کہ وہ اس طرح قریب نہیں جس طرح کہ جبکہ قریب ہوتے ہیں اور اسی طرح اس کی حقیقت کسی جسمانی حقیقت سے نہیں ملتی۔ وہ کسی میں حل اور تبدیل ہوتا ہے اور نہ کوئی چیز اس میں حل اور تبدیل ہو سکتی ہے۔ وہ اس

و بالمعنى الذي اسراده
استواءً مترزاً عن المعاشرة
والاستقرار والتمكّن والحلول
والانتقام لا يجلد العرش
بل العرش وحملته معمولون
بلطف قدرته ومقهومون دون
في قبضته وهو فوق العرش
والسماء وفوق كل شيءٍ ألي
تحمّم الشّاء فوقيّةٌ لا
تزيد إلا فترياً إلى العرش
والسماء كما لا تزيد إلا
بعد عن الأرض والشّاء
بل هو في جميع الدرجات
عن العرش والسماء كما
أنته سميع الدرجات عن
الارض والشّاء وهو معدلاً
فتربيٌ من كل موجود
وهو أقرب إلى العبد من
حبل الوسيد وهو على
كل شيء شهيد ولا يهاطل
قربه قرب الأجسام كما لا
يهاطل ذات ذات الأجسام
وأنته لا يحيط في شيءٍ ولا
يحيط فيه شيءٍ تعالى عن ان

شے بالاتر ہے کہ کوئی مکان اسے اپنے
اندر نہیں لے جس طرح کہ اس امر سے بھی
بالاتر ہے کہ کوئی زمانہ اسے محدود کرنے
بلکہ وہ خود زمانہ اور مکان پیدا کرنے سے
پہلے موجود تھا۔ اور اب بھی اسی طرح موجود
ہے، جیسا کہ پہلے تھا۔ وہ اپنے صفات
میں اپنی مخلوق سے نہ لالہ ہے۔ اس کی ذات
میں اس کا غیر موجود نہیں، غیر میں وہ موجود
ہے۔ وہ تقریر و تبدل سے پاک ہے نہ حادث
اس میں جاگز بن ہیں اور نہ صفاتی ناپائیں
حالات اس میں موجود ہیں بلکہ وہ اپنے
جلال میں موجود ہے اور زوال سے پاک
ہے۔ وہ اپنے صفات کا طہ میں موجود ہے
کسی اور تکمیل کی اسے ضرورت نہیں ملتی
عقل سے اس کا وجود معلوم ہو سکتا ہے
اس کی ذات بھی آنکھ سے دیکھی جا سکتی
ہے جب کہ دوسروں دنیا میں اپنے نیک
بندوں پر فضل و کرم کی نیگاہ کرے گا اور
اپنے مبارک چہرہ کے دمایا سے ان کی
تکمیل نعمت کرے گا۔ اخذ لکی زندگی اصطاقت
کا بیان یہ ہے کہ) وہ زندہ، طاقتور، صاحب
قدرت، ہر چیز پر غالب، ہر شکستہ دل کا
سہارا ہے اس میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں
اور نہ عاجزی۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اوپکھ۔

جو یہ مکان کا نقدس
عن ان مجددہ نہ مان بل کان
قبل ان خلق النہ مان والماکن
و هم الان علی ما علیہ
کان و آتہ باش من خلقہ
بصفاتہ لیس فی ذاته
سواء دلائل فی سواه ذاته
و آتہ مقدس عن التغییر
و الانتقال لا تخله المحوادث
ولا تعتریہ العوارض بل
لایزال فی نعوت جلاله
منزها عن الزوال و فی
صفات کماله مستغنیاً
عن نر یاده الاستكمال و
آتہ فی ذاته معلوم الوجود
باعقول مرئی الذات
بلا بصر مسر نعمته منه ولطفنا
بلا برازف دامر القراء راغعاً
للتعیم بالمنظروا لی وجہه الکویم
الحیوة والقدرة وانه تعالیٰ
جی قادر جبار قاهر لا
يعذریہ قصور ولا
عجز ولا تاخذة
سنة دلائل نعم

دلایل حضرت فیض و لاموت
 و آنہ ذوالملک و المدکوت
 والعزّة والجبروت له
 السلطان والقهر والخلق
 والامر والسموات مطويات
 بینہ والخلائق مقصورون
 فی قبضته و آنہ المنفرد
 بالخلق دلائل خرائع
 المستوحى بالایجاد و
 الابداع خلق الخلق
 واعمالہم وقدر ایرزا قہم
 و آجالہم لا پسند عن
 قدرتہ مقد و مر و کا
 بیزاب عن قدرتہ
 تھصاریف الامور کا
 شخصی مقد و سراتروہ
 تتناہی معلوماً مسٹہ العلم
 و آئند عالم بجمیع
 المعلومات محیط
 علمہ بما یحری
 فی خود کا ارضیں
 الاعلیٰ السموات
 و آئند عالم کا بیزاب
 عن علمہ متقال

اور اسے فنا و موت سے پال پڑا ہے
 وہ حکومت اور بندوبست کا مالک ہے
 عزت اور غلبہ کا بھی مالک ہے مخلوق
 پر تسلط اور غلبہ اُسی کا ہے۔ وہی نسل
 سے پیدا کرتا ہے اور وہی کون کہنے سے
 کے پیدا کرتا ہے۔ تمام آسمان اس کے
 دست قدرت کے داہنے ہوئے میں پسند
 ہوئے ہیں تمام مخلوقات اس کے قبضہ
 میں مغلوب ہے۔ صرف وہی مادہ اور مادہ
 کے بغیر پیدا کر سکتا ہے۔ اپنی ایجاد و
 اخراج میں یکتمنہ ہے۔ اس نے ہی اپنی
 مخلوقات کو اور اس کے اعمال کو پیدا
 کیا ہے۔ اسی نے اس کی روزی اور
 موت کا صحیح انداز لگایا ہے۔ کوئی مخلوق
 اس کی قدرت سے خارج نہیں ساری
 کائنات کے تصرفات بھی اس کی
 قدرت سے باہر نہیں۔ اسکی قدرتوں
 کا اندازہ نہیں لگایا جاتا۔ اور نہیں اگر
 کے معلومات کی کوئی اختفا ہے (خدا
 کے علم کا بیان یوں ہے کہ) وہ تما
 اشیاء کا عالم ہے۔ اس کا علم تمام ان
 چیزوں پر مادی ہے جو زمین کے
 کناروں سے لے کر اوپر کے آسمانوں
 تک چاری ہیں۔ ایسا عالم ہے کہ اسکے

علم سے ذریعہ بھی نہیں وہ سماں کی کوئی
 چیز باہر نہیں، بلکہ مخصوص تجھر پر جب
 چیزوں کی سخت اندھیری رات میں دیہے پاؤں
 چلتی ہے، تو اس کی رفتار سے بھی آگاہ ہے
 اور جو فدرات ہو ایں اڑتے ہیں، ان کی
 حرکت کو بھی جانتا ہے۔ وہ راز اور راز
 پوشیدہ تباہت کو بھی جانتا ہے، دل کے
 خیالات اور خیالات کی حرکات بھی جانتا
 ہے۔ اور پوشیدہ سے پوشیدہ بھی
 کو بھی جانتا ہے۔ مگر اس کا یہ علم ارزی
 ہے، جو ہمیشہ سے ہمیشہ میں اس کی
 صفت ہے۔ وہ کسی نو پیدا علم سے نہیں
 جانتا جو بھی، س کی ذات میں آئے اور جی
 محل جائے۔ رالتہ تعالیٰ کے ارادہ کا بیان
 یوں ہے کہ، وہ مخلوقات میں اپنا ارادہ پرستا
 ہے تمام نو پیدا مخلوق میں انتظام کرتا ہے
 جو بھی اس کی ہادشاہت میں کم و بیش، خود
 و کلام، دکھ سکھ، نفع و ضرر، ایمان و کفر، خدا
 شناسی یا انکار، کامیابی یا ناکامی، ازیادتی یا
 نقصان، فرمائرواری یا ہیقرمانی ہوتی ہے۔
 اسی کی قضا و قدر اور حکمت و مشیت
 سے ہوتی ہے۔ جسے چاہے،
 وہ موجود ہو جائی ہے اور جسے نہ
 چاہے وہ موجود نہیں ہوتا

ذریعہ فی الارضِ دلاف
 السیاء بمل یعلم دبیبۃ النبلة
 السوداء علی الصخرۃ الصتماء
 فی اللیله ادظلمااء ویدریک
 حرکۃ الذر فی جوالھواء
 ویعلم السر واحقی ویطلع
 علی هنواجس الصتماء و
 حرکات الخواطر وخفیات
 السر اسر بعلم متداہ
 اذلی لہیل موصوفا فی
 اسرال اسرال لا بعلم متجدد
 حاصل فی ذاته بالحلول
 والانتقال۔ الارادة وانہ
 تعالیٰ صرید للکائنات
 مدتبر للحادثات فلا یحجز
 فی المکون قلیل او
 کثیر صغير او کبیر
 خیر او شر نفع او ضرر
 ایمان او کفر عرفان او
 نکر فوز او خسر ای
 نریادۃ او نقصان طاعة
 او عصیان الابقاص ماہر و
 قدسہ و حکمتہ و مشیتہ
 فماشاء کان و ما لم یشاء

اسکی مرضی سے آنکھ کی ایک بگاہ بھی باہر نہیں اور دل کا کوئی خیال بھی باہر نہیں، بلکہ وہی نو پیدا کرنے والا اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہی کرتا ہے۔ کوئی اس کے حکم کو روکنے والا نہیں۔ نہیں کہ اسکے فیصلہ ہر کوئی نکتہ چین ہے۔ انسان کو کسی سے کہنے میں اسکی توفیق اور حرمت کے بغیر چاہیے اور فرمانبرداری ہیں اسکے ارادہ اور مشیت کے سوا مجال نہیں۔ اگر تمام انسان جن، فرشتے اور نہ بھی جمع ہو کر سلسہ کائنات میں ایک ذرہ کو بھی حرکت دیں یا اسکے ارادہ کے بغیر اسے ساکن کرنا میں اس نے ارادہ کیا کہ سلسہ مخلوقات اپنے پہنچت پر پیدا ہو جو اس نے تجویز کیا تھا۔ چنانچہ جس طرح اس نے زمانہ انل ہیں کی تقدم و تأخر کے تغیری پا تھا ہی صبح کائنات معرض ہو ہیں آگئی بلکہ اسکے علم کے اور اس کے ارادہ کے مطابق بغیر سی تغیر و تبدل کے وجود ہو گئی۔ اسے کسی تجویز کے سوچنے کی ضرورت پڑی نہ اسکے وصیت کا انتہار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ایک مصروفیت دوسرا مصروفیتوں سے غافل نہیں کرنی۔ (فدا کی قوت شناوی اور بنیادی کی حقیقت یہ ہے کہ)

لوریکن لا مخرج عن منفيته
لفترة ناظراً وفلترة خاطر بـل
هو الميد ، المعيد الفعال
لما يـيد لا رأى لـعـكـه ولا مـعـقـبـ
لـقـضـائـه ولا مـهـربـ لـعـبـلـ من
مـعـصـيـة الـآـبـتوـفـيـقـه وـرـحـمـه
وـلـاقـوةـ عـلـى طـاعـتـه الـآـبـشـيـثـ
وـأـرـادـتـه فـلـوـجـقـمـ لـلـأـنـسـ وـالـجـنـ
وـالـمـلـئـكـتـ وـالـشـيـاطـيـنـ عـلـىـ انـ
يـعـرـيـ كـلـفـ الـعـالـمـ ذـرـتـهـ اـدـيـكـنـوـ
دـدـنـ اـسـهـادـتـهـ وـهـشـيـثـهـ لـعـزـرـ وـاـ
عـنـ ذـلـكـ وـأـنـ اـسـهـادـتـهـ
قـائـمـةـ بـذـاـتـرـ فـيـ جـمـلـةـ صـفـاتـهـ
لـهـيـنـلـ كـذـلـكـ مـوـصـفـاـهـمـاـ
مـرـيـدـاـفـيـ اـنـرـلـهـ لـوـجـوـدـ الـشـيـاءـ
فـيـ اـعـقـاتـهـمـاـ الـقـيـ قـدـرـهـاـ
فـوـجـدـتـ فـيـ اـعـقـاتـهـمـاـ كـمـاـ
اـسـ اـعـفـيـ اـنـرـلـهـ مـنـ غـيـرـ تـقـدـمـ
وـلـاتـاخـرـ بـلـ وـقـعـتـ عـلـيـهـ
وـفـقـ عـلـمـ وـاـسـهـادـتـهـ هـرـ غـيـرـ
تـبـدـيـلـ وـلـاتـغـيـرـ بـلـ لـلـامـوـ
لـاـبـرـتـيـبـ اـفـكـاـبـرـ دـلـاتـ تـبـصـ
نـرـعـاـنـ غـلـنـلـكـ لـمـرـيـشـعـلـهـ شـانـ
عـنـ شـانـ۔ اـسـمـ. وـالـيـصـرـ. وـانـهـ

تعلیٰ سعیم بعصریم و دینی
 لا یغرب عن سعده مسوم دان
 خفی دلایلیب عن مرثیتہ
 صریح دان دق دلایلیب سمعه
 بعد دلاید فعم را ویته ظلام
 یکی من غیر حدقۃ و اجفان
 دیسمح من غیرا صفتہ داذان
 کا بعلم بغیر قلب و بیطش
 بغیر جا رحۃ و بخلق بغیر الۃ
 اذلا تشیبہ صفاتہ صفات الخلق
 کما لا تشیبہ ذاتہ ذوات الخلق -
 الکلام . و اقر تعالیٰ متكلمه امر نا
 داعد متوجه دلایلی قدریہ
 قاتلہ بذاته کا یشیبہ کلام الخلق
 فلیں بصوت یحدث عن
 النسل الہواد ادا ص طکال
 اجرام ولا بحرف ینقطع ہا طباق
 شفۃ اد تحریک لسان دان القرآن
 والتوراة والابنیل والزبور کتبہ
 المسنلة علی رسالتہ علیہم السلام
 دان القرآن مصر و بکال السنۃ
 مکتوب فی انصباق حفظ
 ف القلوب دانہ معذلک قتن بعد
 قائم بذات اللہ تعالیٰ لا یقبل

وہ خاصستا ہے اور دیکھتا ہے۔ اسکی شوہنی
 سے کوئی بات پاہر نہیں۔ اگرچہ وہ کتنی ہی
 ضخی ہوا دراسکی بینائی سے کوئی پڑھا بچھیں
 اگرچہ کتنی ہی بارہ یک ہواں کی قوت سماعت
 کو کوئی روشنی مانع نہیں اور اس کی قوت بینائی
 کو کوئی تاریکی نہیں روکتی۔ وہ بغیر آنکھوں
 پلک کے دیکھتا ہے اور سوراخ گوش
 اور کان کے بغیر سنتا ہے۔ اسی طرح دل کے
 بغیر جانتا ہے اور ہاتھ کے بغیر حملہ کرتا ہے
 اور آونار کے بغیر پیدا کر دیتا ہے۔ کیوں کہ
 اس کے صفات مخلوق کی صفات جیسے
 نہیں اور نہ ہی اس کی ذات مخلوق کی
 ذات کی مثل ہے بدھنا کا کلام یہ ہے کہ
 وہ کلام کرتا ہے، حکم کرتا ہے، ووگتا ہے،
 خوشخبری دیتے ہے۔ غذا کی فیروزیتیا ہے مگر اسکا
 سلام انہی اپنی قدیم ہے، جو اس کی ذات میں قائم
 ہے اور مخلوق کے کلام کی طرح نہیں کہ ہوا کی مدت
 اور حرکت سے پیدا ہو یا دوچیزوں کے ملنے سے
 پیدا ہو جروف سے حرکت ہیں کہ ہونٹ کی بندک
 نہ ستم ہو جائے اور زبان کے چلنے سے جاری ہو۔
 قرآن، توانہ، انجیل اور بودھ ہی کی کتابیں میں ایک
 اپنیا علیہم السلام پناہیں ہوئیں چنانچہ قرآن اگرچہ
 زبان پڑھا جاتا ہے یا ادراق میں لکھا جاتا ہے اور وہ
 میں محفوظ ہے آہم وہ قریم ہے خدا کی ذات میں قائم

اوہ اُتھی میں یادوں میں منتقل ہونے کے باوجود
بھی دوہ خدا کی ذات سے الگ اور منتقل نہیں۔
کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کلام الہی سننا
تھا، اس میں آوازِ تھی اور نہ صرف تھے بلکہ
طحی نیک انسان عالمِ آخرت میں خدا کا دیدار
گم کر دن ٹھووس ہو گا نہ عارضی چیز جب خدا یسا ہے تو
امان پڑتا ہے کہ وہ اپنے ان صفات میں جی۔ عام
 قادر۔ مرید۔ سمع۔ بصیر۔ درست۔ حکم ہے اور اس میں:
سات صفات موجود ہیں۔ جلوة، علم، قدرة، ارادہ
سمع، بصر اور کلام۔ اور اسکی ذات اپنی صفات نے
خود نہیں زاید غزالی رحمۃ اللہ کا کلام بیان کیا
ہو رکھا ہے) آب موئف کہتا ہے (خدا اس کے گناہ
معاف کرے، کیا صاحب نے جو خدا کے صفات
او صفات بیان کئے ہیں وہ مذہب اشتری۔
مطابق ہیں۔ وہ مذہب ماترید یہ میں ایک تصور
اُنہوں جی خدا کا وصف ہے جسے تکوین ہے ہیں کہ
نخلوقات کے پیدا کرنے میں صرف ارادہ ہی کا
نہیں کچھ تکوین کی بھی ضرورت ہے کیونکہ خدا نہ
نے خود فرمادیا ہے کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ
ہوں تو اسے کہن کہتا ہوں تو پھر وہ موجود ہے
ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ اور چیز یہ
تکوین جو لفظ لئن سے اشارۃ تھی بھی جاتی ہے۔
چیز ہے۔ اسکے علاوہ صرف ارادہ کرنے والے فا
نہیں کہدا میں سوئے اسکے کہ اسکو ہرست میزت

الانفصال والافتراق بالانشقاق
الى القلوب والارواح وان موسى
عليه السلام سمع كلام الله تعالى
بغير صوت كلام حرف كما يرى الامر
ذات الله تعالى في الآخرة من غير
جوهر ولا عرض واذ كان له ذكر
الصفات كان حجا عالم قادر ا
مربياً اسمياً بصيراً متكلماً بالحقيقة
والعلوم والقدرات والارادات و
السمع والبصر والكلام كلاماً مجرداً
انذات - انتهى كلام الغزالى
مرحمة الله تعالى قال المؤلف عني
الله عنه الصفات السبعة التي
ذكرها الغزالى مبني على مسلك
الاشعرية من المتكلمين ونراهم
تزيد ترة صفة ثانية تسمى بالتكوين
قالوا لا تكفي في وجود المخلق الا رادة
ولا بد في وجود المخلق من التكوين
مستدلين بقوله تعالى انما امر
اذ اراد شيئاً ان يقول له لكن
فيكون فاما رادة امر والتكوين
المشار اليه بل لفظة كون امراً خر
والمراد بلا امر لا يسمى فاعذر لهم
ألا اذا اخرج من العنايم الى الوجود

پس نظاگن خدائے تعالیٰ کا امر ہے اسکو جس کا
وہ امادہ کرنا ہے کہ نیت سے بست کر دے۔ ہم
مسئلہ کی تفصیل کا مقام علم کلام کی کتابیں ہیں مثلاً
شرح عقائد، شرح موافق وغیرہ۔ اپنے ہم دوہارہ
اہم غرضی رحمہ اللہ کا کلام درج کرتے ہیں۔ آپ
فرماتے ہیں کہ (افعال خداوندی کی حقیقت یوں
ہے کہ) جو جھی اللہ کے بغیر ہے وہ آئی کے فعل سے
پیدا ہوا ہے اور بہترین عدل کے طریق پر اور کل
و اکمل طرز پھورت نہایت ہے۔ خدا اپنے افعال
میں حکمت استعمال کرتا ہے۔ اپنے فیصلہ میں عدل کرتا
ہے۔ گراس کا عدل ہنسنی عدل کے مشابہ ہیں۔
کیونکہ انسان سے تو ظلم کا بھی امکان ہے جبکہ وہ
غیر کے لیکیت پر متصرف ہو اور خدا نے ظلم کا امکان بھی
نہیں کیونکہ جبکہ بیانیں غیر کی ملکیت ہی نہیں تو وہ کیسے کہا
جائے گا کہ وہ غیر کی ملکیت پر متصرف کرتا ہے تاکہ اسکا
عمل ظلم قرار پاتے کیوں کہ اس نے یہ تمام چیزیں خود
پیدا کی ہیں۔ انسان، جن، شیطان، فرشتے، آسمان،
زمیں، جہاں، بہنات، جہر، عرض، حدک ہیں
اور دک باعقل وغیرہ چنانچہ اس نے اپنی قدرت
کا مطلب سے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو وجہ عطا کیا
ہے بعماں کے کہ وہ نیت تھیں اور وہ خدا خود
زمانہ اذل میں موجود تھا اور ماں کے ساتھ کوئی
غیر موجود نہ تھا۔ پھر اس نے اپنی اظہار
قدرت کے لئے کائنات کو پیدا کیا

فلفظۃ کن هنہ سبحانہ و تعالیٰ
امر با خراج حما ارادہ من القوۃ
الى الفعل و محل بنط هنذا
المبحث کتب علم الكلام کشرح
العقائد و شرح المواقف سرجنا
للی کلام حجۃ الاسلام فقال الافعال
و آنہ سبحانہ و تعالیٰ کا موجود و
اکاذب حادث بفعله و فائض
من عدلہ على احسن الوجوه و اکملها
و اتمہا و اعدل لها و اند حکیم فی
اعماله و عادل فی اقضیة و کا یقا
عدلہ بعدل الصاداد اذ العبد یتصوّر
منه الظلم بتصرف فی ملک غیرہ
و لا یتصوّر الظلم من اللہ تعالیٰ
فانہ لا یصادف لغیرہ ملکا حق یکون
تصرفہ فیہ ظلمًا فکل ملکا مساواہ من
النیرون و شیطان و ملک و سماء
و اسرار و حیوان و نبات و جوہر
و عرض و عرضان و نبات و جوہر حادث
اختراعہ بعد اس تر بعد الصدم
اختراعاً والشاعة بعد ان لم یکن
 شيئاً اذا کات فی الازل موجوداً
و حد کا ملحوظہ معمد غیرہ فاحذر
الخلق بعد اظہاری القدر ته

اداں سے اپنے ارادہ کا ثبوت دیا جائے
نے پہلے کیا ہوا تھا اور اس قول کو پیدا کرنے
کے لئے جواز میں کہ جکا تھا دردہ اسکو کامنا
کی کوئی حاجت اور ضرورت نہ تھی۔ یہ اس کی
ہربانی ہے کہ اسے پیدا کیا نہیں تھا سب کچھ سب
کیا اور صاحبِ اختیار بنا یا اور نہ یہ سب کچھ اس
واجبت تھا اور وہ ہم پر فضل کرنے والا ہے کہ اس نے
ہم پر احسان کیا اور ہماری صلاح کی حالت کہ یہ بھی
ہر کو فرض نہ تھا پس یہ سب کچھ اسکا فضل ہے جس
اور نعمت اور نعم ہے کیونکہ وہ ہر وقت قادر ہے
کہ اپنے بندوں پر قسم قسم کے عذاب کے اور بگھانے
محاذیب میں گرفتار کرے اگر ہی کرے تو پھر بھی سکتا
ہی ہو گا اور اس کیلئے کوئی معیوب کام نہ تھا لہر ہو گا
لہلہ ہے حبوبہ اور فضول کرم سے بندوں کو اپنی اگلی
قبول کرنے پر ثواب ہیتا ہے مدد بندوں کا کوئی اس کے
ذریعہ اور ہی انہا کوئی فرض اسپر حاصل ہوئے کیونکہ
اسپر کوئی فعل بھی اجنبیں ہو سکتا اور نہ اس سے
ظلہ مستعمر ہو سکتا ہے اور سی کا حق اسکے ذریعہ پر
گر خلق پر اسکا حق اٹھا واجب جو اس نے اپنے بنیاد کے
ذریعہ بیان کیا۔ اور وہ حق اُنہیں صرف عقل و درفت
نہیں ہوتا تھا اسلئے اُنسے اپنے رسول صحیح اور حکم کھدا
مجرا ہے اُنکی قیمت اکا اٹھا فرمایا تو پھر ابھوئے خدا کا
نہیں اور وہ اور وہی کی خبر دی۔ اس لئے خلق پر جب
ہو گیا کہ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں اسکی تقدیر کریں (ابن حنبل)

وتحقيقاً لما سبق من اسر اهتمه حق
في الاذل من كلامه لا لافتقاره اليه
وحلجته وآله تعالى متفصلاً بالخلق
والاختراع والتكميل لا عن درجها
ومنتطلباً بالانعام والاصدح لا
عن لزم و لم الفضل والاحسان
والنعمه والامتنان اذ كان قاهرًا
على ان يصطب على عبادة افواع
العذاب ويعتليهم بضر ووب
الا لام والاصباب ولو فعل
ذلك لكان منه عدلاً ولم يكن بغيرها
ولا ظلماً وآلة تثبيت عبادته على
الطاعات بحكم الكروه والوعد
لا بحكم الاستحقاق والنزوم
اذ لا يحب عليه فعل ولا يقتول
منه ظلم ولا يحب لا حي عليه
حق وان حقه في الطاعات واد
على الخلق بما يعبأ به على سان انبیاءه
لا بغير داعل العقل ولكن بعث لهم
واظهر صدقهم بالمعجزات الظاهرة
بلغوا امرأة و نمية وعدة
ووعيداً فوجب على الخلق
تصديقهم فيما جاؤ به بمعنى
الكلمة الثانية وهي رسالة الرسول

رسالت کا بیان یوں ہے کہ، خدا ہی نے پہنا
نئی آئی قریبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و
سلم تمام کائنات کی طرف رسول بن اکرم مسیح
کیا ہے خواہ عرب ہوں یا جنم یا جن ہوں یا انسان
سوائے چند اصولی احکام کے تمام شرائع سابقہ
کے احکام کو مشوخ کر دیا اور تمام انبیاء
علیہم السلام پر آپ کو فضیلتِ نجاشی۔ آپ کو
سید البشر ہنایا اور جنتیک محدث رسول اللہ کا اقرارہ
ہو، اقرار توحید یعنی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کرنے سے وکٹا
اور مخلوق پر آپ کی تصدیق فرض کر دی۔ ان احکام
کے متعلق جو آپ نے دنیا و آخرت کی بابت بیان
کئے ہیں اور یہی فرض کیا کہ کسی کا ایمان معتبر
نہیں جب تک وہ باقیں نہ ملنے جن کی خبر اپنے
انسان کی موت کے بعد دی ہیں جن میں سے اول
مشکر نکیر کا سوال ہے۔ یہ دو فرشتے پاہمیت فنا
ہیں، جو مردہ کو قبریں سیدھا بھادیتے ہیں جس
میں روح اور جسم دونوں ہوتے ہیں۔ پھر توحید
اور رسالتِ نبوی کا سوال کرتے ہیں کہ تیرارب
کون ہے، تیراوین کیا ہے اور تیرا شی کوں
ہے؟ اور یہ دو فرشتے قبر کا امتحان ہیں کیونکہ
موت کے بعد قبریں پہلا امتحان ان کے پیوالات
ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ مومن مذاہب قبر کو یہم
کرے کر دے حق ہے اور حکمت اور عدل ہے جسم اور
روح پر جس طرح کو خدا چاہے۔ یہ بھی ہانے کہ

صلی اللہ علیہ و سلم۔ وَأَنَّهُ تَعَالَى
بَعْثَ النَّبِيِّ الْأَكْبَرَ الْقَرِيْبَ مُحَمَّدَ
صلی اللہ علیہ و سلم برسالہ
الى كافه العرب والجمعه والجن
وَالإِنْسَانِ فَنَحْنُ بَشَرٌ عَدُوُ الشَّرِّ الْعَالِيمُ
لَا مُلْكَرْر وَفَضْلُهُ عَلَى سَائِرِ
الْأَنْبِيَاءِ وَجَعَلَهُ سَيِّدَ الْبَشَرِ وَ
مَنْعَ كَمَالَ الْإِيمَانِ بِشَهَادَةِ
الْتَّوْحِيدِ وَهُوَ قَوْلُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مَا لَهُ تَقْرِيرٌ بِهِ شَهَادَةُ الرَّسُولِ
وَهُوَ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ فَإِنَّ مُخْلَقَ
تَحْمِدُ يَقْهَرُ فِي جَمِيعِ مَا أَخْبَرَ بِهِ
مِنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأَنَّهُ لَا يَقْبِلُ
إِيمَانَ عَبْدِهِ حَتَّى يُوقَنَ بِمَا أَخْبَرَ عَنْهُ
بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَذْلَلُ سُؤَالَ مُنْكِرِ وَنَكِيرِ
هُمَا مُتَخَصِّصانِ مُهْمِيَّانِ هَائِلَانِ
يَقْعُدُ إِنَّ الْعَبْدَ فِي قَبْرِهِ سُوِيًّا ذَا
رُوحٍ وَجَسِيدٍ فَيُسْكَلُ أَمْرُهُ عَنِ التَّوْحِيدِ
وَالرِّسَالَةِ وَيُقْوَلُ أَنَّهُ مِنْ سُرُّ ثَلَاثَةِ
مُلْعِنَاتِ وَمِنْ بَنِيَّتِكَ وَهَاتَانَا
الْقَبْرُ وَسُوَالُهُمَا أَوْلَى فِتْنَةِ الْقَبْرِ
بَعْدَ الْمَوْتِ دَأْنَ يُؤْمَنُ بِعَذَابِ
الْقَبْرِ وَأَنَّهُ حَقٌّ وَحِكْمَةٌ وَعَدْلٌ لِأَعْلَى
الْجَنَّمَ وَالْزَّرْدَ حَلَّ عَلَى مَا يَشَاءُ وَيُوقَنُ

میزان عمل کے دو پرے میں اور ایک بندہ کی سیکھی
اس کی بُراٹی کا بیان یوں ہے کہ ملہیں آسان
کی وسعت کے برابر بُراٹی ہے۔ اس میں قبضت العین
سے اعمال تو لے جائیں گے اور اس سے ہے چوتھی
اور راتی کے دارے کے برابر بھی ہونگے تاکہ پورا پورا
انصاف ہو۔ پھر اس کے نورانی پتوں میں نیک اعمال
کے صحیفے ڈالے جائیں گے، جن سے مدعازاد بوجبل
معلوم ہو گا۔ ان نیک اعمال کے درجہ کے مطابق
خدا کے فضل و کرم سے۔ پھر دوسرے تاریخی طور پر
میں بداعالیوں کے صحیفے ڈالے جائیں گے تو خدا
کے مل و انصاف سے بکا ہو جائے گا۔ مُؤمن یہی
ملے کر پُن مراد حق ہے اور جنہم کی پشت پڑی ایک
لبایا پل پہچایا جائے گا جو تواریخ میز اہو گا میر بلکہ تاریخ
اس سے کفا۔ کے قدم پھیل جائیں گے تو خدا
کے حکم سے جنہم سید ہوں گے۔ مُؤمنین کے
قدم اس پر نہ کجا جائیں گے تو جنت کو بیجا سے
جائیں گے یہ بھی ملنے کے حوض کو ٹرکی ہے
جس پر لوگ آئیں گے اور حضور علیہ السلام
کے حوضِ محظی سے داخل جنت سے پہلے
مُؤمنین پانی پیں گے اور پل مراد سے گذر کر
بھی اس کا پانی پیں گے۔ اور جو شخص اس کا
ایک مکونٹ بھی پی لیکا کبھی پیا ساز ہو گا۔ اس
کی وسعت آسمان کے برابر ہے اسیں وہی حوض کو ثابت
سے بخل کر کھلتی ہیں۔ مُؤمن یہ بھی ملنے کے حساب کا دن ہے۔

بالميزان ذي الكفيتين والتسان
وصفته في العظام آثر مثل طلاق
السموات والارضين توفرت فيه
الاعمال بقدرة الله تعالى وابصرت
يومئذ مثاقيل الذير والمخزول
تحقيقاً لما العدل وتطهير صفات
المحسناًت في صورة حسنة في كفة
النور فيشغل بها الميزان على قدر
درجاتها عند الله بفضل الله
تعالى وتطهير بحائث التيميات
في كفر المظلومة فينخفض بها الميزان
بعد لـ الله تعالى وآن يؤمن ما ت
الضرها طلاق وهو حبئر عذر ذعن
هتن جهاته أحد من التيف واسرق
من الشعر تزل عليه أقدام الكفرة
محمد الله تعالى فهو يهم الى النار
وتبثت عليه أقدام المؤمنين فيساً و
الي دار القراء وليؤمن بالمحوض
الموارد وحوض محمد صل الله عليه
وسلو بشر ب منه المؤمنون قبل
دخول الجنة وبعد جواز الضراء من
شرب هذه شربة لا يظلماء بعد ها
ابدأ عزه هنا الشماء فيه ميزان
يعصيـان من الكوثر ويومن يوم العـذا

لـه منع پانگستزاده

ہے جس میں مختلف مخلوقات طبق پرستا ہو گی۔ کسی سے خوب باز پیش ہو گی اور کسی سے عرض پیش کی جائے گی اور کئی ایک بغیر حساب کے بھی اخلاق جنت ہوں گے اور یہ لوگ خدا کے مقرب ہوں گے خدا کا مشاء ہو گا تو انبیاء علیہم السلام سے بھی سوال ہوں گے کہ تبلیغ کیسے کی ہے جی پاہنچا تو کفا اور مکہ میں سے بھی سوال ہوں گے کہ قلم لے رسول کی تکذیب کیوں کی؟ ہبھتی نور خالق سنت سے رسول ہو گا کہ تم نے سنت ہر قوم کیوں حپڑا اور اہل سلام سے اعمال کے متعلق سوال ہو گا اور یونہن یہ بھی مانے کہ اہل توجیہ جہنم سے بدل پا کر آخرین نجات پائیں گے یہاں کر خدا کے فضل و کرم سے وہاں کوئی اہل توجیہ نہ رہے گے وہ بھی مانے کہ انبیاء علیہم السلام شفاعة کر سکتے ہیں۔ نکے بعد اہل علم پھر شہادت یا فتنہ اور بکے اغیر باقی اہل اپنی دلپتی قدر و منزالت کے معابد شفاعة کریں گے اور جو مومن جہنم میں بغیر شفاعة کرے گا اور ہیگا اور اسکا کوئی شفیع نہ ہو گا تو خدا کے اپنے فضل سے جہنم سے بکاریا گا اور دوزخ میں کوئی اہل ایمان باقی نہ رہے گا بلکہ جسکے دل میں ذرہ بھی ایمان ہو گا وہ بھی جہنم سے سکاں دیا جائے گا۔ یہ بھی مانے کہ صحاپت کی فضیلت بڑی ہے اور ان میں ترتیب اور فضیلت یوں ہے کہ حضرت علیہ السلام کے بعد اہل الناس حضرت صدیق بن ابی وصیہ اور حضرت فاروق اور حضرت عثمان بن عفی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم یہ بھی ہزوہی کے دو مومن ہمایہ کے متعلق حسن بن عاصی کے

وقاوت الخلق فيه الى من اشت في الحساب والى ما احقر فيه والى من يدخل الجنة بغير حساب وهم المقربون فی مثل الله هن شاء من الانبياء عن تبلیغ الرسالة وهم شاء من الكفار عن تکذیب المسلمين ويسأل المبتدعین عن السنة ويسأل المسلمين عن الاعمال ويؤمِن باخراج الموتى من النار بعد الانتقام حق لا يتحقق في جهنم موحدًا بفضل الله تعالى ويؤمن بشفاعة الانبياء ثم العلما ثم الشهداء ثم سائر المؤمنين كل على حسب جاهده و منزلته ومن بقى من المؤمنين ولو يكن له شفاعة أحزر بفضل الله تعالى ولا يحل في النار هو من بل أحزر أحزر منها من كان في قلبه متعاقل ذرة من الايمان وان يعتقد فضل المتقواة وترى تبرهم وان افضل الناس بعد رسول الله صلی الله عليه وسلم ابو بكر ثالث ثم عثمان ثم علي رضا الله عنهم وان يحيى النطف جميع الصحابة وان يثنى عليه ۲۷۴

او جس طرح اللہ تعالیٰ اور حضور عبید اسلام نے
ان کی تعریف و توصیف کی ہے یہ بھی ان کی
تعریف کرے۔ ان تمام عقائد کے متحقق شاہزادوں کا
نبوی دار دہیں اور اقوال صحابہ، ائمہ مشاہدہ میں
جو شخص ان تمام عقائد کو تسلیم کرے وہ اہل حق
اور اہل سنت ہو گا۔ اور اہل بدعت اور گمراہ
فرقوں سے الگ بھیجا جائے گا۔ ہم سب کے فرض
ہے کہ خدا تعالیٰ سے کمال یقین اور بیانی شستعلیٰ
کی درخواست کریں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے
لئے کیونکہ دہی ارحم الراحمین ہے وصلی اللہ
علیٰ سیدنا محمد وآلہ و صحبہ اجمعین
یہاں تک جو ہمیں امام صاحب کی کتاب قواعد
العقائد سے نقل کرتا تھا نقل کر دیا ہے۔ اب
مولف رسالہ نما (مفقود) اپنا مضمون شروع
کرتا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحيم و نیستعین
یا اللہ ہمیں چوتھی بات ہے وہ سچ پڑھ دکھا
دے اور باطل کو واقعی طور پر باطل دکھا
اور ہمیں اس سے کنارہ کشی نصیب کر
اس کے بعد واضح ہو گئے اس امتت محدثیں
عقائد کا اختلاف بہت ہے اور ان کی رہیں
مختلف ہیں اور ان میں باہمی نفرت پیدا ہو گئی
ہے اور بعض پیدا ہو گیا ہے۔ ہر ایک فرقہ کا
یہی ہے کہیں بھی حق پر ہوں اور دوسرے
باطل پر ہیں۔ کیوں ایسا نہ ہو جب کہ حضور

کما اشیع اللہ تعالیٰ ورسول
صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین
فکن ذلت مقادیر دست بہ السنۃ
وشهادات به الآثار فمن اعتقد
جمیع ذلک موقنا بہ کان هن
اصل الحق وعجمباۃ السنۃ و
فارق رهط الصدایل والبعدۃ
فسال اللہ تعالیٰ کمال الیقین
والثبات فی الدین لنادلکافۃ
المسلمین اندر ارحم الراحمین
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ
وصحابہ اجمعین۔ انتہی ما امرح نا
نقلہ هن کتاب قواعد العقائد
للإمام حجۃ الإسلام حمد اللہ علیہ
قال المؤلف عفی اللہ عنہ بسم اللہ
الرحمن الرحيم ویہ نستعین
اللهم اس نا الحق حقا و اس نا فرقنا
ابتاعہ و اس نا الباطل باطل و
اہر فرقنا اجتنا بہ آما بعد
فقد اختلفت الاممۃ فی العقائد
اختلافاً كثیراً و تفرققت اراء ائمۃ
و فرقہ بنیہم التناقض والتبایغ
و ادھمت کل طائفۃ انہا اعلى
الحق و ما سواها اعلی الباطل کیف

علیہ السلام نے ہمیں پہلے ہی خبر دی ہوئی
 ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت سے فرقہ
 پر تقسیم ہو جائے گی... اور یہ حدیث
 پورے سوال وجواب کے ساتھ میر نے اپنی
 کتاب فارسی الاصول الامر بعثۃ فی
 تردید الموهابیۃ کے اخیر نقل
 کر دی ہوئی ہے۔ مگر تباہم تکمیل فائدہ
 کے لئے اسے یہاں بھی نقل کرتا ہوں
 کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
 پر وہ انقلاب آئے گا۔ جو بنی اسرائیل
 پر آیا تھا ہو بھو، یہاں تک کہ اگر ان
 میں سے کسی نے اپنی ماں سے بد فعلی
 کی ہوگی تو میری امت میں بھی اسی نے
 ہوئے گے، جو ایسا کر گدیں ہوئے
 بنی اسرائیل ۷۰ فرقوں پر منقسم ہوئی
 تھی مادام میری امت ۳۰ ملت پر تقسیم
 ہوگی اور وہ سارے کے سارے جہنم
 میں جائیں گے گراہک فرقہ پر رہے گا۔
 حاضرین نے پوچھا کہ رسول صلی اللہ علیہ
 وسلہ وسلم کو ناسفر تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو ہے،
 جو ان اصولوں پر قائم ہو گا کہ جن پر میں
 وہ میرے صحابہؓ میں قائم ہیں۔ دروازہ التنبیہ

لاؤقد مخربنا بعدها الحالۃ
 سیلنا نا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم حیث قال وتفرق
 اهتم علی ثلاث وسبعين
 فرقۃ الحدیث وقد ذکرت
 هذالحدیث بحالہ و ماعله
 فآخر کتابی المسقی بالاصول
 الاربعة فی تردید الموهابیۃ
 بالعقل رسمیۃ وہا انا اذکوره
 هرہنا اتماماً للتعارف عن
 عبد اللہ بن عمر و قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم لیا تین علی امتی ما
 اتی علی بنی اسرائیل حذف
 المنعل بالمنعل حتی ان کان
 منهم من اتی اعده علیہ نیتکان
 فی امتی من یصفع ذلك و
 ان بنی اسرائیل تفرق
 علی ثنتین و سبعین ملة
 و تفرق امتی علی ثلاث و
 سبعین ملة یکتمھم فی النار
 الا امۃ واحدۃ قالوا من
 یحیی یا رسول اللہ قال ما
 انا علیہ واصحابی سر والترعد

۲۳ احمد و رابرداؤد حضرت معاویہؓ سے روا
کرتے ہیں کہ ۲۴، فتحہ دوزخ میں جامیں مجہاد
ایک فرقہ جنت میں داخل ہو گکا اور اس فرقہ کا نام
جماعۃ ہے۔ میری انسٹریس ایسی توہین ہی
پیدا ہوئی کہ جن کو یہ نو پیدا خیالات اسرائیل اور
عکسے جس طرح کر دیا وانکھے کی زبردا دہائی ہے۔ باور
کئے کئے کئے ہوتے کا کوئی لگ دریث نہیں تھا
کہ جس میں اسکی زبردا داخل نہ ہو۔ اب اگر یہ حال کیا
بائی کہ جود و رخی ۲۵، فتحہ مدیث میں تکوہی
دہ کوئی نیا اسلام پڑیں گے با اسی ہلماں کے
دعویٰ دار ہوں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دہ
اسلام کے دعویٰ دار ہونگے کیونکہ حضور ﷺ نے اسلام
ان کو امت کے لفظ سے بار بار ذکر کیا ہے مگر وہ
دوں بیانہ ہبش کر چکے ہو دہ ہونگے ہو فنا دکول
کر نہیں ہائیں گے، اسلئے دہ اقت تحریر میں وہ فتنہ
(پہلی قسم کا نام اہل اجابت ہے اور دوسرا کا نام
اہل دعوت) اس مقام پر اکیلہ مشکل سوان پیدا
ہوتا ہے کہ ۲۶، فرقہ میں سے ہر ایک فرقہ کا یہی
دعا ہی ہے کہ ہم نجات دیانے والی (فرقہ ناجیہ) جماعت
ہیں اور ہم یہاں اانا علیہ دا حصہ
کی صحیح مثال ہیں۔ کیا کوئی یہ خدہ
ایمان داری سے حل کر سکتا ہے، اس لمحے
اس کے جواب میں اہل السنۃ و الجماعات
بے چین ہوئے اور بارگاہ الہی میں

و فی رِدَائِیَةِ اَحْمَد وَابْنِ حَادِدٍ عَنْ
مَعَاوِیَةَ شَفَّاعَ وَسَبْعَوْنَ فِی
الْأَنَارِ وَاحْدَةٍ فِی الْجَنَّةِ وَهُنَّ
الْجَمَاعَةُ وَاللَّهُ يَسْخَرُ بَرْجَ فِی اَمْتَى
اَقْوَامٍ تَبْغَارِی بِهِمْ تَلَاثَ الْاَهْوَاءُ
كَمَا تَبْغَارِی الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ لَا
يَبْقَی عَنْهُ عَرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ لَّهُ
دَخْلُنَّهُ فَآنَ قَبْلَ حِلِّ الْفَرْقَۃِ
الْقِدْرَکَوْفُ الْمَدِیْثُ مِنْ اَهْلِ
الْذِرْعَوْنَةِ اَوْ مِنْ اَهْلِ الْاَجْلَبَۃِ
نَقْوُلُ بِلَّهِ مِنْ اَهْلِ الْجَاهِیَۃِ
لَا نَهْمَ ذَکْرُ وَابْلُفْنَا اَمْتَی مَکْرَرَۃٍ
وَآمَا اَهْلَ الذِرْعَوْنَةِ الَّذِينَ مَا
أَهْنَوْا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَلَا
بِلَّ خَلُوَنَّ فِی اَمْتَهِ عَلَیِ اللَّهِ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّا سَوْالٌ اَخْرَى
اَصْبَعُ عِنْدَ الْاَقْلَمِ دَلَقْرِیْرَۃِ اَنْتَ
کُلَّ طَائِفَۃٍ مِنَ الطَّوَافِ الْمُلَائِکَۃِ
وَالسَّبْعَوْنَ. قَعْدَی وَتَرْعَدَمْ اَنْهَا
ہی الظَّلَفَۃُ النَّاجِیَۃُ وَانْهَا هی
عَصْدَاقَہُ هَا اَنَا عَلَیْہِ دَاعِبَۃِ
خَصْنَ ذَلِیْلِی جَعْلَهُنَّهُ لِعَقْدَۃِ
بِالْاَمَانَۃِ فَاضْطَرَبَتِ اَهْلُ
السَّنَۃِ وَالْجَمَاعَۃُ دَالْقَبَاءُ

گروگرائے وہ ان کو قرآن مجید کی یہ آیت نظر آئی
کہ بخدا وہ لوگ مون خمار نہ ہوں گے پہنچ کر
وہ اپنے باہمی تنازعات میں آپ کو زخم نہ مالین گئے
اس لئے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
لاغل سوال میں پسندیدج مان لیا اور فیصلہ موگیا
کیونکہ حدیث مذکور میں حضور علیہ السلام کا یقظہ بیار
موجود ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ جماعت ہے اور یہ بکہ کو
معلوم ہے کہ جماعت کا یقظہ فرقہ اہل سنت و جماعت
کے نام کا اصلی جزو ہے جیسا کہ امام احمد را ابو داؤد
کی روایت میں ہے اور جماعت سے مراد ہمیشہ
کثرت افراد ہوا کرتے ہیں اور کثرت افراد اہل سنت
و ابھا قری ہیں جو مذاہب اور بیوں کے مشرق و مغرب
میں مقلد ہیں اور یہ کثرت گراہ فرقوں کے مقام
پر ایسی روشنی ہے جس کو کسی دلیل کی نہ دیکھیں
رسویں دیکھیں، ایک گراہ فرد کا اول ہے کہ حدیث
میں جماعت کا یقظہ آیا ہے اور اسی سے مراد اہل
حق ہیں اگرچہ ان کے افراد کی قلت ہو جم جو اپنے کتنے
ہیں کہ یہ طلب صحیح نہیں کیونکہ وہ خود بھی کریم
الله علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں جسے حضرت
ابن عمر صنی اشوفہا نے روایت کیا ہے فرمایا ہے
کہ خدا تعالیٰ میری اوت کو یا یا فنا نہیں گیرات تب حکمت
کو گراہی پرستق نہیں کرے گا اور جماعت پر خدا کا
ہاتھ ہوتا ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ
ہو گا۔ وہ دوزخ میں پھیکا جائیگا رہا وہ اُنہیں

الى حضرة الله تعالى فوجدها
قوله تعالى فلا دربك لا يتومنون
حتى يعلمون و بما شجر بينهم فحكتنا
صلى الله عليه وسلم في هذه
الفيصلۃ المعصولة فوجدها عجلا
حالی في ذلك الحديث قوله صلى
الله عليه وسلم وهي الجماعة ومعلوم
ن لفظه الجماعة جزء من آیة
هل السنة والجماعۃ فی روایة ابن
اُبُد واحمد و امراء من الجماعة كثرة
ذنوات و كثرة افراد اهل السنة
جماعۃ المقلدين للهز اهله الرغبة
رقا و غربا من الفرق المتناولة
ما يجيء لا يحتاج الى دليل سوال
آخر قلل بعض اهل هصلل المراد
من الجماعة في الحديث من كان على
سخت و ان قلت افراده قلتليس
الامر کساز عموما ان النبي صلی الله
علیہ وسلم قال في حديث آخر
من ابن عمر رضي الله عنهما قال
قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم
ان الله لا يجمع امتی او قال امة
معنی على صنلا لة و دین الله علی الجماعة
و من شذ شذ في الناس راه التردد

ابو بکر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا
ہے کہ نبی نے خدا سے یہ دعویٰ است کی حق کہ میری
انتگری پر متفق نہ ہو تو خدا نے مجھے پیغام بخش
دیا (رداء طبرانی) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
طنہہ سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ بخشنخ جماعت سے الگ ہو کر مر جائے
تو یہ دینی کی روت رکھا۔ (رداء البخاری) اگر
یہ سوال کیا جائے کہ اگر یہ حدیث میں نظریہ دعویٰ
بالنفع جماعت مذکور ہے۔ بین، حدیث میں
نصرع موجود ہیں کہ اس سے مراد کثرت فرادیں
تو ہم اس کے برابر ہیں یوں کہیں تھے کہ حضرت عمر
رضی اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم کبتر انسانہ د
جماعت کی تابعیت ماری گرد، درست جو الگ ہو جو، واسطہ
جہنم ہو گا دراء ابن ماجہ، اور حضرت معاذ بن جبل
رضی اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے نئے
بیڑا یہ ہے جس طرح کہ بیڑ بکری کے لئے بیڑا ہوتا
ہے اور وہ اس بیڑ بکری کو پکڑ لیتا ہے جو دوڑ
سے الگ چرتی ہے پاکتارہ کرتی ہے تم یہی کہ
کشیوں کے پیڑ بکو اور قام اہل سلام اور جہا کا دین
کھوار دواہ (حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی
کریم نے فرمایا ہے کہ جو جماعت ایک بالشت بھر جو الگ
ہو گا یہیں کجھ جو کہ اس نے اسلام کا جو آپی گون سے ادا کیا

وَعَنْ أَبِي بُصَرَةَ قَالَ قَالَ رَبُّ الْكَوَافِرِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْهُ رَبِّيَّةٌ إِنَّ
لَا تَحْقِمُ أَهْمَقَ عَلَى ضَلَالِهِ فَاعْطَاهَا
رَوَاهَ الطَّبَوَانِ وَعَنْ أَبْنَى بَنْيَاسَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُنْ فَارِقُ الْجَمَاعَةِ
فَإِنَّهُ مِنْ أَهْمَقِ الْجَاهِلِيَّةِ رَدَاءُ
الْبَخَارِيُّ . فَانْتَهَى دَانُ ذَكْرَ فِي
هَذِهِ الْأَحَادِيثِ لِفَظِ الْأَجْمَاعِ
وَنَفْذَةِ الْجَمَاعَةِ لِكَذَّهِ لَهُ يَصْرَهُ بَانِ
الْمَرْدَهِ مِنَ الْجَمَاعَةِ كَثْرَةُ الْأَفْرَادِ نَقُولُ
مِنْ أَبْنَى بَنْيَاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعُوا
الْمُتَوَادِّا زَلَّ عَظِيمًا فَانْتَهَى هُنْ مُشَذَّبُ
شَذَّ فِي النَّاسِ رَدَاءُ أَبْنَى بَنْيَاسَ وَعَنْ
مَعَاذِبِ بَنْجِيلَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ
ذَبَّ الْأَنْسَانَ كَذَنْ ثَبَّ الْغَنَمَ مَا خَذَ
الشَّاةَ الْقَاصِيَّةَ وَالنَّاجِيَّةَ وَأَيَّادِهِ
وَالشَّعَابَ وَهَلِيكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَاقَةِ
رَدَاءُ أَحْمَدَ وَمَنْ أَبْيَاهُ رَبِّيَّةٌ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُنْ فَارِقُ الْجَمَاعَةِ شَبَرَا
فَقَدْ خَلَعَ رَبِّيَّةُ الْأَسْلَمِ مِنْ نَقْدِهِ

(رواد احمد و بودا و داود) یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ہے جس کی
بیانیں موصوفہ اور مذکورہ معمولیاتی احادیث کا نظر کر
افراد کی تصریح کردہ ہے۔ اور اہل سنت والجماعت
کے افراد کی کثرت تمام گواہ فرقہ کے مقابلہ پر یا کل
 واضح اور صاف ہے۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے اس
لئے ثابت ہوا کہ اس مقام پر فرقہ ناجیہ سے مراد اہل سنت
والجماعت ہی ہے جو مشہور خدا ہب از بند کے مقابلہ
(الجھوٹہ ملی ذلت) ان معلومات کے بعد واضح رہے
کہ عرب و عجم کی تمام زبانوں میں تحقیقہ دمجا ہے کہ اس
وجود ہے خواہ وہ اچھی ہوں یا بُری۔ یہ اسک کہ خود
کلام الہی ہیں بھی یہ دونوں موجود ہیں جن پنج ہم چند
آیات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں (اول) یہ کھدا
موت کے وقت روح کو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے
پھر فرمایا کہ ملکہ الموت تمہیں دفات دیتا
ہے جو تم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ پس توفی کا
تعلق خدا سے ہیتی ہے اور فرشتے سے
مجازی۔ (دوم) خدا جسے چاہتا ہے
رُکیاں بخشتے ہے اور جسے چاہتا ہے
رُڑ کے بخشتا ہے۔ پھر حضرت ہبیریل
علیہ السلام کا قول یہ منقول ہے کہ آپ
نے حضرت مریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں کہا
تھا کہ میں اس نئے تیر سے پاس آیا
ہوں کہ تمہیں مقدس رُڑ کا دُوں۔ خدا کا ہبہ ہیتی ہے
اور ہبیریل کا مجازی۔ (سوم) اسے میرے بندوں!

رواد احمد و بودا ذمہ مشکوٰۃ شریف
بخطہ السواد الاعظہ و لفظۃ المعاشرۃ
تصریح بکثرۃ الافراد دلکثرۃ افراد
اہل السنۃ والجماعۃ بالنسبۃ الى
جمع طوائف انصصار ایضاً اصل امر بن سعید
معلم باصرہ رَبَّهُ فثبت ان الفرقۃ
لناحیہ هی اہل السنۃ والجماعۃ
المعلمین للزاهد الاربعۃ المشہور
والمحبوب علی ذلکه آذا علت هذہ
فاحذر ان المجاز والتحقیقہ مستعمل
فی جمیع لغات العرب والجمد
سیئها و سیئها حتی فی کلام
الله تعالیٰ الملک العلام ولدقائق
فی هذہ المقام بن کو بعض آیات
القرآن الحکیم قال اللہ تعالیٰ اللہ
یستوی الانفس حین موتها و قال
تعالیٰ قل یعنوانا کو ملک الموت
الذی وکل بکم فالاول حقیقت
و المثلثی مجائز قال اللہ تعالیٰ یهیب
لمن یشام انا ثانیاً یهیب لمن دشائی
الدکور و قال تعالیٰ حکایۃ عن
حبوش علی بن نعیمة الاسلام لاهب لدی
خلاء مائی کتاب فا لا قتل حقیقتہ و
الثانی مجائز قال اللہ تعالیٰ قل

جنہوں نے ہے احتدالی کی ہے جنتِ الہی سخا میہ
نہ ہو جاؤ اور شیطان سے یوں کہا کہ میرے بندوں پر
شیرا تسلط نہ ہو گا۔ پھر فرمایا کہ تم اپنے بندوں اور
کمزدیوں کے نکاح کر دیا کرو بس پہلی دعا یوں میں
جید کا تعلق خدا سے حقیقی ہے، و تیری آنٹ میں
تو گوئی تعلق بجانی ہے (چہارم، خدا ہی مت چڑا
دیتا ہے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں تعلق
کیا ہے کہ میں بفضل خدا اُمرہ سے زندہ کر رہا ہوں۔ تو
زندگی ہے کا تعلق خدا سے حقیقی ہے اور حضرت عیسیٰ سے
بجازی (چشم)، خدا ہے چاہے را و راست دکھانے ہے
جنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہی اُدھرانے
ہیں مگر الہی ہی ایت حقیقی ہے اور ہدایت بُری بجازی ہے
(ششم)، خدا کائنات کی تدبیر کرتا ہے پھر فرمایا کہ
قسم ہے انکی جو تدبیر کرنے والے میں پہلی آیت یہ حقیقت
دوسری میں بیان زینت ہے، کہو! جو لوگ یاد فتنے، سماو
زمیں میں ہیں انہیں سے کوئی بھی غیرہ میں جانتا یکن شہ
غیر بجا تسا بسا اور حضرت عیسیٰ کا حال یوں بتا پا کر آپ
کہتے ہیں کہ میں تکو سب کچھ بت دیجو، جو تم کھلتے ہو یا
معمر رکھتے ہو اپنے گھر و میں پھر حضرت یوں متعلق فرمایا کہ
و قید یوں کیں یوں کہتے ہیں کہ نہیں آئیں تمہاری خدا کو تمہیں
دیجاتی ہے مگر میں اسکے آنے سے پہلے ہی تجھے خوبیوں کی
تجھیز کر دیجاؤ پہلی آیت میں حقیقتہ دوسری دو آیتوں میں
ہے دو شترم، حضرت بن اکرمؓ کا قول یوں تعلق ہے کہ آپ کچھ ہیں کہ جبا
مکہ بیان رہتا ہوں تو خدا ہی مجھے شفاعة دیتا ہے اور یہی ملکیتِ اسلام کہتے ہیں

یا عبادی الدین اصرخوا و ان جہادی
لیس لک ش علیہم سلطان و قال تعالیٰ
عن جہادکرو و اما تکر فالا دلائل حقیقتہ
والثالث مجاز، قال اللہ تعالیٰ ہو
بیسی دیمیت و قال تعالیٰ حکایۃ عن
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام و ابی الموقی
باذن اللہ فالاول حقیقتہ والثانی عجلہ
قال اللہ تعالیٰ دا اللہ یحدی هر یشاء
لی هر اط مستقیم و قال تعالیٰ دام اللہ
لتعهدی الی صراط مسیم فوالاول
حقیقتہ والثانی مجاز، قال اللہ تعالیٰ
یدبر الامر و قال تعالیٰ فالمدرجات امرا
فالاول حقیقتہ والثانی مجاز، قال اللہ
تعالیٰ قل لا یعلمون فی السموات فی الا
الغیب الا اللہ و قال تعالیٰ حکایۃ من سید
عیسیٰ علیہ السلام و انبشکو باتا کلون
و ما تذخرون فی میوتکرو و قال اللہ
تعالیٰ حکایۃ عن سیدنا یوسف علیہ السلام
لا یا تکلما طعام ترثی قانز الابناء تکا
بتاویله قبل ان یا تیکلعا لاول حقیقتہ
والثانی مجاز، قال اللہ تعالیٰ عن سیدنا
ابراهیم و اذ اصرفت فھو یتغیر و
فتال تعالیٰ حکایۃ عن
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

کہ میں مادرزادوں اور مکمل ہوں کو شفاقتیا
ہوں اور فضل کے فضل سے مردے بھی زندہ کر لیتا
ہوں۔ پس پہلی آیت میں حقیقتہ ہے دوسری یعنی
مجاز دعہم، فرمایا کہ خدا ہی پیدا کرنے والا اور خوب
جننے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول
بیان کیا کہ میں سُنی سے پر نہیں کی وضیع و شکل
بنانا ہوں اور اس میں تجوہ کم مارنا ہوں تو وہ خدا
کے فضل سے پر نہیں بن جاتے ہیں۔ یہاں جب تک پہلی
حقیقتہ ہے پھر مجاز ہے (دعہم)، فرمایا کہ دھی خدا ہم کو
کارازی ہے اور زبردست طاقت کا انک ہے جو
فرما کر جب بیراث تقییم کرنے کے وقت رشتہ دار
تھیم اور سکین صافر ہوں تو اسیں سے ان کو نہیں
دو۔ یہاں بھی پہلے حقیقتہ ہے پھر مجاز ہے دیا ز دعہم
فرما کر خدا ہی سچ و بعیر ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے
ان کو مخلوق انتظار سے پیدا کیں۔ تاکہ اس کو دنیا کے
ابتوں میں ڈالیں اس نے اسے سچ و بعیر ہنا دیا،
سچ و بعیر حقیقتہ ہے دوسرامجاز۔ المرض اس قسم
کی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ بہت ہیں پس
حقیقت و مجاز کا استعمال قرآن مجید میں موجود
ہے تو اگر اسے خدا کے بندے استعمال کریں اپنے
حادیث میں تو گون سی بیاعت ہو گی
بہرحال اس اصول پر کئی ایک
سائل کی بنیاد قائم ہے۔ جو
ذہب ارباب کے مقدون اور

والاکہ والابرص واحی الموتی باذن
الله فالأول حقیقتہ والثانی
مجاز قال الله تعالیٰ وهو
الخلق العلیم وقال تعالیٰ
حكایة من سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
انی اخلاق لکم من الطین کھیثۃ
انطیر فیکون طیرا باذن الله
فالاول حقیقتہ والثانی مجائز
قال الله تعالیٰ ان الله
هو الرزاق ذو القوۃ
المتین وقال تعالیٰ واذا حضر
القصۃ او لوا القربی والیستی و
المسالکین فارزق وهم منه فالاول
حقیقتہ والثانی مجائز قال الله تعالیٰ
ان الله هو الشمیع البصیر وقال
تعالیٰ ما خلقنا الانسان من نطفۃ
امشاج بنتیلیہ فجعلناه سمیعا بصیرا
فالاول حقیقتہ والثانی مجائز الی
غیر ذلك من الآیات القرآنیة والاعتلاد
التبویۃ فإذا اکمان المجاز مستعملی
کلام الشم تعالیٰ علیہ السلام فان استعمل
بسیاری بعض حادیث مفاد فاتی قبل
نیروینی على هذ الاعتلاد سائل
کثیرۃ القوی معرکۃ الاراء بیڑ المقلد

وہا یوں کے درمیان زیر بحث اور استدلالی خیگ
کامیڈیاں بنے ہوئے ہیں۔ یہی طرح ان لوگوں کے درمیان
جو ان کے طریق پر چلتے ہیں چنانچہ ان میں کے ایک
علم غیب کا مسئلہ ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور خاصاً امت محمدیہ کو حاصل تھا یا نہیں؟ پس
جب حضرت عینی علیہ السلام کھانے اور گھر دن کے ذریعہ
کی خبر غیب دیتے ہیں تو یہ امر کیوں جائز نہ ہو گا کہ بنی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کے خاص
خاص مغرب بندے بھی غیب کی چند خبر مل دیں
یادنیا کے مستقبل کے عالات اور برنسخ کے عالی
ہتائیں اگر اغراض کیا جائے کہ وہ توحضرت عینی
علیہ السلام کا سجزہ تھا۔ تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی
کیوں سجزہ نہیں ہو سکتی اور خوہ امت کے
لئے کرمت کیوں نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ سوال ہے
کہ حضرت عینی علیہ السلام کو تو خود خدا بتا دیتا
تھا، تو ہم کہیں گے کہ ہمارے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہی خدا بتا دیتا تھا۔ آب و اربع
رہے کہ مسئلہ علم غیب ایک غلطیم اشیاء
زیر بحث مسئلہ ہے، جس پر علمائے وقت
جگہ تر رہتے ہیں۔ اور فریقین افراد
تفریط میں پڑ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے
ان کے درمیان سخت اختلاف رونما
ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے

للمذا اہب الاربعة و بین غیب
المقلدین لالمذا اہب وضن
فی خی همد فتن ملک المسائل
مسئلة علم الغیب للنبي صلی
الله علیہ وسلم او لبعض خواص
امته فاذ اجازه ان یخبر سیدنا
عینی علیہ السلام بما یا کلون
وما یتدخرون امته فی بیو تحد
فلو لا یجوز ان یخبرنا سیدنا
رسول الله صلی الله علیہ وسلم
او بعض خواص امته ببعض المغایب
او الامور الامامية فی الدنیا و
البرزخ فآن قیل ان خلائق کان
محجزة لسیدنا عینی علیہ السلام
قلنا له لا یجوز ان تكون هذه
الامور محجزة لسیدنا رسول الله
صلی الله علیہ وسلم وکراهة الخواص
امته فآن قیل کان ذلک باعلام الله
تعالیٰ ایاہ قلنا کذلک کان هذه
باعلام الله تعالیٰ ایاہ ولیعلم ان
مسئلة علم الغیب من اکبر المسائل
المتنازع عین علماء الوقت و دفع
الظرفان فی الافراط والتفريط و
تشاجرو اینهم اشد المشاجرات و

کو کا فرمی کہہ لے گئے ہیں۔ کیوں کہ ایک فرقہ
نے بنی اسرائیل صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
بیب گھی اور بیب جزوی اور بیب ماضی
و مستقبل ثابت کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے
آپ کو ان سب چیزوں کا علم دیا تھا۔ ایک
فرقہ نے میرے سے علم گھی کی کسی کوئی بے کو
حضور پیغمبر ﷺ کو حوالہ نہ تھا کیونکہ علم غیب بھلی اللہ تعالیٰ
کے سوا کسی کو حوالہ نہیں ہوتا۔ اور بیب جزوی تو کوئی بھی
بات نہیں کیونکہ وہ جس طرح رسول ﷺ کو حوالہ ہے۔ سچے
دیوانوں اور چار پاریوں کو جو حوالہ ہے اور اللہ یہ فقیدہ
بچائے ہے ایسا عقیدہ ہے کہ جس میں بھل خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی قومیں کا انہیار ہوتا ہے اور
کشاں کشاں پر سے خاتمۃ النبی ہے بچائے ہو طالب ہے۔ ایک
فرقہ نے وہ تمام علوم غیبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے ثابت کئے ہیں جو رسالت اور نبوت سے تعلق
رکھتے ہیں ہاگدشہ اہل اور احوال برذخ یا قیامت
کے خوفناک حالات سے تعلق رکھتے ہیں یا جنت کی تحریک
اور وزخ کے مذاب کے تعلق ہیں اس کے علاوہ علم
غیب بھی جو عالم بالا اور دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ بجواہ
خدا تعالیٰ نے آپ کو بتا دیئے ہیں اور یہ عقیدہ افراد اور
تفصیل کے دریان ہے اور تقویٰ کے قریب ہے۔ کاش
ہیں علوم ہو جاتا کہ جو لوگ تمام گھم کے علوم غیبیہ تکلی
جزی اضافی۔ حال اور مستقبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے ثابت کرتے ہیں وہ ان علوم کے سبق کی وجہ پر

کھڑے بعضہم بعضاً فَقَوْمٌ اتَّبَعُوا
عِلْمَ الْغَيْبِ الْكُلِّيِّ وَالْجَزِئِيِّ وَمَا
دَمَّا يَكُونُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِاعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى إِيَّاهُ وَقَوْمٌ نَفَوُا
الْعِلْمَ الْكُلِّيِّ سَرِاسْتَا عَنْ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّ عِلْمَ الْغَيْبِ
لَا يَكُونُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى دَامَ الْجَزِئِيُّ
فَكَمَا يَكُونُ لِلنَّبِيِّ كَذَلِكَ يَكُونُ
لِلْجَمَانِينَ وَالْبَهَمَاتِ هِيَ اذَا بَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
عَنْ هَذِهِ الْعِقِيلَةِ الْمُفْصِحَةِ عَنْ
تَوْهِينِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلْمَ الْمُفْتَرَةِ إِلَى سَوْءِ الْخَاتَمَةِ وَقَوْمٌ
اَتَّبَعُوا الْبَغْيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَمِيعَ عِلْمَ الْغَيْبِ الْقَوْمُ مُتَعَلِّمُونَ بِالنَّبِيِّ
مِنْ احْوَالِ إِلَّا السَّالِفَةَ دَاهِوَالْبَرَّ
وَاحْوَالِ الْقِيمَةِ وَلَعِدَ الْجَنَّةَ وَ
عَنْ ابْنِ الْنَّارِ وَبِعِصْنِ عِلْمِ الْعَالَمِ
الْعَلْوَى وَالسَّفَلَى بِاعْلَامِ اللَّهِ
تَعَالَى إِيَّاهُ وَهَذِهِ الْعِقِيلَةُ
فِي الْمُتَوَسِّطَتَيْنِ إِلَّا فَرِاطٌ
وَالْمُتَفَرِّجَةُ وَاقْرَبُ لِلتَّقْوَى
وَلَيْتَ شَهْرِي اَیْ جَوَابَ لِلْمُشْتَبِّهِنَ
جَمِيعَ عِلْمَ الْغَيْبِ الْكُلِّيِّ وَالْجَزِئِيِّ وَمَا
كَمَّا يَكُونُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِلْمِ

المنهجية في الشرع كالفنون والبخن
 والنسر نغمات والكمانة والموسيقى
 والسمو والرمل والحكمة اليونانية
 في الألفيات وما جوا بهم لقول
 الله تعالى وما علينا من الشعر
 ينبغي له وقوله تعالى وما هو
 بساحر وما هو بقول كاهن
 فأن قيل هذه العلوم ليست من
 الغيب بل من الشهادة فقول ما
 كانت هذه العلوم داخلة فيما
 كان وما يكون فأن قيل نعم
 قلنا رفع الله تعالى مساحة السائل
 عن الأمانة بهذه العلوم فإنه
 هو الرسول النبي الراقي والكفا
 كانوا يعلمون بالسحر قال الله
 تعالى وما هون ساحر ويتهمونه
 بالكهانة قال الله تعالى ولا
 يقول كاهن وكانوا يقولون
 إنما يعلم بشر قال الله تعالى
 سان الذي يلمعون دون إليه يحيى
 وهل السان عرب في مبين وآن
 قيل لا يعني ليست هذه العلوم
 داخلة فيما كان وما يكون
 فقول فهو أى شيء تدخل هذه

دیں گے جو شعر میں مندرجہ ترتیب ہے ہیں۔ مثلاً خدا
 جز شجده باندھ کہا نت بسوئی سحر دل۔ یعنی
 فلسفة جو اہمیت کے متعلق ہے (ذکر یا یہ بھی آپ کو
 ملی تھے؟) اور وہ اس کامبی کیا جواب دیں گے
 کہ خود فدائے تعالیٰ نے تصویر کے ساتھ فرمادا ہے
 کہ ہم نے اپنے رسول کو شرعاً علم نہیں سکھایا اور
 نہیں علم آپ کے شان کے ثایاں ہے اور یہ بھی
 فرمایا کہ آپ جہاد و گزندھ تھے اور یہ قرآن کسی کا مبنی کا
 قول نہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ علم از قسمی
 نہیں بلکہ از قسم طاہریں تو ہم جواب میں پوچھیں گے
 کہ اگر وہ قسمیں وہ خل نہیں تو کیا وہ ماکان و ماکیون میں
 بھی داخل ہیں یا نہیں؟ تو اگر جواب دیا جائے کہ رہا
 وہ ان میں داخل ہیں تو ہم کہیں گے کہ اگر پڑھ دخل ہو
 مگر خدا تعالیٰ نے خفتہ بمالکوں علم کی آلاتش سے
 صاف کر دیا ہوا ہے کیونکہ آپ رسول اُتمی تھے۔ بکفار جادو
 کا الزام دیتے تھے مگر خدا تعالیٰ کہا وہ جادو گزندھ نہیں۔
 پھر وہ کہا نت کا الزام دیتے تھے کہ جن بھوت کے ذریعہ
 سے آپ خوب دیتے ہیں میکن خدا نے کہا کہ یہ قرآن کسی
 کا مبنی کا قول بھی نہیں۔ پھر وہ کہتے تھے کہ کوئی اور نکی
 آپ کو یہ قرآن سکھانا ہے تو خدا تعالیٰ جواب میں کہا کہ جو آدمی
 کی طرف تعلیم قرآن کو فرمیں گرے میں وہ تو بھی ہے۔
 عربی زبان جانتا ہی نہیں اور یہ قرآن فصیح عربی میں ہے
 اگر یوں کہا جائے کہ نہیں یعنی ماکان اور ماکیون میں ہے
 علم منسوب دخل نہیں تو ہم پوچھیں گے کہ پھر یہ علم

منو و کس قسم میں غسل ہوں گے؟ اہنگرین ہم غیب
ان احادیث لاکیا جاپ دیں گے۔ جن میں بھی
کوئی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ قبر
کی تعلیٰ کی خبر دی ہے یا جن میں آپ نے قبل از وفات
فتوحاتِ اسلامیہ کی خبر دی ہے۔ یا اخیر زمان کی خبر یا
دی ہیں۔ حالانکہ سب کچھ اسی طرح پیش کیا ہے جیسا کہ
عجی کریں چلے۔ اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا اور اس کا کیا جوہ
بوجا ہو آپ نے قتل کفار کے مقامات مثل جنگلیہ تک
بتائے تھے۔ چنانچہ وہیں وہ قتل ہوئے جہاں آئتے
کہا تھا۔ کیا چار پائے اور دیوائے بھی ایسی جرسی ہے
سکتے ہیں؟ نبی نے خود اس آدی سے سنا ہے جس
کے دل کو خدا نے حاکر دیا تھا کہ تھا کہ اُن رنجی کہم
صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کی فتح جلتے ہوتے اور بعد
قتل کفار کی خاص خاص جگہیں جانتے ہوئے تو مسلمانوں
کی فتح کے لئے وہ قتل کفار کے واسطے سجدہ ہیں پھر کس
دعاؤں کرتے ہیں کہتا ہوں کہ اس محروم اعقل کو پیغام
نہیں کہ حضور علیہ السلام کی دعا کرنا مسلمانوں کے حق
میں خدا کے سامنے تو واضح اور انطباع خاکساری تھی۔
کیا آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ صراطِ مستقیم پر قائم ہیں۔
حالانکہ خدا نے بتا دیا ہوا تھا کہ آپ صراطِ مستقیم پر ہیں
تمہم آپ نہایتیں یا الفاظِ تھرہ را یا کرتے تھے کہ اہد نما
الصراطِ المستقیم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمہارا خدا
عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرنا
گراسِ حل کر جسے وہ پسند کرے۔ پھر بھی فرمادا

العلوم۔ وَآتَيْ جوابَ للتاخيين من
اخباره صلى الله عليه وسلم
بعد اب القبر و سوال الملائكة ضبطه
القبر و اجلاله عليه الصلة والسلام
بالفتوحات الإسلامية قبل
وقوعها و اجماعها على الصلة والسلام
فوق جهنم ما اخبر به صلى الله عليه
و سلم كما اخبر به و ای جواب لم
هن تعین هو اضخم قتل الكفار في
البدار فقتلوافي تلك الموافقة حمل
البهائم والجليان يخربون بمثل هذا
و شمعت هن اعني الله قوله ان النبي
صلی الله علیہ وسلم لو كان يعلم
فتح المسلمين و قتل الكفار بعد ما
التعاه الى الله في مجموعه بفتح المؤمنين
و قتل الكفار ولم يعلم المحرم اني عا
عليه الصلة والسلام المسلمين هن
تعبد ادتو اضعا الله تعالى اما كان
عليه الصلة والسلام يعلم بالله على
اصراطِ المستقيم بقوله تعالى انك على
صراطِ مستقیم و معد لك يترى في صلحه
احد ما اصراطِ المستقيم قال الله تعالى
عالي القدر فلا يظهر على غيره لحل الا
من ارتفع من رسول و قال الله تعالى

کھدا تو تم کو علم غیب پر مطلع کرنے کے قریب ہی نہیں
 ہے میکن اپنے رسولوں ہی سے جس رحل کو چلہنے تھا
 کرتا تھا تو کیا بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گزیدہ اور
 منتخب شدہ رسول رہتے؛ اگر وہیں کہا جائے کہ ہاں
 نبھا کریم صلی اللہ علیہ وسلم چہلی آیت کے استخراج میں دھل
 ہیں۔ کیونکہ آپ پر گزیدہ اور پسندیدہ رسول ہیں جس کا
 ثبوت اس آیت میں ہے کہ میکن اپنے رسولوں ہی سے
 اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے انتخاب کرتا تھا کیونکہ
 آپ ہی دھل منتخب ہیں۔ اگر اس کا انکار کیا جائے تو
 پھر ہم پوچھیں گے کہ پھر حضور ملیہ السلام کے سوا اُن
 دونوں آیات میں کس رسول منتخب و مرتضی کا ذکر ہے؟
 اس مقام پر تحقیق یہ ہے کہ عالم الغیب کے فتوہ کا
 استعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ہے باعتبار این
 علم غیب کے خلاف بعض علم غیب کے اعتبار سے صحیح نہ ہے
 کیونکہ بعض مخفیات کا خبر دینا آپ سے بالکل صحیح
 اور دو شکن ہے مثلاً آپ کہا ہم بدنخ کے متعلق۔ قبر کی
 تنگی اور منکر نکیر کے سوا اوس کی خبر دینا اور نیک بندے
 کی قبر کا، گزر تک دیسخ ہونے اور بدر کار پر ٹنگ ہونے
 کی خبر دینا یا احوالی قیامت میں خدا کے سامنے پیش ہونے
 فتن اعمال۔ پھر اڑادھن کو شر شفاعة جنت اور
 اس کی نعمتیں اور ددنخ اور اس کی آج کا خبر دینا یا
 چند معاملات دنیاویہ سے خبر دینا۔ مثلاً بدیں شرکیں
 کی تھیں کہاں بنا کا حاطب بن بلتھ کی چشمی دا پس
 یعنی جو اس نے پوشیدہ طور پر شرکیں کو لکھی تھی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ يُطْلَعُكُمْ عَلَى الْغَيْبِ
 وَلَكُونُ اللَّهُ مَجْتَبِي مِنْ رَسُولِهِ مِنْ بَشَّارًا
 إِمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 هُوَ الرَّهْلُ الْمَرْتَعُونُ وَالرَّهْلُ الْمَجْتَعُونُ
 فَإِنْ قِيلَ لَكُمْ دُخُولُ دُخْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي الْأَسْعَادِ فِي الْأَيَّاتِ الْأَوَّلِيِّ
 لَا نَهُوَ الرَّهْلُ الْمَرْتَضِيُّ وَفِي مَضْمِنِهِ
 وَلَكُونَ اللَّهُ مَجْتَبِي مِنْ رَسُولِهِ مِنْ بَشَّارًا
 لَا نَهُوَ الرَّهْلُ الْمَجْتَبِيُّ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ
 فَقُولُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الَّذِي ذُكِرَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْأَيَّاتِ
 الْمَذْكُورَاتِيْنِ وَالْعَقِيقَةِ فِي هَذَا الْمَعَامَ
 إِنْ جَمَلَةَ عَالَمِ الْغَيْبِ تَصْبِحُ اطْلَاقَهَا عَلَى
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاعْتِبَارِ الْمَعْنَى
 وَلَا تَصْبِحُ بِاعْتِبَارِ الْمَعْنَى الْأُخْرَ فَإِنْ عَلِمْ
 بِعَصْنِ الْمَعْيَيْبَاتِ كَاجْمَارَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِاحْوَالِ عَالَمِ الْبَرِزَخِ مِنْ ضِغْطِهِ
 الْقَبْرُ وَسَوْالِ الْمَلَائِكَةِ وَنَسْخَةُ الْقَبْرِ
 سَبْعِينَ ذِرَّةً اعْلَى اِنْطِيهِ وَهَنِيْقَةً
 عَلَى الْعَاصِي وَآهَارَهُ بِاحْوَالِ الْقِيمَةِ
 مِنْ الْوَقْوفِ وَالْمِيزَانِ فِي الصِّرَاطِ دَالِ الْمَوْضِنِ
 الشَّفَاعَةُ وَالْمِجْنَةُ وَنَعِيمُهَا وَالنَّاسُ وَجَهِيمُهَا
 وَاجْمَارُ بَعْضِ الْمَعْيَيْبَاتِ الْدِينِيَّةِ كَوَافِرَ
 قَلَّ المُشْكِرُونَ بِمِدَارِ وَرَدِّ كَتَابِ حَاطِبِنَ

یا ابو جہل کو تباہ کر دیا گی اس کی سُنی گئی ہے کہ انکر باری ہیں۔ یا شا
قاوس کے قتل کی خبر دینا غاصب ہی صبح کو جبکہ مار جیا
تھا۔ یا صفت نجاشی شاہ عبشه کی خبر دینا۔ پھر دینہ طیب
میں اپر فاماً باۃ جنازہ پڑھنا۔ یا یہ خبر دینا کہ دیکھ
کا قند مجاہدہ کو کھا گئی ہے جو قریش نے آپ کے چونکہ کہ
بہت اللہ شریف میں آوریاں کیا تھے۔ یا حضرت جعفر طیب
رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا اور اس کے دو
بغیر کی خبر دینا جگ توبک میں یا حضرت خالد بن جعفر
کے ہاتھ پر فتح عجات کا حاصل ہونا۔ یا حضرت علی کرم اللہ
علیہ السلام کے ہاتھ پر قدر خیر کا فتح ہونا یا بکری کے ٹوٹتے ہیں زہر
ملنے کی خبر دینا جو یہودیوں نے آپ کی خدمت میں طے
تھے، بیجا تھا۔ یا آپ کا خبر دینا کہ حضرت علی رحم اللہ
ولیہ ذواللہ علیہن خارجی کو قتل کر لئے ہیں اخیز ما
میں فتوؤں کا پیدا ہونا۔ غرضیکہ اسی قسم کی غبی خبریں
مکنی ایک اور بھی آپ نے دی ہیں جو اس شخص پر
غمغی نہیں جو علوم اسلامیہ میں ہدایت اور راقیت
و رکھتا ہے۔ اگر پوسال کیا جائے کہ پرتو خدا کے جانے
سے آپ نے بتائی ہیں اس لئے یہ خبر میں غبی نہیں
بلکہ ادعا ہی ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی ہمارا دعو
ثابت ہوا کہ آپ عالم انبیاء تھے اور جب پوئی کہا جائے
کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر کوئی خدا کے طور پر آپ نے
یہ خبر میں دی تھیں تو اسی خدمت میں بھی نبی کویں میں کہ
علیہ وسلم کو عالم انبیاء کہنا صحیح ہو گا۔ جو مسلموں کہتے
ہیں کہ حضور علیہ السلام خاتم نبیوں کے غبی کو ہانتے تھے

یا یوں کہتے ہیں کہ آپ کو تم مالک و مالک نہ علم
غیرب تھد تو ان کی مادی مہری ہمیں ۷۰۔
تبین رسالت اور نکریں کو لاجواب کرنے یا گذشتہ
نبیاء ملیحہم السلام کے حالات علوم کرنے کے تعلق
ہیں یا ان کی میسیح امت کی نجات اور نکریں کی ہدایت
کے تعلق ہیں۔ یا جو اُس محدث کے حوالے سے تعلق
رکھتے ہیں جو فیروزانے میں پیش آئیں گے یا ان فتنوں
کی ابتدی ہیں جو اُس محدث پر آئے داہیے ہیں یا ان
حکاییں کے تعلق ہیں جو ان سے آئیں گی۔ یہاں تک کہ
اہل خوبیت جنت میں جائیں گے اور اہل نار و درجے
میں نہیں گئے مگر ان دو علوم جو تھے شانِ شہاب
نہیں شدہ علم شعر۔ جفر ریس سیپاہ کیمیا و بیرون اور
دو علوم کہ جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے نہ ہوا نہیں۔
شانِ شہابوں کے دوسرے معلوم کرنے بھتہ دوں سے بھی
اپنے کا علم یا بارش کے قدرات کی گنتی یا دختر کے
پتوں کی گنتی اور آئی قسم کے آرد علوم کہ جن کے ۸۰
بھی ہم نہیں جانتے اور ہی ہمیں ان کی تشریع
معلوم ہے۔ تو یہ سب قسم کے علوم خاص فتنے خانے سے
ہی تعلق رکھتے ہیں۔ جو ان کو پیدا اور نکریں ہے وہ
کسی نہ سان کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر کہ جائے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض فیضوں کے عالم
ہیں تو پھر فالم ان غیرب کے فقرہ کا ۲۳ پر استعمال
کرنے کا کیا مطلب ہو گا۔ تو ہم جواب دیں گے کہ
کسی شخص کو کسی صفت سے دوسروں کو کرنے کا یہ

بما کاد و ما یکون فرادہ من العلوم
العلوم التي تتعلق بالرحلة و
التبلیغ والخمام المنکریں و احوال
الاذیاء المتقد من وفاة امهم
المطیعون و ملاك المنکریں احوال
امته عليه الصلوة والسلام في آخر
الزهاد و ما ياتی عليهم من العفن و
ما يجري عليهم من المحن حق بدخل
أهل الجنة الجنة و اهل النار اندر نعم
العلوم التي لا يليق بهمن الشر و الحشر
والرمل والسمیاء والکیمیاء و غير
ذلك والعلوم التي لا تتعلق زهاد بالرحلة
والنبوة والتبلیغ کعلم
مثاقیل الجبال و مکاٹیل الصحر و
قطرات الامطار و اوراق الاشجار
الى غير ذلك هن العلوم التي لا نعلم
اسمها ولا مردمها فذلك کلمة مختصۃ
بخالقها و منشرها و مفہیمها
فإن قبيل اذا ثبت انه صلی الله
عليه وسلم عالمر بعض
العلوم فما معنی اطلاق
جملة عالمر الغیب عليه فلمنا
ثبتت الصفة للشخص لا
يختصی العلوم لتقلیل الصفة

معنی نہیں ہوتا کہ اس صفت کے نامہ قام بھی
اس میں موجود ہوں۔ بلکہ اتنا فروضی ہوتا ہے کہ
اس کے بعض حصے اس میں پائے جائیں کیونکہ
یہ کہتے ہو کر نبی ملکہ اس سے یہ راد نہیں
ہوتی کہ زید تمام شر کے علوم دنیاوی حلال حرام
و غیرہ سب جانتا ہے۔ بلکہ بلا تکلف یہی ذہن
آتا ہے کہ زید علوم مردوجہ کا مالم ہے جو رغنمہ
ستوال ہتے ہیں۔ اسی طبع خدا کا قول ہے کہ لسان
بیشک خالص سے بُرہا ہما ہے جبکہ وہ اپنے آپ پر مستغفی
دیکھتا ہے، اس سے مرد بھی بعض انسانوں میں بُرہ
کئی ایک مدارالتد کے بندے ہو گزرے ہیں بلکہ
مالک انبیاء و مرسیین علیہم السلام اصلہ و دار السلام بھی
تھے۔ اخلاقی سائلوں سے ایک سُنّۃ ایصال اُب
کا بھی ہے کہ مردوں کی بعد حمل کو اپنے عامل کا
ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں
کہ حرام ہے یا محسنا ہے لا بھائی ہے ہے جس میں
ذ نفع ہے ذ نفعان۔ اس کے نسلق ان کے
حیاتات مختلف ہیں بہر حال ڈائینکی دیل پڑھے
کہ خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کے لئے اپنی ہی کتابی
کام آئے گی اس مسئلہ میں فرقین کے مذاکر
درمیان بڑا اختلاف ہے جن کے دلائل کا ذکر
کرنے طور پر ہو گا۔ مگر اس رسار کے مصنفوں میں
منعیت نے جیشیخ ابن قیم جوزی عنابلی کا اس
میں ایک عنصر دیکھا جس میں انصاف بھروسہ

بل یکفی فی ذالک حصول بعض
افراد اتصفۃ لذالک الشخص
فإنك اذا قلت نزيل عالم
فليس المراد ان زيد اعالي
بجميع علوم العالم حلالها و
حرامها بدل المتبله من هذه القول
ان زيد اعالي بعلم المراد وجه
المتساولة قال الله تعالى ان
الإنسان يطفي ان من فاستفنى
او بعض الانسان فان كثروا
من الاغتياء كانوا عبد الله
الصالحين بل الانبياء والمرسلين
صلوات الله عليهم اجمعين ومن
تلذ المسائل مستلزم ايمان
ثواب الاعمال لا رواهم بهامون
قالوا احرام او من نوع اول تغوب حيث
كأن يضر ولا ينفع على مختلف
أراء ثمهم متساولين بقوله تعالى
دان ليس للإنسان إلا ما سط.
وفي هذه المسألة اختلف كثيرون
علماء اطرافين وذكر حججه بطول
والعبد الخسيف مؤلف الرسالة
لما رأى بيان الشیخ ابن القیم الجوزی
المحتلى في هذه المسألة مشحونا

تحا توئیں نے وہی اختیار کر لیا اور یہی پندرہ
کیا کہ شیخ موصوف کے عقیدہ کے ساتھ ان کا
 مقابلہ کر دیں۔ کیونکہ مسائل میں شیخ موصوف خان نے
کا ایک مسلکم نہیں ہے۔ میں ہے کہ وہ بھی
حق کی طرف رجوع کر دیں گے جپا نہیں پس شیخ
صاحب موصوف رحمہ اللہ کا وہ اقتداء سبیش
کرتا ہوں جو آپ نے اپنی کتاب کتاب الروح
میں درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ سو لہو ان سلسلہ
ہے کہ آپ یا مردہ کی روح زندہ کے اعمال سے فائدہ
اٹھاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب یوں ہے کہ فائدہ
اٹھاسکتی ہے دو طریق سے جن پر اب سنت
کے فقهاء، ایلحدیت اور مفسرین کااتفاق ہے
پہلا طریق یہ ہے کہ مردہ اپنی زندگی میں اس غل کا
باعث بنا ہو۔ وسر اطریق یہ ہے کہ زندہ مسلمان
اس کے حق میں دعا اور استغفار کروں یا بعد قبر
خیرات کریں یا حج کریں۔ گواں میں یہ اختلاف
ہے کہ مردہ کو ثواب ال خرچ کرنے کا طے گا یا
ہمیں غل کا ثواب ہو گا۔ جہوڑا ہم علم کے نزدیک
خود نیک عمل کا ثواب ملتا ہے اور بعض ضفیہ کے
نزدیک نیک عمل پر مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا
ہے۔ بھر ان کا اس میں اختلاف ہے کہ بدین بخلاف
شیخ نماز زونہ، تلاوت قرآن اور ذکر بنی کا
ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو امام احمد بن حنبل اور
جمہور سلف کا یہ ذہب بہتے کہ یہ بھی پہنچتا ہے

بالاتفاق اخذ پردا سخن
المقاولة معهم باعتقاد الشیخ
نیہما لامه من اکابر مشائخهم فالمذکور
لعلمهم برجعون الى الحق وها انا
اذكر ما قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ
فی كتاب المرحوم فقال داما المسألة
ال السادسة عشر وهي هل تنفع امرأ
الموقى بشيء من مسعى الاجياء ام لا
فالبعا بانها تنفع من سعى الاجياء
بامرین يجمع عليهما بين اهل السنة
من الفقهاء و اهل الحديث التفسير
احدهما ما تستحب اليه الميت في
حياته والثانى دعاء المسلمين
له واستغفار لهم له والصلوة
والمحاجة على نزاع ما ال الذى يصل
من ثوابه هل هو ثواب الانفاق
او ثواب العمل فعندهما يوصل
ثواب العمل نفسه و عند بعض
الحنفية انما يصل ثواب الانفاق
واختلفوا في العبادة البدنية
كما صوم واصلوة وقراءة القرآن
والذکر وذذهب الإمام احمد
وجہوس السلف وعمولهما
وهو قول بعض اصحاب

اور یہی قول حضرت امام عظیم کے بجز خاک دوست
کا بھی ہے۔ اور اس فتویٰ پر محمد بن سیفی تکال
کی روایت میں یوں تصریح موجود ہے کہ امام علیہ السلام
سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کوئی نیک عمل
کرتا ہے مثلاً نماز۔ صدقة۔ غیرات یا کوئی اور
نیک عمل اور اس کا نصف حصہ اپنے بارے پا
پنچ ماہ کے لئے مفرکرا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے کہا
کہ مجھے اُمید ہے کہ وہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ
بیت کو ہر چیز (از قسم صدقہ وغیرہ) پہنچتی ہے
یہ بھی کہا کہ آیۃ الکرسی تین دفعہ اور قل ۴ اللہ
احد ایک دفعہ پڑھوا دریوں دعائیں کہو کہ یا اللہ
اس کا ثواب اہل مقابر کو پہنچے۔ اس امر کا ثبوت
کہ جس نیک کام کا مردہ خود باعث پنچ زندگی میں
بن چکا ہے اُس سے اس کو فائدہ پہنچا ہے۔ یہ
ہے کہ امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے ایک روایت لکھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انسان جب مرتا ہے
تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین قسم
کے عمل جاری رہتے ہیں۔ اُول صدقہ جاریہ
وَّ ثُمَّ مفید علم سوامی نیک اولاد جو اس کے حق
میں دعا گوار ہے۔ ان تین اعمال کا استثناؤ کرنا
اس بات کا ثبوت ہے کہ عمل بھی اسی بیت کے
ہیں کیونکہ وہی ان کا باعث نہ ہے اور سن ایک
ماجرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک

ابی حذیفة نص علی ہنہ الاما
اصن فی رس دایتہ محمد بن سیفی المکمال
قال قیل لابی عبد اللہ الرجبل
یعمل الشیء هن الحمد من صلوة
او صدقۃ او فیروذ لکشی فیجعل
نصفه لابیه ادراعہ قال اسرجو
وقال المیت یصلی الیہ کل شیئ
هن صدقۃ او غیرہا و قال
ایضاً اقر ایۃ الکوسی ثلاث
مرات دقل هو اللہ احد و قل
اللهم ان فضله لا هل المقادیر
فالدلیل علی انتفاعہ بما نسبت
الیہ فی حیاتہ همارہ اہ مسلم فی
صیحہ هن حدیث ابی هریرۃ
رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مات
الإنسان انقطع عنه عمله الا من
ثلاث الا من صدقۃ التجاریۃ
او عملہ ینتفع به او عملہ صالح
ید عولہ یاستثناء هنہ اللہ
هن عملہ یدل علی اہمیتہ فانہ
هو الذی تسبب الیہما و فی سنن
ابن ماجہ هن حدیث ابی
ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کے نیک اعمال میں سے موت کے بعد اس کو یہ عمل پہنچتے ہیں۔ اول جو اس نے پڑھایا اور پھیلایا۔ دوم نیک اولاد جسے اپنا جانشین بنائیا۔ سوم قرآن مجید جودت میں چھوڑ گیا۔ چہارم مسجد جو اس نے بنائی تھی ختم سرائے جو مسافروں کے لئے تیا۔ پنجم ششم نہر جو اس نے کھد وائی۔ یہ فتح صد ق رجوانی نندگی میں بحالت صحت الگ کر چکا ہے۔ یہ موت کے بعد اُسے پہنچے گا مخفی طور پر یہ ضمون ختم ہوا اور یہ امر کہ جس حیز کا باعث وہ مردہ نہیں ہا اس کا ثواب یا نفع بھی اسے پہنچتا ہے تو اس کا ثبوت قرآن احادیث، اجماع اور حمول شرع سے مت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ جو مسلمان ہے مسلمانوں کے بعد دنیا میں آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں سخشن اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی سخشن، جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں پسکھو خدا تعالیٰ نے ان مسلمانوں کی تعریف کی ہے جو اپنے پہلوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں اور احتجاج امت محمدی سے ثابت ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے لئے دعا کرنے سے اسے فائدہ پہنچتا ہے اور کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ صنی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو خلوصِ دل

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و سلی ائمۃ الیحق المومن ممن عملہ
و حسناتہ بعده و موقته علیاً علیہ و نشرہ
او دلّ اصلاحات کرداد مصحفاً
درثہ او مسجد ابناہ او بیتہ
لابن السبیل بناہ او نحر الکراہ
او صدقۃ اخر جہا من مالہ فی
صحنہ و جماعتہ تلحقہ بعد موته۔
انھی مختصر را والد لیل علی
انتفاعہ بغیر ما تستحب فیہ
القرآن والسنۃ والاجماع و
نوآعد الشیعہ اما القرآن
فقوله تعالیٰ والذین جاؤ
من بعدہم يقولون اغفرلنا
و لا خواننا الذین سبقونا بالایام
فاتحی اللہ سبحانہ علیہم
باستغفارہم للذین مرتین
قبلہم وقد ول علی انتفاع المیت
بالدعاء اجماع الامة علی
الدعاء له في صلوة الجنائزۃ
و في المسنن من حدیث ابی
ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له

سے اس کیلئے دعا کرو اور صحیح مسلم میں عوف بن اکف سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنائزہ پڑھا۔ اس میں آپ نے میت کے لئے جود عافرمانی تھی میں نے یاد کر لی چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ یا اللہ سے بخششے اور اس پر حم کر اور اسے سلامتی دے۔ اس کے قھوڑ معاون کر۔ اپنے پاس عزت و آبرو کے ساتھ اسے فروکش کر اور اپنی بارگاہ میں اس کا داعلہ وسیع کر (ہتھی) (فصل صدقہ کا ثواب یہ ہے اس حدیث سے ثابت ہے جو حضرت فائزہ رضی اللہ عنہا سے صحیح ہے میں روی ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی ہٹا ہوا اور کہا کہ میری ماں مر گئی ہے اور وصیت نہیں کر سکی۔ مجھے خیال ہے کہ اگر بول سکتی تو مزدوجہ کرتی۔ تو کیا میں اگر صدقہ کر دوں تو اس کو ثواب ملے گا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں فزور ملے گا۔ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ کی ماں مر گئی اور وہ غیر حاضر تھا۔ پھر وہ حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور سچھنے لگا۔ یا رسول اللہ میری ماں میری غیر حاضری میں مر گئی ہے تو اگر میں اس کی طرف سے کمیل بیکر صدقہ کروں تو کیا اسے سچھنہ فائدہ ہو گا۔ تو آپ نے فرمایا ہاں فائدہ ہو گا۔ پھر سعد نے کہا کہ آپ گواہ میں کہ میرا بارگاہ اس کی طرف سے صدقہ ہے اور یہی حدیث

الدعا و في صحيح مسلم من حدیث
عوف بن مالک قال صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم على جنائزه حفظت من
دعائہ و هو يقول اللهم اغفره
وامرحمه واغفر واعف عنه و اكرم
نزله واسع مدخله الى آخر الحديث
انه مختصر فصل واما دصول
ثواب الصدقة في الصحيحين
عن عائشة رضي الله عنها ان
رجلا اتى النبي صلی اللہ علیہ وسلم
وقاتل يارسول الله ان اتي
افتسلت نفسها ولم توص واظنمها
لو تكلمت تصدقت افهمها اجرها
ان تصدقت عنها قال نعم
وفي صحيح البخاري عن عبد الله بن
عباس رضي الله عنهمان سعد بن
عبدة توفيت امته وهو غائب
عنها فات النبي صلی اللہ علیہ وسلم
فقال يارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
ان اتيت توفيت وانا غائب عنها
فنهل ينفسها ان تصدقت عنها
قال نعم قال فاني الشهد لعات
حابط المزاج صدقه عنها وفي
السنن وفي صحيح مسلم عن ابي هريرة
رضي الله عنه ان رجلا قال للنبي
صلی اللہ علیہ وسلم ان ابمات دنیا
ولم يوص فنهل يكفي عنه ان تصدق
عنها قال نعم

یہی نہ ہے اور سند احمد میں بھی سعد بن جمادہؓ سے
سعاۃت ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں ام سعہر کی
ہے تو آپ فرمائے کہ کس قسم کی خیرات اس کی طرف
سے فضل ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ پانی کی خیرات
فضل ہے۔ پھر اس نے ایک کنوں بنوایا اور
کہا کہ یہ کنوں میری ماں ام سعہل کا ہے (انہی)
(فصل) رہا روزہ کا ثواب پہنچنا تو اس کے
متعلق بھی صحیحین میں روایت ہے جو حضرت عائشہؓ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم نے فرمایا کہ جو
مرجانے اور اس کے ذمہ پر دزے باقی سوں
تو اس کا دارث اس کی طرف سے روزے کئے
اور یہی صحیحین میں ہی روایت ہے کہ ایک دمی
حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری^۱
ماں مر گئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے دونوں
باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے قضا کروں
تو آپ نے فرمایا ہاں قضا کرو ایک روایت میں ہے
کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی
اور کہنے لگی کہ میری ماں مر گئی ہے اور اس کے ذمہ
پر نذر کے روزے باقی ہیں تو کیا اس کی طرف سے
میں روزے رکھوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم یخیل
کرو کہ اگر اس کے ذمہ پر قرضہ ہوتا تو تو اس سے ضرور دادا
کرتی۔ تو کیا وہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا یا
نہ ہوتا۔ کہنے لگی ہاں وہ تو ادا ہو جاتا۔ تو پھر
آپ نے فرمایا کہ تو اس کی طرف سے روزے بھی

متدا احمد من سعد بن عبادۃ
انہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد
ماتت فاقی العقد قة افضل
قال الماء فخر بیرا دقیل هذہ
لام سعد انتھی فضل داما
وصول ثواب الصوم
فهي الصيحيین عن عائشة
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلی قال هن مات و علیہ
صیام صام عند ولیته و فی
الصیحیین ایضاً عن ابن عبادۃ
رضی اللہ عنہما قال جاءه رجل
الی القبیضی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ ان امی ماتت
وعلیہا صوم شہراً فاقضیه
عنہما قال نعم و فی روایۃ
جادت امراءۃ الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقالت
یا رسول اللہ ان امی ماتت
وعلیہا صوم نذر افاصوم
عنہما قال افرأیت لوکان
علی امک دین فقضیتہ انکان
یوهدی ذالک عنہما قالت نعم
قال فصومی عن امک و هذہ

رکھ دی لفظ بطور تعلق کے صرف بخاری میں ہی (انہی) فصل، ہٹا بچ کا پہنچا۔ تو اس سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح میں موجود ہے کہ قبیلہ حبیبة کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میری ماں نے مذر ماتی تھی کج کروز بھی گردہ ج نہیں کر سکی اور مگری تو کیا میں اس کی طرف سے ج کر دیں؟ آپ نے فرمایا۔ اس کی طرف سے ج کر پھر فرمایا کہ تم خود بھجو کے اگر پیری ماں پر قرعہ ہوتا تو تو اس کی طرف سے ضرور ادا کری۔ اس لئے خدا کا فرض بھی ادا کرو۔ یہونکہ اس کا فرضہ ادا کرنا تو سے زیادہ ضروری ہے جیسا کہ ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اپنے بیٹی کے متعلق کہ وہ مر گیا ہے اور جس نہیں کر سکا۔ تو آپ نے فرمایا تو پھر تم اس کی طرف سے ج کر دو (انہی مختصر) اس کے بعد شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس امر پر اجماع اور تفاق ہے کہ میت کا فرضہ بعد میں ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ادا کرنے والا کوئی بیان نہ ہو یا اس کے مال متروکہ سے بھی ادا نہ کیا جائے۔ اور حدیث قیادةؓ کی اس کا ثبوت دیتی ہے کہ اس نے ایک میت کی طرف سے ڈو دینار کی ضمائت دی تھی اور جب ادا کر دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو نے اس کے جسم کو نہ کردا کیا ہے اب

اللفظ للبخاری وحدہ کا تعلیقا
انہی مختصر فصل داما
وصول ثواب الحج فی صحيح
البخاری عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما ان امرۃ من
حبیبة جادت الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقالت ان اتی مذہب
ان قیام فلم قیام حتى ماتت
اما حج عنہما قال حجی عنہما امرۃ
لوکان على املاک دین اکنت
قاضیة اقضوا اللہ فا اللہ
احق بالقصاص وسردی ایضا
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
ان امرۃ سالت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن ابہنہا مات ولیر
یحج قال حجی عن ابہنہ انہی مختصر
ثُمَّ قَالَ الشِّيْخُ وَاجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ
عَلَى أَنْ قَصْنَاءَ الدِّينِ يَسْقُطَهُ
هُنْ ذَهَبَهُ وَلَوْكَانَ هُنْ اجْنَبَی
او هُنْ غَیرَ تُوكَتَهُ وَقَدْ دَلَ عَلَیْهِ
حَدِیْثَ تَسَادَهُ حَیْثُ ضَمَنَ
الدِّینَارَیْنَ مَنْ امْتَدَ فَلَمَّا قَهْنَا
هُمَا قَالَ لِمَنْ ابْنَیَ مَلِیَ اللَّهُ عَلَیْهِ
وَسَلَیَ الْأَنْبَدَتْ عَلَیْهِ جَلَدَ تَه

بھی تلاوت قرآن، تو اس کے متعلق بھی شیخ موصوف
نے اپنی تصنیف کتاب الرُّوح کے آغاز میں سلسلہ
اول کہہ کر بیان کیا ہے کہ سلف صالحین کی
ایک جماعت سے روایت ہے کہ انہوں نے
مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ دفن کے وقت
ان کے پاس قرآن شریف پڑھا جائے۔ شیخ
عبد الحق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی
روایت ہے کہ آپ نے صکم دیا تھا کہ میری قبر کے
پاس سورہ بقر پڑھی جائے اور مجنونین میں سے
ایک حضرت علی بن عبد الرحمن بھی میں اور حضرت احمد
بن حنبل جب تک کہ آپ کو کسی صحابی کا عمل علوم
نہ تھا۔ اس کے منکر تھے۔ پھر آپ نے رجوع کر دیا
اور جواب خذل اپنی جامع میں یعنوان دیکھ
کہ قبر کے پاس تلاوت قرآن جائز ہے لکھتے ہیں
کہ عباس بن محمد دروی نے ہمیں بتایا تھا کہ یعنی بن
معین نے ہمیں بتایا تھا کہ معاشر جلبی نے کہا ہے
کہ عبد الرحمن بن علام بن حلاج اپنے باپ سے
روایت کرتا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ جب
میں مر جاؤں تو مجھے بعد میں رکھتے ہوئے یوں کہو
بسم اللہ علی سنت رسول اللہ۔ پھر کچھ پڑھیں ڈالیں
جانا اور میرے سرٹنے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور
آخری آیات پڑھنا کیونکہ میں نے حضرت عبداللہ
بن عمر سے سنا ہوا ہے کہ آپ یوں کہا کرتے تھے
(انہی مختصر)، اس کے بعد کہ شیخ موصوف عتلی

وآماقرا، قرآن فقاں الشیخ
فراول کتاب الرُّوح فی المسائلة
الاولی و قد ذکر عن جماعة هر السلف
انهم اوصوا ان یقرئ عند قبوره
وقت الدفن قال عبد الحق روى
ان عبد الله بن عمر امر ان یقرأ
عند قبوره سورة البقرة ومن
رأى ذلك فاعلی عن عبد الرحمن
وكان الامام احمد ينكح ذلك
ولا حيث لم يبلغه فيه اثر
شروع عن ذلك و قال
الخلال في الجامعه كتاب القراءة
عند القبور اخبرنا العباس
بن محمد الدوری ثنا مجھی
بن معین ثنا مبشر الحلبي
حد ثنی عبد الرحمن بن
العلاء بن الحجاج عن ابیه
قال قال ابی اذاانا مت
فضعف في التحد و قل بسم الله
وعلى سنة رسول الله و سنت
علي التزابستا و اقر عند راسی
بفتحة البقرة وخاتمتها فاق سمحت
عبد الله بن عمر يقول ذلك ابني
محضرا ثم قال الشیخ بعد ایجاد

اہر قتلی دلائل دے چکے میں فرماتے ہیں کہ پیر حنفی
اس امر پر حق میں کہ جب زندہ بیت کی طرف ہے
کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا ثواب بیت کو پہنچتا ہے
اویعقل کا مقتنعی بھی یہی ہے کہ گوئی ثواب عمل کرنے
والے کا حق ہے مگر جب وہ اپنے مسلم بھائی کو
جسخ دیتا ہے تو کوئی مالنت نہیں ہوتی جسخ
کہ اس امر کی مالنت نہیں کہ اسکی زندگی میں
اپنا کچھ مال تجشید یا اسکی موٹکے بعد اسکو مال کی
اویسیگی سے بہری الارہ کر دے۔ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دا کر دیا ہے کہ دن
کا ثواب بیت کو پہنچتا ہے حالانکہ وہ رفڑہ صرف
ثیرک، اکل و شرب اور نیت کا نام ہے اور بیت کا عمل
صرف دل سے ہے جسپر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
مطلع نہیں ہوتا اور پرروزہ کوئی محسوس کی کا عمل
نہیں اور اسے حضرت مولیٰ السلام نے یہ بھی بتا دیا ہے
کہ قرآن قرآن کا ثواب بھی بطریق ادنیٰ پہنچتا ہے
جو زبان کا عمل ہے ادا سے کان سنتے ہیں اور آنکہ
دیکھتی ہے۔ اس کی دضاحت یہ ہے کہ رفڑہ صرف نیت
ہے اور رفڑہ لیکن اور سے اپنے نفس کو روکنے کا نام
ہے۔ اندھرا اسکا ثواب بیت کو پہنچتا ہے تو
بخلاف قرآن قرآن کا ثواب کیوں نہ پہنچے گا جو عمل اور
نیت سے مرکب ہے بلکہ اس میں نیت کی بھی فرودت
نہیں ہوتی یہیں میت کو روزہ کے ثواب کے پہنچے
ہیں اس امر کا اشارہ ہے کہ باقی اعمال کا ثواب بھی

الادلة العقلية والنقلية و
هذه النصوص متظا هر علی
وصول ثواب الاعمال الى الميت
اذ انعدم الحق عند هذه ادلة
محض العيام فان التواب
حق العامل فاذا و هبیلا لأخيه
المسلم لم يمنعه من ذلك
كماله ممنعه من هبة ماله
في حياته و ابرأه له منه بعد موته
و قد نبه النبي صلى الله عليه
وصول بوصول ثواب الصوم
الذى هو هجرة ترك و نية
تقوم بالقلب لا يطلع عليه
الا الله وليس بعمل الجوارح
وعلى وصول ثواب القراءة
التي هي عمل بالدسان تسمى
الاذن و تراة الدين بطریق
لا ولی۔ ويوضح ان الصوم نية
محضة وكف النفس عن المغطرفات
و قد اوصى الله ثوابه الى الميت
فليكتف بالقراءة التي هي عمل و
نية بل لا تقتصر الى النية فوصول
ثواب الصوم الى الميت فيه تنبيه
على وصول سائر الاعمال

بیت کو پہنچتا ہے۔ اب عبادات دو قسم میں ملی اور بینی اور تیسرا ان کے مرکب کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حضور ملیحہ السلام نے ثواب صدقة کے پہنچنے میں باقی عبادات مالی کے پہنچنے پر اشارہ کر دیا ہے اور دوہ کے ثواب پہنچنے میں آپ نے اشارہ کیا ہے کہ تمام عبادات بذیہ کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور آپ نے حج کے ثواب پہنچنے کی بھی خبر دی ہے جو عبادت مالی اور بینی سے مرکب ہے پس تینوں قسم کا، یعنی ثواب نعم اور قیاس شرعی سے ثابت ہوگا۔

و باللہ التوفیق۔

پھر شیخ موصوف لکھتے ہیں کہ مخالفین کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا، وہ بھی فرمایا کہ تم کو اسی کا بدله میں کجا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ انسانی نفس کے لئے وہ نیک عمل کام آ میں کجا جو اس نے کمایا ہو گا۔ اور اس پر اس بدلی کا بوجہ پڑیگا جو نفس پر دری کے لئے، اس نے کمائی ہوگی اور حضور ملیحہ السلام نے فرمایا کہ انسان مرتا ہے تو اس کے عمل بند ہو جاتے ہیں۔ سو ائے تین صورت کے کہ صدقة جاریہ ہو جو اس کے نام پر چلا کر ہے یا اولاد نیک ہو جاؤ سے یک دعا کے یا منفید تعلیم ہو جس سے اس کے بعد لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ بہر حال حضور ملیحہ السلام نے وہ اعمال نافع تباہیں کہ جن میں بحالیت حیات خود انسان کی بینی تو شکار کچھ دخل ہوا وہ جنہیں اس کا کچھ دخل نہیں۔ وہلے

الْعَبَادَاتُ قَسَمَانِ مَالِيَّةُ وَبَدْنِيَّةُ وَقَدْ نَبَّهَ
الشَّارِعُ بِوَصْولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَلَى
دَحْلِ ثَوَابِ سَائِرِ الْعَبَادَاتِ الْمَالِيَّةِ وَ
نَبَّهَ بِوَصْولِ ثَوَابِ الصَّوْمِ عَلَى صَوْلِ
ثَوَابِ سَائِرِ الْعَبَادَاتِ الْبَدْنِيَّةِ وَ
أَخْبَرَ بِوَصْولِ ثَوَابِ الْجَمِيعِ
الْمَرْكَبِ مِنَ الْمَالِيَّةِ وَالْبَدْنِيَّةِ
فَالآنَواعِ الْمُشْتَدَّةَ ثَابَتَةَ
بِالْعَصْ وَالْاعْتَسَبَارِ وَبِاللَّهِ
الْتَّوْفِيقِ۔

ثُمَّ قَالَ الشِّيْعَةُ قَالَ الْمَانْعُونَ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى وَأَنَّ لِيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا
مَا سَقَ وَقَالَ لَا تَجْنُونَ إِلَّا مَا كَنْتَمْ
تَعْلَمُونَ وَقَالَ لِهَا مَا كَسِّبْتَ وَعَلَيْهَا
مَا أَكْتَسِبْتَ وَقَدْ ثَبَّتَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
قَالَ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ أَنْ قَطَّعَ
عَلَيْهِ إِلَّا مِنْ شَلَاثَ صَدَقَةً
جَارِيَّةً عَلَيْهِ إِدَدَهْ مَلِلَهْ
يَدِ سَعْوَلَهْ أَوْ عَلَيْهِ يَنْتَفِعُ بِهِ
مِنْ لَعْدَهْ فَأَخْبَرَاهُ أَنَّمَا
يَنْتَفِعُ بِمَا كَانَ تَسْبِيبُ إِلَيْهِ
فِي الْحَيَاةِ وَمَا لَمْ يَكُنْ
قَدْ تَسْبِيبٌ فَهُوَ مَنْقَطَعٌ عَنْهُ

ضرور بند کے جائیں گے۔ اس کے بعد شیخ موصوف نے انکے عقائد کے دلائل بیان کئے ہیں اور مجوزین ایصالِ ثواب پر انکے امدادات لکھے ہیں پھر جو ایصالِ ثواب کے قائل میں انہوں نے مخالفین کو یہی خطاب کیا ہے کہ چوکچہ تم نے بیان کیا ہے۔ اس میں اکٹیل بھی ایسی نہیں جو ہماری تحقیق کے مخالف ہو جو ہم نے کتاب و سنوار ارجاع سلف علمائیں اور شائع قیاس شریعہ سے پڑی کی ہے کیونکہ یہ آیت کر لیں للانسان الاماسعی مفسرین کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ اس انسان سے کیا مراد ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے مراد کافر انسان ہے اور مون انسان کیلئے اس کی اپنی کمائی بھی مفید ہے اور وہ کمائی بھی مفید ہے جو غیر کی طرف سے اس کیلئے کی جائے جیسا کہ پہلے گورچکا ہے۔ ایک جماعت کی ہے کہ یہ آیت پہلی شریعتوں کی خبر دیتی ہے۔ وہ نہ ہماری شریعت میں تو اپنی اوپر فیر کی کمائی دونوں ثابت ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ (لام بمعنی فلی ۷۴ اور) اس کا معنی ہے کہ انسان کا نقصان اسی کی کمائی سے ہو گا غیر کی پہلی سے اسے نقصان نہیں پہنچ پکایا۔ ایک فرقہ کا فیال ہے کہ اس مقام پر (اد شیعی لہ) مقدر ہے تو اس آیت یہ ہو گی کہ لیں للانسان الاماسعی اد شیعی لہ ایک فرقہ کہتا ہے کہ یہ آیت ہی فرمخ ہے اس آیت سے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکی اولاد ایمان لائے ہیں انکی تائیج ہے تو ہم انکی اولاد کو اُنہیں ای

شہذ کو الشیخہ دلائل عقیدہ
واعترافاتہم علی المجزیین
وقال اصحاب الوصول ليس
في شيء معاذ كرتهم ما يعارض
أدلة الكتاب والسنۃ والاتفاق
سلف الأمة ومقتضی قواعد
الشرع اما قوله تعالى وان
ليس للانسان الا ما سعى
فقد اختلفت طرق الناس
في المراد بالآية فقالت طائفة
المراد بالانسان هرمنا الكلمة
واما المؤمن قوله ما سعى
وما سعى له وقالت طائفة
الآية احبار شرع من قبلنا
فقد دل شرعا على انه له
ما سعى و ما سعى له وقالت
طائفة اللام بمعنى على اي و
ليس على الانسان الاماسعی
قالت طائفة في الكلام حذف
تقديره وان ليس للانسان
الاماسعی اد سعی له وقالت
طائفة اخرى الآية منسوخة بقوله
تعالی والذین اهنو واتبعو
ذرهم بالحياة الحقنا بهم ذر ریتم

شامل کر دیجئے اور یہ قتل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ اس سے زندہ انسان ہے اور وہ انسان مرد ہیں شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ تمام تاویلیں آیت کے قام نفاذ کو بڑی طرح بحث اور ہیں اسے ہمہ کو پسند نہیں کرتے۔ پھر ایک اور جماعت کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ جواب بالاتفاق بن عقیل کی طرف سے دیا گیا ہے چنانچہ اس نے کہا ہے کہ جب تر جواب ہیرے نزدیک یہ ہے کہ انسان اپنی کوشش سے اور اپنی قوم نے نیک سلوک سے دوست پیدا کر لیتا ہے تو یہ سچے پیاسا کرتے ہے بیوی سے نکاح کرتا ہے غیر سے مسلمان کرتا ہے۔ اور لوگوں سے دوستانہ کا تھنا ہے تو لوگ اپنے حرم کرتے ہیں اور بیانات کا تحفہ دیتے ہیں تو یہ سب اسی کی کوشش کا تیہ ہو جاتا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان کی بہتر خواگ وہ ہے جو انہی کلمے سے کھاتے۔ ہیں کی اہل دینی اسی کی کمائی ہے مگریہ جواب نامکمل ہے اس لئے اسے تنگیل کی ضرورت ابھی باقی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے ایمان سعادت خدا و رسول کی اطاعت سے اپنے عمل کے علاوہ اپنے مسیم جہا یوں کے عمل سے بھی فائدہ اٹھا لیں کوشش کرتا ہے جیسا کہ زندگی میں اپنے عمل کے ہوتے ہوتے اپنے عمل سے حفاظت اٹھاتا ہے کیونکہ مسلمان ایک دوسرے کے اپنے عمل سے فائدہ اٹھایا کرتے ہیں جس میں بلکہ شرکیک کارروں میں بھی فائدہ اکرنا ہے غیرہ۔ پھر شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ وہ من کے مسلمانوں کی جماعتیں وہیں ہوتیں اور وہیں سے برادری

وہذا منقول من ابن عباس
رضی اللہ عنہما و قال ث طائفۃ
اخڑی المراد بالامسان الحی دون
المیت۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ
و هذہ التاویلات کاها من
سود المتصروف فی اللطف العاّم۔
ولحریص بہ الشیخ ثم قال د
قال ث طائفۃ اعی و هو جواب
ابی الوفاء بن عقیل تعالیٰ الجواب
الجید عندی ان یقال هلا انسان
بسیعہ و حسن عشرتہ اکتب لا
حمدقاد و اولی اراد لاد و سکھ
الا مزاد ج داسدی الحیر و تود دا
الی الناس فتو حمدا علیہ و اهدی
له العبادات و كان ذلك اثر سعیہ
کمال صلی اللہ علیہ وسلم ان احیب
ما کله من کتبہ و ان دلیل من کتبہ
و هذا جواب متوسط بحاجتی تما
فلان العبد بایحانہ و طاھته لله و سرمه
قد سعی فی اتفاقاً بعیل اخوان المؤمنین
صح عملہ کما ینتفع بعلمہم فی المیتوة
مع عملہ فلان المؤمنین ینتفع بعضہم
بعمل بعض فی الاعمال الی بیشتر کوں یفہما
کاصلوہ فی جماعة ثم تعالیٰ فدخل المیتم

کا معاہدہ قائم کرنا ہی ریک پڑا سبب ہے اس لئے سچے
کہ ہر ایک سکم کو پنے بھائی کی طرف سے فائدہ نہیں
زندگی میں بھی احمدوت کے بعد یعنی پھر شیخ فرانس
بیس کے انسان اپنے ایمان کی وجہ سے اپنے حق میں
دعائے خیر لینے کا باعث ہوتا ہے تو کویا یہ دعای یہی
ہی کی کوشش ہے۔ اس کی وضاحت اس سے
ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جہادت کو اس
امر کا سبب بنایا ہے کہ وہ عابد اپنے سکم بھائیوں
کی دعا اورستی سے فائدہ اٹھاتے تو انسان جب
عبادت کرتا ہے تو وہ کویا اس سبکے پیسا کرنے میں
کوشش کرتا ہے جس کے طفیل سے وہ فائدہ نہ
پہنچا سکتا ہے اس پربی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
فرمان بھی دلالت کرتا ہے جو اپنے مددوں میں
کو فرمایا تھا جبکہ اسکا باپ بحالتِ کفر مر گیا اور
اس نے اسکی طرف سے ایک علم آزاد کیا کہ اگر وہ
تو حید کا قائل ہو جلتا تو یہ غلام آنکھوں سے مفید
پڑتا جو اس کی موت کے بعد اسکی طرف سے آزاد کیا
گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وہ سبب پیسا کرتا تو کویا
یہ سچا جاتا کہ دو ایس کام کرتا تھا جو کو غلام
آزاد کرنے کا ثواب پہنچا دیتا۔ یہ طریق جواب بہت
لطیف اور خوبی ہے۔ اب وہ تمام ضمروں منقرط ہو
پر بیانِ ختم ہو گیا ہے جو شیخ ابن قیم جوزی نے
پہنچنیف کتابِ الروح کے سو طبعیں مسلمی
درج کیا ہے۔ اب عبد الغنیف (مولف رسالہ) فرماتا ہے

جملہ المسلمين فی عقد الاسلام من عظم
الاسباب فی وصول نفعہ كل من المسلمين
الى صالحہ فی الحیوۃ ولعد
عاتۃ شرقال فالعبد بایمانه
قد نسبت الى وصول هذه العدة
الیه فكانه من سعيه یو صفحہ
ان الله سبحانه جعل الاعادة
سببا لانتفاع صاحبه بدعاه
اخوانه من المؤمنين وسعیهم
فاذانی به فقد سعی فالسبب
الذی یوصل الیه ذلك وفذ
سر على ذلك قول الشیبی
صلی الله علیہ وسلم لعمره
بن العاص ان اباك لواقر
بالمتوحید لفعة ذلك
عنی العنق الذی فعل عنه
بعد موته فلواتی بالسبب
لکان قد سعی فی عمل یوصى
الیه ثواب العنق و هذله
طرایقة مطیفۃ حسنة جدا
نحوی مذکورہ الشیخ ابن القیم
الخوزریۃ فی کتاب الترودح
فالمشتمة السادسة عشر
لاختصار قال العبد الغنیف

کہتا ہے کہ اگر تم کسی سے یہیں کہد دو کہ تیرے پاں تو صرف دنیادی مال وہی ہے جس کے قم اب تک ہو۔ مگر کسی نے ہکرا کے بعد اسے بہت مال دیا۔ تو اس داقعہ سے تمہارا وہ پہلا کہنا نہ لٹ نہ ہو گا کہ تم صرف اتنے مال کے ہی مالک ہو جو مہمہ پاس ہے (انہی) مُنَازِع فِيْهِ سُؤْل میں سے ایک مسئلہ بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ جو شخص آپ پر بشر کو نفاذ استعمال کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ آئین حضور علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے کیونکہ کافر ہتک کرتے ہوئے یہ نفاذ کیا کرتے تھے رسم آخر بُشْریٰ ہو۔ ایک فرقہ کا قول ہے کہ آپ ہمارے جیسی ہی بشر تھے کیونکہ آپ خدا نے حکم دیا ہے کہ آپ کہتی کہیں تو تمہارے جیسی انسانوں اور ہمارے نزدیک آپ کا مرتبہ بُشْریٰ بھائی کے برابر ہے مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس وجہ سے ان ووں نے رسول کو بُشْر بھائی بنانہ ہے کیونکہ اگر اس بُشْریٰ سے مراد پہنچانا ہے تو اب وہی کو زیادہ سُقْعہ ہے کہ انہما بھائی بن جائے کیونکہ وہ بُشْریٰ علیہ السلام کی توہین پسند نہیں میں ان سے سُقْعہ ہو گدھا ہے اور اگر بُشْریٰ سے مراد مرتبہ کی اُنی ہے یا قرب الہی کی بُشْریٰ مراد ہے تو ان کو حضور علیہ السلام کوئی بھی مناسب حاصل نہیں ہے اور اگر ان کی مراد ہدایت برادری ہے تو پھر بُشْر بھائی کہنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تمام نہیں چھوٹے بڑے یکسان بھائی ہیں۔ بہ حال دُنیو فرقہ افراد و تغیریط میں پڑھے ہوئے ہیں جسی بات یہ ہے کہ

ان قلت لا حد لیس لد من
الدُّنْیَا إِلَّا مَا أَتَلَكَهُ دُجَاءَ أَحَدٌ
وَاعْطَاهُ مَا لَا كَثِيرًا فَلَا يَعْلَمُ
مَا حَصَلَ لَهُ قَوْلُكَ لِیس لد
هُنَّ الدُّنْیَا إِلَّا مَا أَتَلَكَهُ انتہی۔ وَ
هُنَّ تَلَقَّ الْمَأْمَلَ مُسْلِمَةً الْبَشَرَةَ
لِسَبِّدِ نَارِ مَوْلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَوْمٌ هُنَّ الظَّلَاقُ
الْبَشَرِيَّةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَدْ كَفَرُوا لَمْ فِي هَذَا
الظَّلَاقِ تُوهِينُ لِلرَّهِمَوْنَ وَالْكَفَّارِ
تَحْمَانُوا يَقُولُونَ اخْمَانُتْ بَشَرٍ وَقَالَ
قَوْمٌ هُوَ بَشَرٌ مُثْلَنَا لَانَ اللَّهُ تَعَالَى
أَمْرَهُ بِقَوْلِهِ قَلْ أَغَانِي بَشَرٌ مُثْلَكُ
وَمَنْزَلَتْهُ هَنْدَ نَابِعَنَّ لِتَالَا لَخْ
الْأَكْبَرُ وَلِيَتْ شَعُورِي بَأْيَ وَجْهَ سَمْوَةَ
الْأَخْلَاقُ الْكَبُورِيَّةُ صَرَادُهُمْ بِالْأَكْبَرِيَّةِ
الْتَّقْدِيمُ فِي الزَّمَانِ فَقَطْفَافِي وَالْمَهْبِيَّ
بِالْخُوَيْتِهِمْ لَا تَفَاقِهِمْ مَعْدَهُ فِي تَحْتِيَوْهُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَانَ كَانَتِ الْأَكْبَرُ
بِالْمُوْتَبَةِ وَالْمُتَرَبَّ بِاللهِ تَعَالَى فَأَيَ
هُنَّا مُسَبِّبَةُ لَهُمْ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَانَ
كَانَ مَرَادُهُمْ حَوْةُ الْإِسْلَامِ فَأَعْنَقَ الْأَكْبَرَ
فَأَعْنَقَ الْمُؤْمِنَوْنَ الْحَوْةَ وَرَقَعَ الظَّلَاقَتَانَ

اس سلسلہ کی تشریع یوں کی جائے کہ بشر اولاد اور مطیعہ اسلام
کا نام ہے جس کے منتهی انسان ہے۔ فدائے آدمؑ کو جی پر شکر
ہے۔ چنانچہ فدائے فرشتوں سے کہا تھا کہ نبی مسیح صلی اللہ علیہ وسلم
پیدا کر دیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجی آدمؑ علیہ السلام
کی ہی اولاد ہی اور حبہ باپ بشر ہے تو عبیا میں فرد بشر کی
ہو گا مگر اس کے علاوہ بشر کے نہاد و صاف اور فرمائیں ہیں
یہ جن کی وجہ سے وہ قرب النبی کے پہنچ پہنچا ہے اگر وہیں
پہنچ گیا تو فرشتوں سے جی نعمت ہو گا اور اگر بارگاہِ ہیچ
مودودی کے گذھوں میں گرگیا تو شیطان سے جی نیا دوہل
ہو گا تو انہیاں میں مسلم عوام اور جاریہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم خصوصاً خدا کے فضل و کرم سے قرب النبی کے اعلیٰ درجات
 پہنچ پہنچ چکے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ تو قاب قوسین اور اونٹ
 کے مقام تک پہنچ چکے ہوئے ہیں۔ کیونکہ خدا کا فضل آپ پر ہے جو خدا
 ہا اور وہ اس قرب النبی کے پھر بھی آپ بشر اولاد انسان ہی
 ہیں۔ آپ یہ بحث باقی ہے کہ قرآن شریف میں جو مطلع کرنا ہے
 اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی تحریک
 میں اشتراک کی وجہ سے آپ کو دوسروں سے مساواۃ تعامل
 ہے مگر خیر کی خصوصیات اور اعلیٰ صفات میں ان سے الگ
 ہیں اور مساوات فی البشریہ کے لئے صرف ایک حصہ گی
 کافی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ آپ بالق صفات کا دیں مگر
 دوسروں کے مساوی ہوں یا وہ آپ کے مساوی ہوں جیسا کہ
 تم یوں کہتے ہو کہ زید شیر ہے تو تمہارا معقصو و صرف یہ ہوتا ہے
 کہ زید شیر کے ساتھ شجاعت میں مساوی اور بزر کیک ہے۔
 صفات شیر میں بزرگی نہیں کیونکہ شیر وحشی جانوں ہے اور وہ

فی الْفَرَاطِ وَالْمُقْرَبِ وَالْمُعْنَقِ أَنَّ فِي الْمَسْأَةِ
تَعْصِيمٌ قَالَ الْمُشَرِّعُ لِمَنْ لَا يَدْعُو إِلَيْهِ السَّلَامُ
عِنْفُ الْإِنْسَانِ وَسَوْءَاتِ اللَّهِ تَعَالَى بِشَرَفِهِ
تَعَالَى إِلَى خَالقِ بَشَرًا مِنْ طِينٍ وَالْبَنْوَى صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْتَدِدًا لَآدَمَ فَإِذَا كَانَ الْأَبَ
بَشَرًا لَابْدَانَ يَكُونُ الْوَلَدُ بَشَرًا كَوْنَ الْبَشَرَةِ
صَفَاتٌ وَخَصْوَصِيَّاتٌ أَنَّ ارْتِقَى إِلَى
دَرَجَاتِ الْقَرْبِ كَانَ افْعَلُ مِنَ الْمُذَكَّرَةِ
وَانْتَزَلَ إِلَى دَرَجَاتِ الْبَعْدِ كَانَ أَخْلَلَ
مِنَ الشَّيْءَيْنِ فَالْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمْ الْعَمْلُوَةُ
وَالسَّلَامُ عَمُومًا وَسَيِّدُ نَارِ الرَّسُولُ اللَّهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ بِالْخَصْوَرِ ارْتِقَى بِغَفْلَةِ اللَّهِ
وَحْمَةَ إِلَى اقْعُدِي دَرَجَاتِ الْقَرْبِ الْعَكْلَيْنِ
حَتَّى كَانَ فِي دَقَامِ قَابِ قَوْسِينِ اَوَادِي
لَانَ فَعْلَةُ اللَّهِ كَانَ عَلَيْهِ عَظِيمًا وَمَعَ ذَلِكَ
الْقَرْبُ هُنْ بَشَرُونَ إِنَّمَا يَقُولُ الْكَلْمَرُ فِي الْمُشَبَّهِ
الْوَارِثَةِ فِي الْقُرْآنِ فَالْمُشَبَّهُ ثَابِتَةٌ لَا شَتَّرَتْ
النَّاسُ مَعْنَفُ مَاهِيَّةِ الْبَشَرَةِ وَلَا نَسَّا
لَا فِي خَصْوَصِيَّاتِهِ وَصَفَاتِهِ وَلَا يَكْفُ فِي
الْمُشَبَّهِ لَا شَتَّرَاكِدُ فِي الصَّفَةِ الْوَاحِدَةِ وَ
لَا يَلْزَمُ لَا شَتَّرَاكِدُ فِي جَمِيعِ الصَّفَاتِ فَإِنَّكَ
إِذَا أَقْلَتَ زَرْبَيْلُ مُثْلَ الْأَسْدِ فَقَصُودَكَ
أَشْتَرَاكِ الْزَّرِيدَمُ الْأَسْدَ صَفَرَتِ الشَّجَاعَةُ
نَعْطَلُ لَا فِي جَمِيعِ صَفَاتِ الْأَسْدِ لَا غَرَبَيْعَ وَالْأَنْ

انسان ہے ایک شہر و مرالشہر میں خوب کہا گیا ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تو میں مگر فرم بشر کی انسانیتیں ملکاپ یا قوت کی طرح ہیں کہ وہ بھی تپھر تو نہما ہے مرنے سے یا قوت کئے ہیں پھر نہیں کہتے مجھے معلوم نہیں کہ یوں حضور علیہ السلام بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ بشریت ہی ایک بسا کی تصمیع اور آپ کی معجزات اور خرق عادات کی تصدیق کا سبب ہے کیونکہ انسان سے جب معجزات صادہ ہوں یا خرق عادات تو یہی تصمیع رسالت کا سبب ہنا کرتے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ فرشتوں سے صادہ ہوں یا جن اور شیطان سے پیدا ہو تو کچھ تعجب نہ ہو گا کیونکہ خرق عادات فرشتوں اور شیاطین سے ایک سلما در عادت کی امر ہے بلکہ معجزہ اور خرق عادت کی حقیقت ہی انسان سے تعلق قائم کرنے کے ساتھ پیدا ہوا کرف ہے کہ وہ سب انسان اپنی ملیکہ سلام کے بغیر اس کرنے سے عاجز ہو اکہ نہیں اسی بناء پر معجزہ کو خرق عادت کا نام دیا گیا ہے یعنی معجزہ جنتی آدم کی روزمرہ عادت کے خلاف ہوتا ہے۔ ورنہ یہ سب نہیں کہ وہ معجزہ فرشتوں یا شیاطین کی طاقت سے ہیجئے باہر ہوتا ہے صوفی یہی کہتے ہیں کہ حضور علیہ سلام نوہ کیونکہ فتنے فرمایا ہے کائے لوگوں اتھارے ہوں اللہ کا نور دیا یا ہے اور روشن کتاب اور آن محبیہ ادا ہے۔ ہستے ایکو نہ کہتا صحیح نہیں نہیں کہتا ہوں کہ یہیں کسی تسلیم ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ نور ہیں مُکْرِنَوْنَیْتَ النَّاسَ اور شرہی کے لئے تعریف کا سبب ہنتی ہے جبکہ وہ کشف بشری سے نکل کر صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مراتب پر ترقی کر جائے اور ہب

انسان ولنعم ما قتيل والمثل السائر
محمد صلى الله عليه وسلم بشر لا كالبشر بل
هو كالآيات بين المجرد مما ادرى لا ي
سبب ينفعون البشرية عنه صلی اللہ علیہ
وسلم فلن البشرية هي سبب لتصديق
رسالته ومحاجة وخوارق عاداته فـ
المعجزات وخوارق العادات تصير سببا
لتصديق دعوى الرسالة اذا صدرت
من البشر داما ان صدر من الملائكة
من الجن والشياطين فاي غرابة فيه
فإن خوارق العادات من الملائكة و
الشياطين اصر عادي بل مفهوم المعجزة
وخرق العادة يتضمن بالنسبة الى
الانسان بان غير الباقياء عليهم الصلوة
والسلام يحيى دون عن الاميان بمثله فلذا
سيمت المعجزة خرق العادة اي خرق
عاده بقى ادم لا خرق عادة الملائكة و
الشياطين قالوا اذن صلی اللہ علیہ وسلم نو
لان اللہ سبحانه وتعالیٰ قال يا ایها الناس
قد جاءكم من اللہ نور وكتاب مبين قلنا
آمنا وسلينا انہ نور لکن العورانی تصریح
سببا لله اذا صدر بشر نور با تقدیمه
من كثافة البشرية الى معراج
النور الا صلی اما غير البشر

نہیں کے بغیر اگر کوئی (مشائخ فرشتہ) نورِ انیت سے
مددوف ہو جائے تو اس کی تعریف شما نہ ہو جی کیونکہ
نورِ انیت اس ہی فطری ہوتی ہے۔ بعضیں حال عین ہوتی
چنانچہ خدا غرما میں ہکنہ نہ چاند کو نور بنا یا تو چاند نے کثیف
مادہ سے نورِ انیت کی طرف ترقی نہیں کی بلکہ خدا نے اسے
سورہی پیدا کیا ہے تو اس کی نورِ انیت فطری ہو جی۔ بعضیں
کوئی تعریف مخلصی ہے اور نہ قابل قسم محض پیدا ہوئی ہے
خدا نے فرمایا ہے کہ خدا جسے ہتا ہے اپنے لئے کیا رفہ است
کرتا ہے پس اسی بشریت و نعمتی کی بعد قوس سے صاف
ہو ایک بڑی تعریف و مسح ہے اور بہت بُرَ الکمال ہے۔
مجھے اپنے لوگوں پر حجہ آتا ہے کہ وہ کیسے کمال کو نصیر ہوئے
ہیں اور کس طرح مسح کو نہ تھک بھجو رہے ہیں (راہی) مختلف
نے سائل ہے سعیر الشک تغییر بھی ہے جنہیں دو گوں کا خیال
کہ غیر الشک تغییر شرک ہے یا کفر ہے یا بدعت ہے۔ اس میں
آن کی رہیں مختلف ہیں جو لفظ مسلمہ کہتا ہے (خداء سے
اس مرکی توفیق و سے جسے وہ پسند کر رکھا ہے) کہیں اس مسلم
پسند کرنے سال ایک کتاب تصنیف کر لے چکا ہوں جس میں کہا ہوا
ہے "الاصول الاربیعی ترمذی الدہبی" جس میں کشی باہی
اویک خاص باہیں عنوان سے لکھا ہے کہ باہی اول غرض
کی تغییر میں اور وہ کتاب چھپ کر شائع بھی ہو چکی ہے اور
جیسا کہ مختلفین کے اہل علم کے باہی پہنچ بھی چکی ہے کہ
ماہم مخالف کہتا ہے کہ غیر الشک تغییر میں بنت اور مورتیاں بھی
دخل ہیں اس لئے تم اُنکی بھی تغییر کیا کرو۔ حالانکہ صحیح ہے کہ تو
کی تغییر شرک ہے اور حواب میں نہیں کہتا ہو کہ میں نہیں کہتا

ان اتصف بالنور فلنور انیت
فیہ طبیعتہ لا کسبیتہ قال اللہ تعالیٰ
والقر نورا فالقر ما اردتی من کشافۃ
المادیة الى التواریثیة بحسبہ بل
خلقہ اللہ تعالیٰ نورا فیکون نور اینیتہ
طبعیتہ ولیس فیہ غرابة و مدهم معتقد
بہ قال اللہ تعالیٰ یهدی اللہ لنورہ
من لشائے فالبسم ربیلها فیہ من
الکدریات النعسانیة ملحوظ و ای
ملحوظ و کمال ای کمال والعجب من القوم
کیف نزعموا الکمال فقصدا و الملاح فغا
النهی۔ و من تعلق المسائل مسئلہ بل تعظیم
لغير اللہ تعالیٰ قال قوم المتعظیم لغير اللہ
شرک او کفر او بدھة على نعلوا ادا کتم
قال المؤلف و فقدر به لاما بحیث یوصی
انی اتفت کتابا با قبل هذابا عوام چھیتہ
بالاصول الاربعی ترمذی الدہبی متویا
و فتحت فیہ بابا عنوانہ الباسب
الاول فی جواز المتعظیم لغير اللہ تعالیٰ
و شائع الکتاب بعد لھجہ و وصل
الی هن یدی علی العلم من جماعتہم فقال
خیوالله یعنی مخل فیہ لاصنام و لام و شرک
و تعظیم الاصنام شرک۔
اقول عجیب الہ انا ما قلت

کہ جمیع غیر اللہ قابل تضییم ہیں تاکہ ہمیں بتے بھی شامل ہوں کیا خدا تعالیٰ نے یوں نہیں کہا کہ انسان سرکشی کرتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ خود مالدار ہے تو کیا تباہی ملیم السلام نوع انسانی میں داخل نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان پر سرکشی کا حکم کیسے صحیح ہو گا بدنے یہ بھی کہا ہے کہ اسے بھی آدم ہر سجدہ اور نماز کے وقت اپنی زینت حاصل کرو تو کیا کفار بھی آدم میں داخل نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ہر ایک نماز میں انہی زینت کیسے ہو گی۔ غرضیکہ اس فسم کی مثالیں قرآن میں بہت ہیں چنانچہ یہ ایک اور شال ہے کہ قدرانے کہا ہے کہ انسان بڑا کافر ہے جس سے مراد تمام انسان ہیں۔ اس سے سوا اور بھی کوئی ایک مثالیں ہیں پس اگر غیر اللہ کے عام نفط میں بُتِ داخل ہیں تو انہیاً معصوم بھی بغایان میں داخل کرنے پڑے یہی اور کفار بھی انکے خیال میں داخل مصلحت ہوں گے تو جو حساب مددگر ہوئی جواب تم دیکھے مگر ہم بعض غیر اللہ وہ بھی ہیں جن کی تعظیم کا حکم خود نے دیا ہے اسلئے انہی تعظیم واجب ہوگے۔ کیا خدا نے یوں نہیں کہا کہ جو خداوندی یا وفا ویں کی تعظیم کرتا ہے تو تعظیم انکے دل کے تقویٰ کی طلاقت ہے کوہ صفا و کوہ مروہ بھی اللہ کی یاد کاریں۔ چنانچہ صاف نعلوں میں خدا نے کہا ہے کہ بیٹک صفا و مروہ اللہ کے شعائر میں جو کہ حرم مکہ کے قریب وہ جھونی جھوٹی پہاڑیاں ہیں پس بھی کہا ہے کہ بُتے جائز (اوٹ اور گائے) خدا نے تمہارے لیے اپنی یادگاریاں ہیں بزرگ فداء منی جی شعاۃ اللہ

بجیم عیوَاللهُ حق يدخل في الاصنام
اما قال تعالى ان الانسان يبغى
ان داه استغنى الا تدخل الا بني اسراءهم
الاسلام فدفع الا انسان وكيف يحكمه
 عليهم بالتعذيب اما قال تعالى يا
بني ادم خذ وان رينتكم عن كل مسجد
الا تدخل الكفاف في بني ادم وكيف يكون
من ينتقم عند كل مسجد واصال ذلك
كثير في القرآن كافي قوله تعالى قتل
الانسان ما اكفره وغيره ذلك فان
دخل الاصنام في يوم عيوالله يدخل
الابناء المخصوصون في الطعنات الحفظ
في المساجد بزعمهم فما كات جوابهم
كان جوانبنا نعم بعض خيرا الله الذي
اصر الله بتحظيمه يجب تعظيمه اما
قال الله تعالى و من يغلو شعائر الله
فانها هن تقوى القلوب و اصقاد
المردة هن شعائر الله قال الله
تعالى ان الصقاد والمردة هن
شعائر الله و هما جبلان بقرب
المرس المكي و قال تعالى تعالى والبدن
جعلنا احالك و من شعائر
الله والمرد لفة والمعنى
هن شعائر الله قال الله

ہیں۔ چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ مشرح رام (مزدھوہ مرنی) میں اللہ کا ذکر کرو۔ امرے یہ ترتیب و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجر سود کو کیا نہیں بوسہ دیا کرتے تھے، تو کیا بوسہ دینے میں تعظیم نہیں ہے؟ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود والدین کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی کہا ہے کہ اے انسان تو اپنے ماں باپ کو ان سے حمد اب میں یہ بھی نہ کہو کہ (رأف) میں تمہارے کہنے سے بیزار ہوں بلکہ ان پر آواز نہ گئنا، دن ان سے بات کہنی ہو تو انسانیت سے کہنا بھر کہا کہ اے انسان میرا شکر کرو اپنے ماں باپ کا بھی مشکرہ ادا کر۔ بہتر و مکر کیا ان دونوں آیتوں ہیں والدین کی تعزیم کا حکم نہیں؟ ہم بھی کہا تھے کہ قرآن مجید کو پاک ہی ماتھ لگائیں تو کیا میں قرآن کی تعزیم نہیں؟ بھر کہا کہ الشاد و رسول اور موبینین کے نئے هرگزت ہے تو کیا اس آیت میں رسول اور موبینین کی تعظیم نہیں بتائی کئی؟ بھر خدا تعالیٰ نے کہا کہ بنی اسرائیل آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور کوئی بات نبی سے کہنی ہو تو گستاخی سے اونچی آواز کیساتھ مت ہجوم بخون کر کم ایک دسمڑے کو کہہ لیتے ہو۔ وہ تمہارے نیک علی سہ سبھوڑا ہیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ کچھ ہجتا تو کیا اس آیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیم نہیں؟ اس فقرہ کی اونچی بہت آیات میں اور احادیث میں اس مضمون کے تعلق بہت ہیں لیکن اگر تم مذکورہ الحدیث مخلوق کی تعزیم کا وجوب قیلیم کرتے ہو تو تمہارے اس قول کا کوئی مطلب نہ ہو گا کہ غیر اللہ کی تعزیم

تعالیٰ فاذکروا اللہ هنذ المشرع
الحرام واما كان النبوه صلی اللہ
علیہ وسلم یستلم الحجر الاسود
الیس فی الاعتلام معنی التعظیم و
امر النبوی صلی اللہ علیہ وسلم بتعظیم
والوالدین قال اللہ تعالیٰ فحقهم ولا
تقل لهم اف ولا تهزهم ولا قل لهم
قولا کوہما و قال ان اشکرني و
لوالدین یکم الیس فی الاعیین الا من
بتتعظیم الوالدین قال اللہ تعالیٰ لا
یحسنه الا المطهر من الیس فیه تعظیم العری
قال اللہ تعالیٰ ولله العزة ولرسوله
للمؤمنین الیس فی الایة التعظیم للرسول
والمؤمنین قال اللہ تعالیٰ لا تردضوا
اصواتكم فوق صوت النبوی ولا تجهرون
بالمقول بمحض بعضا کم لبعض ان تحيط
اعمالکم و انتم لا تشعرون الیس
فی الایة التعظیم لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایے
غیر ذلك من الایيات والادعاء
فهذا الباب فان سلطنتكم
وجود التعظیم لشوا ع
المذکورین فما معنی قولكم
التعظیم لغير اللہ حرام

حرم ہوئی ہے ! انہیں اگر تم اسے تسلیم نہیں کرتے تو اپنے
 آیات نکر دے بالا کا مطلب سمجھا دیں کیا ہے ؟ اور
 اس آیت کا مطلب بھی بتا دیں کہ کیا ہے . وہ آیت یہ
 ہے کہ تم اپنے بنی میم کی عزت د تو قیر کیا کرو اول مگر تم اپنے
 گمراہی پر ہی آئے ، ہے تو ہم تمہارے متعلق یہ آیت
 پڑھ دیجئے کہ کیا تم ایسے لوگ نہیں ریکھتے ہو جو رائے
 پرستی کرتے ہیں ؟ اور خدا نے دیہہ دانستہ ان کو گمراہ کر دیا
 ہے اور ان کے کان اور قلب پر فہرک دی ہے اور آنکھ کو
 پردہ ڈال دیا ہے تو اب خدا کے بعد ان کو کون بذات
 دے سکتا ہے ؟ پس جب مقامات مقدمہ ساد پیارا ہو
 جاؤں بھی ترآئی حکم سے وجہ تعظیم پھیرے
 تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اور یہاں زندہ ہوں یا مردہ
 وہ سارے خدا کے نیک یا ماندار بندے ہیں اور وہ
 وجہ تعظیم ہیں جنہاں پر میں پہلے یہ آیت لکھے چکا ہوں
 کہ عزت انسکی ہے اور اس کے رسول کی اور رسول کے
 ماننے والوں کی . تو کیا اور یہ معتقد اور صلحاء اور میمنین
 کی جماعت میں داخل نہیں ؟ بخلاف یہ بتا دی پس نے کہ
 تھا کہ اگر ہمہ بیٹے میں واپس آئئے تو صاحب عزت لیل
 کو وہاں نے کمال دیگا ؟ میں بتاؤں ، یہ منافقوں نے
 کہا تھا اور وہ اس سے رسول علیہ السلام کی توہین پا ہتھ
 تھے جس کو خدا نے وجہ تعظیم قرار دیا تھا . سلئے خدا
 نے اُنکی تدبیہ میں کہا کہ عزت تو اللہ قادر رسول کی ہے اور
 میمنین بھی ذی عزت میں اب کچھیں کون ملتا ہے ؟
 پسچ بنا دی جس کو خدا وجہ تعظیم پھیرائے اس کی توہین کیا

دا ان اکثر تم نہما معنی الایamat
 المذکورہ و ما معنی قولہ تعالیٰ و
 تعزہ و تقدیرہ دا ان اصرتم علی
 ضلالتکم فنقول حجا قال اللہ تعالیٰ
 اسرا یت من اتخذ اللہ هواه و
 اضله اللہ علی علم و ختمہ علی معرفہ و
 قلبہ و جعل علی بصرہ غشادہ فن
 یهدیہن بعد اللہ فاذ اذا کانت الا کن
 والجیال والد واب واجب التعظیم
 بحکم القرآن فلامشک ان اولیاء
 اللہ تعالیٰ احیاءً و اہوا تامن
 حباد اللہ المؤمنین الصالحین کلام
 واجب التعظیم و قد مترجم اقبال
 اللہ تعالیٰ و اللہ العزة ولرسولہ
 وللمؤمنین المیر الادیاء و
 الصلحاء داخلین فی زهرۃ المؤمنین
 وھن الذی عال نئن سر جتنا الی
 المدینۃ ليزجعن الا خرمہا الاذل
 اس ادوا تحقیرہ من عظیم اللہ تعالیٰ
 فرا قد اللہ علیہم بقولہ وللہ العزة
 ولرسولہ وللہ علیہم منین
 و تحقیرہ من عظمہ اللہ تعالیٰ
 دیدن ایت فریق
 من المسلمين آسامعاوا

کس سماں کا کام ہے۔ کہا تم مخالفین نے رسول ملیکہ نے
کہی حکم بھی نہیں سنائے جب حضرت سعید بن معاذ رضی اللہ عنہ
لڑائی سے واپس آئے تھے تو آپ پرچے انہوں نے کہا تھا کہ اپنے
صلادہ کا کھڑے ہو کر استقبال کرو تو یہ قیم تعظیمی تھا۔ اگر
سوال کیجاۓ کہ حکم اس نے تھا کہ آپ بیاناتے تھے تو
سے آپ کو ہارہم آتا ہیں۔ دینہ تعظیم کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ تو
ہم کہیں گے کہ اس واقعہ کے متصل سلسلہ کام اس کے
خلاف ہے بیوکلا کو گھوڑے پرستے آتا رہا اور ہتھا تو یہ
کہنا سب تھا کہ اسے فلاں آدمی اٹھو اور ان کو
گھوڑے سے آتا رہا۔ یا یہ حکم ہوتا کہ اسے فلاں دفن
تم روں اٹھو اور سعید کو گھوڑے سے آتا رہا۔ مگر یہاں تہ
جماعت کو خاطب کیا ہے اور سعید کو سید کہا ہے اور
یہ سید کا الفضل سعید بنی اللہ عنہ کے حق ہی باقاعدہ بچات
ہے کہ آپ نے جو فرمایا تھا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے
ہو جاؤ۔ اس سے مراد حضرت سعید بنی کی تعظیم و ترقیتی
پھر کیا مخالفین کو یہ معلوم ہیں کہ حضور ملیکہ سلام کے دریافت
میں مصحابہ رضی اللہ عنہم الجیہے متواتر ہو کر بیٹھتے تھے کہ
گھوڑاں کے سر پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب خدا
جسے پا ہے، وہ ناس کی بدایت کرے۔ مختلف فیہ
سائل ہیں سے سمع موقی کا سلسلہ ہی ہے۔ مخالف کہتے
ہیں کہ آپ نہیں سخت اور ثابت پیدا ہیں کہ فرنہ
حضرت ملیکہ سلام سے کہا ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنائے
اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ ان مردوں کو نہیں سنائے
جو قبروں میں پہنے ہیں۔ اور یہم جاہیں ہیں یوں کہتے ہیں۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم **الْأَنْصَارُ**
حین جاء معد بن معاذر رضی
الله عنہ قومہ مسید کو فاجر
بالقیام تعظیمالہ فَإِنْ قِيلَ إِلَّا مُو
بالقیام کان لنزولہ عن الدراۃ
لأنکان من يعنیه لفنا سوق الكلام
یشید بخلاف ذلک لانہ ایک ایمان
المراد بالامر نزولہ عن الدراۃ
فالمذاہب ان يقول قدر ما فلان
دانزل سعد اور قدر ما فلان و یا
فلان دانزل اس عذل لکن الامر
بلغظا الجمجم ولغظا استید فی
حقہ رضی اللہ عنہ پیناڈی باعلیٰ
الحقوت ان المراد بما فوجہ مسید کو
التعظیم والترقیہ آما علموا ان
الصحابۃ رضی اللہ عنہم کا نواخی
فی مجلسہ الشریف کان حلی سو ڈسہم
الطیر و ایڈہ یونہدی من پیشاد الی طرا
مستقیم۔ وَمَرْتَلَقُ الْمَسَامِلُ شَلَة
سیاع الموقی قالوا الموقی لا یسمعن
مستد لین بقولہ تعالیٰ انہ
لا یسمعن الموقی و قولہ تعالیٰ
وَمَا انت بیسمعن هن فی القبور
قلنا المراد بالموقی ومن فی القبور

کہ مرد اور بیویوں سے مراویہاں کفایتیں اور
خشنے سے مراوی تصدیقی سننا ہے اور اس امر کا ثبوت
کہ پیہاں خشنے سے مراوی تصدیقی سننا ہے یہ ہے کہ کافی
کہ کافیں ہیں پہاڑیں نہ تھا کہ حضور مطیعہ اسلام کا کام رکھیں
سکتے۔ پس وہ اگرچہ بغاہر سننے تھے بیکن تصدیقی خشنے
سے محروم تھے۔ اسی محاورہ کے مطابق ہے نمازی کا بیوی
کہنا کہ صلح اللہ مل جملہ خداوس کی بات ان بیویوں
جو اسکی تعریف کرتا ہے پہلی بیوی تصدیقی سننا ماردا
اسی طرح وہ محاورہ بھی ہے کہ پیش نہ ہیر کو اپنی حاجت
روائی کرنے کے لئے پکارا اگر اس سننیک نہ سنی، یعنی ہیر کی
پکار کو منفوہ نہیں کیا پس دنوں آپس میں مردوں کے
خشنے کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ ان میں مساعی حق کا
ثبوت ملتا ہے کیونکہ پیہاں کفدر کو مردوں کے مسادی
لما گپتا ہے۔ حالانکہ یہ خشنے تھے اور وہ نہیں خشنے تھے
تو یہ مساوات کے ہو گی ۱۰ تشبیہ تب ہی صحیح ہو گی
کہ دلوں بغاہر سننے تسلیم کئے جائیں ہو حقیقت ہے
کہ جس طرح کفار بظاہر سننے ہیں تو رُسے بھی بغاہر سننے
میں مگر تصدیقی سنناد دنوں میں نہیں کیونکہ کفار اپنے
عقلی کی وجہ سے اس سے محروم ہیں اور مرد حسوس
اس لئے محروم ہیں کہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو گوئی
دو بھی نہیں خشنے اب دلوں آیت کا سبھوں نہیں ہے
کہ آپ تو ان کو نہیں سن سکتے۔ مگر خدا ان کو سادھا
ہیسا کر اشاد ہے کہ آپ تو اسے ہایت نہیں دے
سکتے جسے آپ پسند کریں لیکن خدا جسے پوچھے ہے ہر بت

الكافر والمراد من السجاع
سماط قبول والدليل على ان المراد
من السجاع سجاع قبول ان الكافر
ما كان في اذائهم صهم حتى لا يسمعوا
كلامه صلى الله عليه وسلم فانهم ان
كانوا يسمعون في الظاهر لكنهم كانوا
غير ملئين من عدم القبول ومن هنا
الباب قول المصلى سجع الله من جملة
نان المراد من السجاع سجاع قبول كما
يقلل ناديت الامير ماجع فما سمع
يعني ما سمع ببعض القبول فليسمون في
الأيتين دليل على عدم سجاع الموق
بل فيه دليل على سجاع الموق لأن
المتشبه وهو الكافر يسمعون فيكيف
يشتبهون لا يسمعون فكما ان الكافر
يسمعون في الظاهر كذلك الموق يمكن
في الظاهر داما سجاع القبول فالكافر
محروم عند الامر بالعقلاني الموق
غير ملئون عنه لعدم قدرتهم على الجواب
فكان لهم ما سمعوا وعنى الأيتين
انك لا تسمع الموق ولا تسمع من
في القبور انك لا تسمعهم بل الله تعالى
يسمع بهم على حد قوله تعالى انك لا تسمع
من اصحابك ولكن الله يهدى من يشاء

دے دیتا ہے اور قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے بھی موجود ہے کہ خدا جسے چاہئے سنا دیتا ہے اور سماں پالب قبور کو نہیں سنا سکتے۔ اب ہم محل مسجد سملخ موت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مُسنَّا، دیکھنے بولنا، حمل کرنا، پلنا اور تمام خود اختیاری فعل روح انسانی کا فرض ہیں کہ جب تک انسان زندہ رہے اس کی وجہ حواس اور بیردنی اعضا مکی امداد ملے۔ فرانس ہم سپتھائے اور ہوت کے بعد اس کا فرض ہے کہ بغیر اما و حواس اور بیردنی اعضا کے یہ سب کام کر سکے اس کو شال میند ہے کیونکہ غنید کی عالت میں تمام حواس عمل ہو جاتے ہیں، خواہ ظاہری ہوں یا باطنی اور بیردنی اعضا بھی کام سے رہ جلتے ہیں مگر روح حب و ستور حلپتی ہے اور سنتی ہے، دیکھتی ہے، بولتی ہے حلک کر رہی ہے، الذیہ چڑیں سے لنت بھی اٹھاتی ہے اور موذی اشیاء سے تکلیف بھی یافتی ہے۔ پڑتات ہو اکر زندہ کی روح بحالیت نوم اگرچہ جسم میں مقید ہے سب کچھ کر لیتی ہے تو مُردہ کی روح جو جسمانی قبیل سے رہا ہو چکی ہے کیسے ان افعال پر قادر نہ ہو گی۔ جن پر کہ تعیید جسمانی قادر تھی۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ غنید موت کے پر امر ہے اور اراد و ایح کفار کے جو دوزخ کے پید خانوں میں ہیں وہ ان امور کے دیانت کرنے سے محروم رہتے ہیں اور اپنی بد عمل کے بہت سارے مبتکار ہتے ہیں اسی طرح گز نگاہ دن کی صورتیں بھی جستیں کر فدا ان پر حرم نہیں کرنا۔ اپنے مذاب

و قد نص فِي الْقُرْآنِ أَنَّ اللَّهَ يَسِّمِ مِنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِسِيمٍ هُنَّ فِي الْقِبْوَةِ مَرْجِعُهُ إِلَى الْكَلَامِ فِي أَصْلِ السَّمَاعِ فَمَنْ قُولَ إِنَّ السَّمَاعَ وَالنَّظَرَ وَالْكَلَامَ وَالْبَطْشَ وَالْمَشْيَ وَجَمِيعِ الْأَفْعَالِ الْإِرَادِيَّةِ وَظِيقَةُ الرُّوحِ بِمَعَاوِنَةِ الْحَوَاسِنِ وَالْجَوَارِحِ هَادِيًّا فِي حَالَةِ الْجُنُونِ وَبِدُونِ مَعَاوِنَةِ الْحَوَاسِنِ الْجَوَارِحِ بَعْدَ الْمَمَاتِ وَصَدِّاقَ ذَلِيلِ حَالَةِ النُّوْمَ فَإِنَّ النُّوْمَ يَعْطِلُ فِي الْحَوَاسِنِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ وَالْجَوَارِحِ مِنْ أَعْلَمِ الرُّوحِ لِيَسِّمَ وَيَسِّمَ وَيَنْظَرَ وَيَنْكِلُ وَيَبْلُشَ وَيَلْمَدُ بِالْمُسْتَلِذَاتِ وَبِالْأَوْبَابِ الْمُؤْمَنَةِ فَإِنَّهُ دَاهِرًا الْأَحْيَاءُ مَعَ جَسَرِهَا فِي الْبَدْنِ تَفْعِلُ جَمِيعُ مَا ذُكِرَ فِي النُّوْمِ فَإِنَّ رَاحَ الْأَهْوَانِ الْمُطْلَعَاتِ هُنَّ جَسَرُ الْمَبْدُنِ كَيْفَ لَا تَقْدِرُ عَلَى مَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ فِي حَالَةِ حَسِيرِ الْمَبْدُنِ فَلَذَا أَقْبَلَ النُّوْمُ أَخْرَى الْمَوْتِ نَعَمْ أَرْدَاهُ الْكَعْسَرُ الْمَحْبُوسِينَ فِي الْمَهْمَكَاتِ هَرَدَوْمُونَ عَنِ الْأَدْبَرِ أَكَاتِ مَشْغُولُونَ بِعِنْتَاجِ سُوءِ الْعَالَمِ وَكَذِ الْفَسَاقِ أَنْ لَسْرِيْرَ حَرَمَ دِبْهَم

میں صرف دبستار ہے تھے میں متنازع فہرست
 میں سے ایک تو شکاری بھی ہے کہ آیا اللہ کے
 نیک بندوں کی روحون کا خواہ و مذکوہ ہوں یا
 مردہ خدا کی بارگاہ میں دیدے بنا یا جائے؟ اور اس
 مسئلہ کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ ان سخن خدا کو پکھائے
 اور بارگاہ الہی کے صالح بندوں میں سے کسی بک
 کو اپنا وسیلہ بنائے شکاریوں کہئے کہ یا اللہ تیری
 بارگاہ میں حضرت پیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بروح بمارک کا دید لاتا ہوں۔ باقیوں کے کہ دنیا
 شخ کی روح کا دید لاتا ہوں۔ صورت بلاشبہ جائے
 ہے تمام امت محمدیہ کے نزدیک۔ ہاں اسکا وہ فتاویٰ
 ہے جس کے دل کو فدائے اذحای کیا ہوا ہے اور اس کے
 کان اور آنکھ پر پھر کردی ہے اور ہمیں خدائے تعالیٰ
 نے اس آیت سے ہایت کا راستہ تباہیا ہے کہ لوگوں
 جو ایمان لائے ہو، خدا کے عذاب سے ڈھدا اور اس کی
 طرف وسیلہ نہات طلب کرو۔ اس آیت میں دیلہ
 طلب کرنے سے پہلے یہ نفاذ ہے کہ اللہ کے عذاب سے
 ڈھو۔ اس میں یہ اشارة ہے کہ خدا کی مقدس بارگاہ
 میں دیلہ طلب کرنے پر شوق دلایا گیا ہے اور اسے
 واجب قرار دیا گیا ہے اور بہادار اللہ کے دید پیش کرنے
 سے ادب کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیونکہ دینا وی اکابر
 سے عوراً اپنی حاجت طلب کرنا یوں ہی ہوتا ہے کہ جو
 یا تھنہ کو وسیلہ بنایا جائے یا کسی متصرف کی سفارش
 پیش کی جائے جس کی عوت اُس بزرگ کے دل میں جو

وَمَنْ تَلِكَ الْمَسَائلُ مَسْأَلَةُ الْمُتَوَلِ
 عَنِ اللَّهِ تَعَالَى بِلِرْدَاحِ الْعَصْلَى
 حِنْ عِبَادَةِ أَحْيَا وَأَمْوَاتًا وَهَذِهِ
 الْمَسَائلُ لَهَا فَرْدَعُ الْفَرْعَاجِ الْأَوَّلِ
 بَانِيَادِي سَرَبَّهُ وَيَتَوَسَّلُ
 بِرُوحِ الْصَّالِحِ مِنْ عِبَادَةِ الْمُقْرَبِ بِ
 لِبَابِهِ بِخُرُوقِ لَنَا التَّهْمَرُ اَفِي قَوْسِ
 الْيَمِكَ بِرُوحِ سَيِّدِنَا وَرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدِبِ رَوْحِ الْشَّيْخِ
 الْفَلَافِي وَهَذِهِ النَّوْعُ جَائِزٌ لَا عِنَادٌ
 عَلَيْهِ هَذِهِ كَافَةُ الْاَدَمَةِ الْمَرْجُوَةَ
 الْاَمْنُ اَعْنَى اللَّهُ قَلْبَهُ وَخَتَمَ عَلَى
 سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَقَدْ هَدَى اَنَا اللَّهُ
 تَعَالَى إِلَى هَذَا بِقُولِيْ ما اِيَّهَا الَّذِينَ
 اَهْمَنُوا اَنْقَوْا اللَّهُ وَابْتَغُوا اِلَيْهِ
 الْوَسِيلَةَ فَلَفَظَهُ اَنْقَوْا اللَّهُ قَبْلَ
 الْاَمْرِ بِاِبْتَغَاءِ الْوَسِيلَةِ تَشِيرُ إِلَى
 الْحَثُّ وَاللَّرْزُومُ بِاِبْتَغَاءِ الْوَسِيلَةِ إِلَى
 حَضْرَةِ قَدِيسِهِ تَعَالَى وَتَعْلِيمِ الْاَدَمَ
 لِعِبَادَةِ بِتَقْدِيمِ الْوَسِيلَةِ كَانَ طَلْبُ
 الْمَسْؤُلِ مِنْ اَكَا بِرِ الْوَقْتِ
 عَالِبًا لَا يَكُونُ بِدُونِ قَعْدَيْهِ
 الْوَسِيلَةُ هُنَّ الْمَهْدَى اِيَّرَا وَشَفَاعَةُ
 مَقْرَبٍ هَذِهِ كَذِلِكَ طَلْبُ

علیہ القياس عالمہ اپنی بخدا دشائے کے دربار میں
بھی اپنی حاجت طلب کرنا سوائے وسیلہ پیش کرنے کے
و فکوئی پختہ ذریعہ ملاش کرنے کے بغیر صحیح نہ ہوگا۔ اور
اس سختی لاپرواہ خدا کے دربار میں بہترین تحفہ یہ ہے
کہ ارادت حبادا انشد صاحبین کو وسیلہ بنایا جائے مگر
مخالف کہتے ہیں کہ جس وسیلہ پیش کرنے کا حکم قرآن
بجید ہیں ہے اس سے مراد صرف اعمال صالح صاحب ہی ہے
کسی کی شخصیت و سیلہ نہیں ہو سکتی اور ثبوت میں وہ
حدیث پیش کرتے ہیں کہ تین آدمی فارمین ہیں گئے
جنہوں نے ملیل اسلام فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے
اعمال حسنة کو پیش کر کے دعا مانگی تھی اور وہ واعظ
بھی ہو گئی تھی اور ہم جو اب کہتے ہیں کہ توسل جس طرح اعمال
سے جائز ہے۔ اسی طرح خدا کے نیک بندوں سے بھی
صحیح ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں
قہا پڑگی تھا تو آپ نے حضرت جاس رضی اللہ عنہ
سے توسل کیا تھا۔ درحقیقت کسی نیک بندے کا تو
پیش کرنا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کے نیک
عمل پیش کئے جاتے ہیں۔ ورنہ فہا ہری جسم پیش نہیں
کیا جاتا تو اس لمحہ ذہنی توسل میں توسل بالاعمال
بن جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان خدا کے
نیک بندوں میں سے کسی ایک کی وجہ کو پچارے اور
یہ کہ کامیابی مالک رسول تھا صلی اللہ علیہ وسلم
میری فریاد رسی فرمائیے یا نؤں کہے کہ اسی پر آقا
نما شیخ میری مد کریجے۔ تو اس کی تشریح یہ ہے

المسئل من الملائكة العلام لا يصلح
الآباء قد يهم الوسيلة و اوثق الذرائع
واحسن الهدى يا الى الغنى المتعال
التوسل با رسوا احمد الصالحين
من عباده قالوا التوسل المأمور
في القرآن اهنا يكتون بالاعمال
لا بالبدان مستدللين بحديث
الثلاثة الذين حبسوا في الغاء
قدنا كما يجوز التوسل بالاعمال
لذاك يجوز بالبدان كما
توسل سيدنا الفاسرو ق
رضي الله عنه عام قحط المطر
بسيدنا العباس رضي الله عنه
ولأن التوسل بالأشخاص
حقيقة هو التوسل بالاعمال
ذلك الشخص لا بحسبه
اظاهر فصادر التوسل
بالأشخاص توسل بالاعمال
الفراغ الثاني من التوسل
بان ينادي الى سروح احد
من عباد الله الصالحين بان
يقول يا سيدی رسول الله
اخفني او يا سيدی الشيخ
الفلاني اصدقني ففي تفصيل

کہ اگر اس کی مدد بجا رہے یعنی جب وہ نیک بندے کو پہنچتا ہے تو بھائی طرف پر پہنچتا ہے۔ وہندہ بھی بجاتا ہے کہ خدا ہی دیتا ہے یاد کرتے ہے مگر عرب صالح دریان میں وسید ہے کیونکہ وہ ضحاکی بارگاہ میں مقرب ہے اور میں اس امر کے لائق نہیں کہ خدا سے کوئی نانکی ہات کیوں تو یہ صوت جائز ہو گی کیونکہ اعمال کی بنیاد نیت پر ہوتی ہے اور انسان کو نیت کا اصل ملتا ہے خدا دینے والے اور بُنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا عظیّہ تقیم کرنے والے ہیں اور یہ دستور چلا آیا ہے کہ فقیر اور محتج تقیم کر زیوں کے پاس پہنچنے ضرورت پڑیں کیا کرتے ہیں اور صلی اللہ علیہ وسلم سنن کی خدمت میں پڑیں نہیں کرتے۔ اسی بحث سے ایک اور مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غائب کو پہنچانا صحیح ہے یا ناجائز، مخالف ہے کہ ناجائز ہے کہ غائب کو پہنچانا جائے اور جو شخص اپنا عقیدہ رکھتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ غائب کے نقطے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ آیا وہ آدنی بونظر سے غائب ہو یا دل سے غائب ہو؟ اگر تم نظر سے غائب مراد یتھے ہو تو نہایتی نظر سے غائب ہے کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ خدا کو نظر دریافت نہیں کر سکتی اور وہ بندوں کی نظر کو دریافت کر لیتا ہے۔ تو کسی مخالف کو یہ کہنا ہاجائز ہو کا کہ وہ کہے اے اللہ اگر مخالف کی مراد اس نقطے سے وہ غائب ہے جو دل سے پوشید ہو تو خدا تعالیٰ توہراً ایک کے تسبیب میں حاضر ہوتا ہے اور کبھی غائب نہیں ہوتا اور رسول خواصی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ایک مومن کے قلب میں

اَنْ كَانَ مِرْادُ الْعَالَمِ الْعَوْزَرَاعْنَى نَدَاءُ
لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ بِطْرِيقِ الْجَاهِزِ وَيَعْظِمُ
أَنَّ الْمَعْطَى وَالْمَانَعَ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى وَ
وَالْعَبْدُ لِصَالِحِهِ وَسَيْلَةُ إِلَى حَضْرَةِ قَدِيسِهِ
وَيَعْدُ نَفْسَهُ أَحْقَرَهُ مِنْ إِيمَانِهِ
رَبِّهِ فَذُلَّتْ جَائِزَاتُ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّةِ
وَكُلُّ أَمْرٍ يُهَاوِي فَاللَّهُ تَعَالَى هُوَ
الْمَعْطَى وَالْتَّبْصِيلُ لِلَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هُوَ الْقَاتِمُ وَقَدْ جَرَتْ الْمَعَادُ لِلْعَقَرَاءِ
وَالْمُتَجَاجِينَ بِآظْهَارِ فَقْرِهِمُ لِلْقَاتِمِ
لَا أَمْعَطَى وَلَا يَنْفَعُ عَلَى هَذَا الْمَبْحَثِ
مَسْلَةُ جَوَازِ نَدَاءِ الْعَاقِبَةِ وَعَدْمِ جَوَازِ
قَالُوا لَا يَجُوزُ الْمَعَادُ لِلْعَاقِبَةِ وَهُنَّ
أَعْتَدُهُ فَقَدْ أَشْرَكُهُ بِاللَّهِ تَعَالَى قَدْنَا
عَامِرًا بِهِمْ بِالْعَاقِبَةِ مِنْ النَّظرِ
إِمَامُ الْعَاقِبَةِ عَنِ الْقُلُوبِ فَانْكَانَ كَانَ إِمَامُ
الْعَاقِبَةِ مِنْ النَّظرِ فَاللَّهُ تَعَالَى
عَامِرٌ عَنِ النَّظرِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
لَا تَدْسِرْ كَمَ الْأَبْصَارُ وَهُوَ
يَدْسِرُ كَمَ الْأَبْصَارُ فَلَا يَجُوزُ لِكَاهِمِ
أَنْ يَقُولُ يَا اللَّهُ وَانْكَانَ مِرْادُهُمْ
الْعَاقِبَةِ عَنِ الْعَلَمِ فَاللَّهُ تَعَالَى حَاضِرٌ
فِي قَدْبِكَلِّ هُوَ مِنْ بَرَدِ لِمِنْ بَغْلَبِ وَ
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْصَرَ حَاضِرَ فِي قَلْبِ

حاضر ہوتے ہیں اور غائب نہیں ہوتے ہیں ہون گئے
 ہی کو پکارتا ہے جس کے دل میں حاضر ہوتا ہے اور
 دل کا حاضر نظر کے حاضر سے بلا تار و مرغوب تر ہوتا ہے
 تو کوئی یاسنا قابض نہ رہا جس کو پکانا وہ ناجائز ہجت
 ہیں اور نحافین کا یہ کہنا کہ خدا توستا ہے مگر رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی پکار نہیں سنتے، قابل
 خود ہے۔ یہ مقام اس پر بحث کرنے کا نہیں اہم ہے
 سماع حقیقی میں اس کی کچھ تفصیل گند بھی پکی ہے اگر
 بالغ عن تسلیم بھی کیا جاوے کہ حضور علیہ السلام کسی کو
 پکار نہیں سنتے تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتاؤ کہ یادوں اللہ
 اغتشی کا فقرہ خداستا ہے یا نہیں؟ تو نامکن ہے۔
 کہ خدا نہ سنتے۔ تو حب وہ سنتا ہے کہ اس کا ایک بندہ
 اس کے میرے اس بے گزیدہ نبی علیہ السلام کو پکار دے،
 اور اس کے اس رسول علیہ السلام سے فرمایا کہ رہا
 ہے جو مونین پر کمال طور پر حمل ہے تو کیا خدا کا
 فضل یہ روانہ رکھیج کا کہ اس کی مراد پیدا کرے۔ پس
 اگر تم اسے انتہے ہو تو ہمدادا مطلب بھی بھی ہے۔ اگر
 اکھار کرنے ہو تو کوئی صحیح دلیل پیش کرو۔ دیکھو
 ایک حدیث میں آیا ہے جو امام بخاری نے اپنی کتاب
 میں درج کی ہے کہ حضرت ابو هریرہ رضی رکھتے ہیں کہ
 حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ
 جو شخص میرے مقرب دوست سے عداوت کرے،
 میں اُسے رٹائی کا اعلان کروں گا۔ اور میری بائگا
 میں انسان کے لئے تقریب کا دستہ اس ہے ہڑکر

کل مؤمن بمرد لیں بغا شب فہو
 ینادی الى من في قلبه و حاضر
 القلب اعلى والحلی من حاضر النظر
 فما يهی للغائب محل یعنی عن
 اللہ اداء المیہ و اها قولہ هم
 فائلہ تعاونی یسمع دالنبي صلی اللہ
 علیہ وسلم لا یسمع ذنوبہ بحث
 لیس هذلا محل نشرہ و فند
 سبق فی مشلّة سماع الموتی
 نہیز اہمہ و آئن ستران النبي
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یسمع
 نخقول فائلہ تعاونی یسمع قول المغائل
 پا رسول اللہ اغثتو اوه لاسمع لا
 سبیل الى الشافی فاذ اسمع من عبدہ
 النذر ارجیب و صفتی و استغاثۃ
 بررسوله الذی هن بالمؤمنین مردف
 حییم الیس مقتضی کرمه الجفا مظلوم
 فان قلت نعم فهو المطلوب ان قلت
 لا فعليك بالبرهان و ایعنی في الحديث
 الذي اخرجه البخاری في صحيحه عن ابن عمر
 ان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لي ولیسا
 فقد آذنته بالحرب و ما
 تقرب الى عبدا بشی

نہیں کہ جو میرے فرائض ہیں ان کو وہ ادا کرے۔
 اسی طرح میرا بندوں کو افل سے میرا مقرب بنتا چلا جاتا
 ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں
 تو پھر میں خود اس کی قوت ساعت بن جاتا ہوں تو
 وہ میرے ذریعہ سے سنتا ہے اور اس کی بصارت
 بن جاتا ہوں تو وہ مجھ سے دیکھتا ہے اخن بساد خدا
 کا بڑا مقرب اس کے جیسا کہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے تو ثابت ہٹواد حضور
 علیہ السلام خدائی ساعت سے سنتے ہیں اور اسی کی
 بصارت سے دیکھتے ہیں تو پکارنے والا خواہ فریب ہو
 یا بعید اپ اس کی پکار کیوں نہ سنیں گے؟ کیونکہ قرب
 و بعد کا فرق تمہارے متعلق ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام
 کے متعلق نہیں ہوتا۔ اس کا مشاہدہ وہ شخص کر سکتے
 جس کی دونوں انکھوں میں نورِ الہی کا سرمه لکھا ہوا ہو۔
 ممتاز فیہ سائل ہیں سے ایک مسئلہ قبور انبیاء اور ایسا
 کی زیارت کا ہمی ہے۔ بخافین کہتے ہیں کہ زیارت
 قبور کے لئے سفر کرنا بعثت ہے۔ اگرچہ وہ قبر رسول
 نہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہو۔ بعض کہتے ہیں وہ شرک
 ہے۔ بہر حال ان کا آپس میں بڑا اختلاف ہے مجھے علوم
 نہیں ہوتا کہ وہ کسے تامہت محمدی کو مشک بنانے کی
 جرأت کر رہتے ہیں جو ہمید رسالت سے لیکر اب تک پڑی
 آئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مریٰ
 اُمت گمراہی پرتفق نہ ہوگی اور اس جماعت پر خدا کا اہم
 اور پر علوم ہے کہ جو شخص کسی مومن کو یہ لفظ کہتے ہے فراز

احب الی حما افتقرتہ علیہ کیا ذوال
 العین یقترب الی بالنو اقل حتی
 احیینته فاذا احیینته کنت سمع الذی
 یسمع به و بصر الذی یبصر به المحدث
 دایی اقرب الیه تعالیٰ من جمیع
 صلی اللہ علیہ وسلم ثم اذا صمع بسمع
 تعالیٰ و بصر بصره تعالیٰ فكيف
 لا یسمع من يناديہ من قریب او
 بعيد فان ذرث القرب والبعد اما
 هو باعتبارنا لا باعتباره صلی اللہ
 علیہ وسلم و هذ ما شاهدہم لکن
 عینا بصیرتہ بالتوسر الالھی انتہی
 و هن تلک المسائل هشیة زیارة
 قبور الانبیاء والادیاء قال الوا
 السفر لزیارة القبور و انکان
 قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بدعتا و شرک باختلاف اقوالهم
 دعا دری کیف یجترؤن علی شرک
 جمیع الاممہ من لدن نہمۃ صلی
 اللہ علیہ وسلم الى هذیا الوقت و
 قد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لا یجتمع امّتی على الصنایلة
 و دین اللہ علی الجماعۃ و معلم ان
 هن قال لاخیر المؤمن یا کافر

تو ان دونوں میں سے ایک فرو رکھریکہ مرنے ہے والی اللہ (عاصمہ)
ہن سے قطع نظر کر کے کہ زیارت قبور کے متعلق کہی ایک
احادیث وارد ہیں اور اہل علم کے تحقیقی قول بھی موجود ہیں
ہم کہتے ہیں کہ کیا خدا نے یوں نہیں کہا کہ اے ہی جن لوگوں
نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آ جاتے تو
اللہ سے معافی مانگتے اور آپ خدا کے رسول بھی ان کے لئے
مغفرت طلب کرتے تو وہ مزدود خدا کو مہربان اور قبول
کرنے والا پاتے۔ اب تم ہماؤ کیا اس آیت میں خدا نے
رسول کی زندگی کی شرط لگائی ہے؟ جیسا کہ اس کی
تاویل کرتے ہو۔ یا یہ شرط لگائی ہے کہ آنے والادوہ جو یہ
نزویک جیسا کہ تمہارا خیال ہے۔ نہیں نہیں۔ آیت
عام مفہوم رکھتی ہے۔ خواہ زندگی میں کوئی آئے یا آپ کی
وفات کے بعد۔ پھر وہ خواہ قریب ہو یا بعید قدم ہو
 موجودہ امت کا اتفاق ہے کہ زیارت قبور جائز ہے اور
قبور مصلحتی اور کی ترغیب دینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ یاد
قبور میں میت کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے (کیونکہ اس
کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے اور قرآن کا ذکر
دیا جاتا ہے اسی درج کو) اور زائر کو بھی فائدہ ہوتا
ہے کہ وہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور روت کی تیاری کرتا ہے
اور خدا کے نیک بندوں کی رویں ہار گا۔ الہی ہیں اسکی
شفاعت کرتی ہیں۔ مگر جو کچھ جاہل وہاں جا کر کرتے ہیں
شناور کو سجدہ کرنا یا اس کا طواف کرنا۔ تو وہ بہر حال (عاصمہ)
ہوتا ہے اور اہل علم کا فرض ہے کہ ان کو آداب زیارت
کی تعلیم دیں اور اہل زیارت سے مخالفت نہ کریں کیا

فقد باع به احد هما فاني الله المشتكى
فقط بعض النظر عن الاحاديث في باب
زيارة القبور دا توال المعلماء نقول
اما قال الله تعالى ولو انهم ذظروا
انفسهم جاؤك فاستغفرونا الله
استغفرون لهم الرسول لوجه الله
توا بآر حيما فهل قيد سبحانه تعالى
جعيتهم في حال الحيوة كما اذ لوها و حل
قيد بجيئهم من قریب او بعيداً كما قرر
بل هي عام الدلاله في حياته وبعد مماته
من قریب او بعيداً اجمعاً كلاماً قد يجا
و حد مثنا بجوانز زيارۃ القبور د
تقعیب نزیارۃ قبور الصلحاء فعن
زيارة القبور نفع للهیت بالذ عامله
بالمغفرة واهداء تواب القراءة لعم
ونفع للتراء بالتنقظ والتهیی للموت
و شفاعة اصحاب الصلحاء في حق
شریعہم و کا عبرة بفعل بعض الجهل
من الجحود لقبور الاولیاء او
انطوات بالقبور فان كل منها
حرام واللازم على اهل
البصرة ان یعلم و هم
اداب الزریارة ولا یمنعون
من اصل الزریارة الا تزی

تم نہیں دیکھتے کہ جب نابینا مسجد میں آگر نماز پڑھتا ہے اور قبلہ مُرخ نہیں ہوتا۔ تو دیکھنے والے کا کیا فرض ہوتا ہے کہ اُسے بتائے اور اس کا مُرخ قبده کی طرف کرے یا یہ فرض بوجگا کہ وہ اسے نماز سے روک دیں۔ مگر ان کی یہ دلیل کہ حدیث ہیں ہے کہ تین مسجدوں کے بغیر کسی اور مقام کی طرف سواری پر سفر نہ کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مساجد سے مخصوص ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کی بعض روایات میں مسجد کا فض لفظ موجود ہے۔ چنانچہ تپ نے فرمایا ہے کہ کسی مسجد کی طرف شمشاعل یعنی سفر نہ کیا جائے سولئے تین مساجد کے اور تحدیدت اور جہاد وغیرہ کی طرف سفر کرنا خود شرعاً شریف میں فرمایا گیا ہے جس کا امکان مبتداً ہرم ہوتا ہے اس کو کسی نہیں کر سکتا۔ دیکھو خدا کا حکم ہے کہ مقام ابراهیم صاحبین کے آثار میں سے ہے۔ تو جب ایسے آثار صاحبین میں نماز ادا کرنے کا حکم ہے تو ان کے مزارات کے سبق نہیں، امامت کے لئے کیا خجال ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے مزارات شریف نمازی کے قبلہ کی طرف نہ ہوں۔ سنائز فہرست مسائل میں سے ایک مسئلہ شفاعت کا بھی ہے۔ بخاری الغین کہتے ہیں کہ شفاعت ناممکن ہے کیونکہ شفاعت آسی صورت میں ہو سکتی کہ شافع ہو۔ یا خدا کا محبوب ہو اور یہ دونوں مرضا کے پیارے محال ہیں۔ تیسری صورت شفاعت بالاذن کی ہے اور یہ گونئی شفاعت کے برابر ہے۔ کیونکہ یہ تو

لوان ضریباً فاقد البصر دخل مسجد
وصلى الى غير القبلة فالذریم على
أهل البصيرة ان يعلمه و ديجولوا
ووجهه نحو القبلة او يمنعونه من الصلوة
اصلها استدلالاً لهم بحديث لا
تشد الرجال الا الى ثلاثة مساجد
فانه مخصوص بالمساجد كما ورد في
بعض روايات الحديث لفظ المسجد
يقوله عليه الصلة والسلام لا
تشد الرجال الى مسجد الا الى
ثلاثة مساجد فان شد الرجال
الى التجارات والغرفات و نحوها
ها هو الشرع الشريف وكذا نكارة
الا المحادل الغبي قال الله تعالى و
اخذ داهن مقام ابراهيم مصلى و
مقام ابراهيم هن اثمار الصالحين
فاذا كانت الا ثمارها موسرا بالصلة
فيها فاقتنى وبصر اصحاب الشرفية
اذا مر تكون القبور معاذية القبلة
و هن ملك المسائل مسئلة الشفاعة
قالوا الشفاعة غير حكمة فانها لا تكون
الابان يكون الشفيع و جيهما عند الله
تعالى او يكون محبوبا بالله تعالى دهن
معاذية في حق الله تعالى والثانية الشفاعة

کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی نہ صنیرہ گناہ پر اصرار کرنے والوں کے لئے ہوگی اور چند صنیرہ گناہ دالوں پر خدا خود ہی رحم کر دے گا جبکہ توہہ اور نہادت ان کے ساتھ ہوگی۔ تو خدا بھی کسی سبب کے بغیر ان کو معاف نہیں کر سکتا بلکہ جسے چاہے معاشر کر دیجتا اور جسے چاہے گا شفاعت کی اجازت دیجتا (ان کا عقیدہ یہاں ختم ہوا) مگر نہیں پہلے توہہ کہتا ہوں کہ وجیہ اور محظوظ کی شفاعت ممکن نہیں ہے خدا کے نزدیک بلکہ ضروری ہے نہ اس لئے کہ خدا شفیع سے ڈریگا اور نہ اس لئے کہ خدا اپنے محظوظ کو نارا من کرنے سے درود نہ ہوگا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے محظوظ اور اپنے خاص بندوں پر خاص فضل و کرم کر سکتا (دوم) بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت بارگاہ الہی میں از روتے قرآن ثابت ہے اور آپ کی محبوست بھی ثابت ہے۔ ارشاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا و آخرت میں وجیہ ہیں اور مقربین بارگاہ الہی میں میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے کہ جو الزام مخالفین دیتے تھے۔ اس سے خدلنے آپ کو بھی کر دیا اور آپ خدا کے دربار میں وجیہ تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجیہ اور مقرب بارگاہ الہی ٹھیک ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کے سب سے بڑھ کر حقدار ہوں گے۔ کیونکہ ارشاد ہے کہ آپ پر خدا کا فعل بہت بڑا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد ہے کہ

بِكَلَذِنِ فَهُنَّ كُلُّ شُفَاعَةٍ لَا تَكُونُ لَا هُنْ
الْكَبَائِرُ كَالْمُصْرِيُّونَ عَلَى الصُّفَاعَاتِ
وَبَعْضُ الصُّفَاعَاتِ أَنْ قَاتَلُهُمَا التَّوْبَةُ
وَالنِّدَامَةُ فِي رَحْمَةِ رَبِّهِ وَلَا يُسْتَطِعُ
الْعَفْوُ بِلَا سَبِبٍ فِي كَلَذِنِ لِمَنْ يُشَاءُ
بِشُفَاعَتِهِ وَيُغْفَرُ بِرَحْمَتِهِ إِنَّمَا عَقِيدَةُ
أَهْوَلِ الْأَدَارَةِ نَسْلَمُ بِشُفَاعَةِ الْوَلِيِّ
أَوَ الْمُجْبِنِ مَعًا لِمَنْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى الْحُنْفَةُ
مِنِ الشَّفَعِ وَلَا لِأَنَّمَا مِنْ عَدَمِ رِحْنَاءِ
مُحْبُوبٍ بِلِ بَحْصٍ وَعِنْلَهُ وَكَرْمٍ عَلَى
رَسُولِهِ وَخُواصِ عِبَادَةِ وَقَانِيَّةِ
شَبَوتِ وَجَاهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي حَضْرَةِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَ
مَجِيئَتِهِ لَهُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّ
سَيِّدِنَا عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجِئْهَا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَهُوَ الْمَقْرِبُ بَيْنَ دُقَبَّلَتِ
اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّ سَيِّدِنَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَإِنَّمَا اللَّهُ عَمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ
وَجِئْهَا فَإِذَا كَانَ سَيِّدِنَا عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَسَيِّدِنَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجِئْهُمْ وَ
هُنَّ الْمَقْرِبُونَ فَسَيِّدِنَا مَارِسُولُ اللَّهِ
صلِّى اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ أَوْلَى دَاحِقٍ
بِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَنِي وَكَانَ
فَصَنَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ عَيْنَهُمَا وَقَالَ تَعَالَى

قل الکنتم تحبون اللہ فاتّبعوني
 محبوبکم اللہ فاذا كان التابع له
 محبوبًا عند اللہ تعالیٰ افلا يكون
 المتبّع محبوبًا عند اللہ تعالیٰ و قال
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا
 حبیب اللہ فاذا ثبت وجاهته
 عند اللہ تعالیٰ ومحبته
 مولا له فای مالع من قبول
 شفاعته و قال صلی اللہ علیہ
 وسلم اعطيت الشفاعة قال اللہ
 تعالیٰ عسی ان یبعثك ربك
 مقامًا حمودا واجمع المفسرون
 بان المراد بالمقام الحمود هو الشفاعة
 الکبرى رجعنا الى القسم الثالث
 من الشفاعة فقول أولاً أن الاستغفار
 وطلب المغفرة لاحد هو الشفاعة
 وقد امر اللہ تعالیٰ انبیاءه
 عليهم الصلوٰة والسلام
 بطلب المغفرة لاممهم
 قال سیدنا ابراهیم عليه
 نبیتنا وعلیہ السلام ربنا
 اغفر لى ولوالدیت و
 للهؤمنین یوم یقوع
 الحساب و قال سیدنا

آپ فرمادی کہ اے مومنین اگر قدم خدا کے محبوب بننا
 چاہئے ہو تو میری تابعی کرو تب خدا تعالیٰ
 تم کو بھی اپنا محبوب بنائے گا۔ خیال کر کہ جب
 تابع محبوبِ الہی ہوا تو متبوح کیوں محبوبِ الہی نہ
 ہو گا۔ حالانکہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ میرا خطاب محبوبِ الہی ہے۔ تو جب پکی
 وجہت خدا کے دربار میں ثابت ہے اور خدا کی
 مجہت بھی ثابت ہے تو آپ کی شفاعت کے
 منظور ہونے میں کیا کسر باقی ہے اور آپ نے
 یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھے خاص طور پر شفاعت کر
 کا مرتبہ عطا ہوا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ غقریب خدا آپ کو مقام محمود پر پہنچا دیجاتا
 اور تمام مفسرین کا اس پر تتفق ہے کہ مقام محمود
 سے مراد شفاعت کبریٰ اور عالم شفاعت کا
 مرتبہ ہے۔ اب ربی شفاعت کی تیری قسم و
 اس کے سبق ہم یوں کہتے ہیں کہ شفاعت کا
 مطلب ربی یہ ہے کہ کسی کے لئے استغفار اور
 طلبِ مغفرت کی جائے اور یہ ثابت ہے کہ خدا
 تعالیٰ نے خود اپنے انبیاء علیہم السلام کو حکم دیا
 ہوا ہے کہ اپنی اپنی امت کے لئے خدا سے مغفرت
 طلب کریں۔ چنانچہ حبِ حکم خداوندی حضرت
 ابراہیم علیہ السلام درست پہ عاہو کر فرمتے ہیں کہ
 اے ہمارے رب مجھے بخشن۔ میرے والدین کو بخشن
 اور مومنین کو بخشن جس دن کہ حساب کا محکم قائم ہو گا

جناب موسی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا ان شرکتی
ہمارا سرپوت ہے ہماری مغفرت کراو رہ پر عمر
اور تو تمام مغفرت کرنے والوں سے بہتر ہے اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یا اللہ اگر
میری امت کو تو عذاب کرے تو کوئی چارہ نہیں۔
کیونکہ وہ تیر سے بندے ہیں اور اگر تو ان کو عذاب
کر دے تو یہ تیری شان کے شایان ہے کیونکہ تو
عذاب حکمت کا مالک ہے دیکھو آپ نے کن نرم
نھٹوں میں مغفرت طلب کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے
خانے پنچے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد
کیا ہے کہ اپنی امت پر نہ انجانہ اور دعا می خیر
کر دی کیونکہ آپ کی دعا می خبر ان کے لئے باعث
تسکین ہے پس یہی حلم امراء ماذن بالشفاعة
ہے۔ چھار شاد بے کجب انہوں نے اپنی جان
پر ظلم کیا ہے پس اگر آپ کے پاس آ جاتے۔
اور خدا سے معافی مانگتے اور آپ بھی بھیثیت
رسول اللہ ہونے کے ان کے دامنے معافی مانگتے
تو وہ ضرور دیکھتے کہ خدا تعالیٰ بڑا ہر بان اور
تو یہ قبول کرنے والا ہے پس انبیاء و ملیکوں علیہم السلام
کے استغفار کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنی امت
لئے شفاعت کریں۔ چنانچہ خدائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
میری مسلم کو ارشاد کیا ہے کہ اپنی کوتا ہیوں کی
پر وہ پوشی طلب کر دا اور زدن دمواہل ایمان
کے لئے مغفرت طلب کر دی کیونکہ خدا تو تمہارے

موسی علیہ السلام فرماتا
و لیستنا فاغفر لنا و ارجمنا
دانست خیر الغافرین
وقال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
ان تعد بهم فائزهم عبادك
وان تغفر لهم فانك انت
العزيز الحكيم فطلب لهم
المغفرة بالطفت الافتاظ
قد امر الله تعالى حبیبه بقوله
و ضبل عليهم ان صلواتك
سكن لهم فهذا هو
الامر والا ذن بالشفاعة
وقال تعالى ولو انهم
اذ ظلموا افسرهم جاؤك
فاستغفر لهم و الله
استغفر لهم الرسول
لوجد و الله توابا
رسحیحا۔ فضل
لاستغفار بالرسول
معق الاشفاعة
وقال تعالى
 واستغفر لذنبك و
للمؤمنين والمؤمنات
والله يعسلم

حرکات و مکنات سے خوب واقف ہے پس امر بالاستغفار ہی اذن بالشفاعة ہے اور اذن بھی بڑے زور کا ہے کیونکہ امر کرنا اپنے دینے سے زیادہ زور ارجو تباہ سرف بھی نہیں بلکہ یہی دیکھو کہ فدا نے ان مسلمانوں کی تعریج بھی کی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ جامیں ایمان بعد میں آئے وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ میں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخشے جو تم پہلے ایمان لے پکی پیرا رشاد ہے کہ اب بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضلاًّا کپو اتنا دیکھا کر اپر رہنی ہو جائیں گے اور خدا کا وہ سچا ہیں خدا و معا کی سُجا شنس نہیں کیونکہ ہیں نے خود کہا ہے کہ اسدا پہنچ سو لوں سے وحدہ خلائی نہیں کرنا۔ سی و نو پہ بھروسہ کرتے ہوئے حضور مولیٰ سلام نے ذمایا ہے (فضل ماضی) کے نظروں میں، کہ مجھے شفاعت کا عجیبہ دیا گا اپنے ہے جسم بھی پوچھتے ہیں کہ اسے اس بیان کیا تمہیں نہیں دعا نہیں کر کر تے کہ یا اللہ مجھے بخشی میرے والیں کو بخش اور قیامت سے دون مسلمانوں کو بھی بخشی۔ بـ بتاؤ تم کو دعا یہ مغفرت بنتے کئی نہیں اجازت دی ہے رتم والیں اور مسلمانوں کیلئے دعا یہ مغفرت کرتے ہو ؟ یہی بتاؤ کہ کیا یہی طلب مغفرت شفاعت سے ہے ؟ پس اگر تم یوں کہو کہ فدا نے ہیں اجازت بخشی سے تو ہم پوچھیں گے کہ یہ سکتا ہے کہ تمکو شفاعت کی اب زست ہوتا کہ اہل ایمان کے لئے طلب مغفرت کر دا اور فدا نے اپنے جھیکہ بگزینیا نہیں صلی اللہ علیہ وسلم و اجازت بخشی ؟ اگر قیامتے پاس کچھ صداقت ہے تو یہ دعویٰ کی کوئی دلیل پہنچی کر دے۔ بـ ہم کا یہ قول کراہی ہے کہ مركبیت شفاعت نہ ہوئی اور نہ ان یہیں

منقلبکم و مثوا کم غلیم الامر بالاستغفار
الا الاذن بالشفاعة رب اوكد الوجه
لان الامر او كذا من الاذن بل مدحه
تعالى عالم المؤمنين بالاستغفار
الاخوان من المؤمنين بقوله تعالى و
الذين جادوا من بعدهم يعلومنا ربنا
اغفرونا و لا يخواننا الذين سبقوتنا
بالإيمان وقال تعالى و سوق يعطيك
مرتبك فترضي و وعده الله حق لا يمكن
الخلف ولن يخلف الله وعده فصلمه
فاعلموا النبي صلی اللہ علیہ وسلم على
و قد مررت على اعيضت الشفاعة
بلفظ المأفتی و نقول لهم اما تقولون
ف صداقتكم ربنا اغفر لك ولو الدليل و
للمؤمنين يوم يقعهم الحساب فعن اذن
نكر في دعاء المغفرة ولو الدين و
للسؤال من السير هذا الدليل شفاعة
فإن قلتم اذن لنا اشار عن قول
اذن الشفاعة بالشفاعة لكافة المؤمنين
ولو ياذن لجبيبه و صفيه صلی اللہ
علیہ وسلم ها و مسلما ها تو ابرها نظر
ان كنتم صادقين و آما
قولهم الشفاعة لا تكون
لا هل الکبائر دلا للمسئلين

جو گناہ صیغہ پر مادامت کرتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ
قل خدا پر بہتان اور زبردستی کا حکم ہے۔ کیا خدا نے یوں
نہیں کہا کہ بیشک خدا تمام گناہ بخشدی تلبے۔ ہاں خدا تعالیٰ
کہ گناہ نہیں بخشدی کار اسکا کسی کو شرکیں نہایا جائے اور اس
کے بغیر جسے چلے، جو گناہ بھی ہوں سب بخشدی کار اور شفاعت
گئے قیامت کے دن وہی ہو گی جو تمام حقوق کی ہوگی۔ اسی
کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ اے نبی "خدا تعالیٰ عنقر"
آپ کو مقامِ محظوظ پر پہنچا دیجگا اور یہ شفاعت کبریٰ ہاڑنی کیم
صل اشہ علیہ وسلم کے ہی حصے میں ہے اور آپ نے منصہ
پس مقائفین کا یکلام کا ذانِ الہی کے بغیر کوئی شفاعت نہیں
کر سکتا اور انکا اس آیت سے دلیل یکٹا نہ کون وہ ہے کہ جلا
اچانت خداوندی اللہ کے پاس کسی کی شفاعت کرے۔
و دلو اور صحیح بین اہان میں فرد بھر شک نہیں گیریا یا
سچ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن پیشافت
ہو چکا ہوا ہے بلکہ اس سے بڑھکار با شفاعت بھی ناہ ہو چکا ہے
چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ آپ ان کے لئے دل ٹھیک رکیں
کیونکہ آپ کی دعائے خیر ان کے داسطے تسلیم ہے۔ چنانچہ پیدا
حمد چکا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ نکن و مردابلیاں کئھئے
آپ دعائے مغفرت کریں۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا ہے
کہ مجھے شفاعت کبریٰ کا عطا ہے دیجا چکا ہے اور اس حدیث
کے باقی اجزاء یہیں کہ مجھے پانچ عطا ہے عطا ہوئے میں اور مجھ
سے پہلے کسی کو نہیں دیجئے۔ اول میرے رہیے میری
اداد کو تھی ہے۔ دوم یہ کہ تمام سلطنت میں میرے لئے وصولاً
ندز کی جگہ مقرر کر دی گئی ہے۔ سوم فاص بھیے غیبت کا مال
حلال

عَلَى الصَّفَا مُرْقَدْ لَكَ تَحْكُمْ دِيْنَهَا
عَلَى اللَّهِ تَعَالَى أَمْرَاقَالِ اللَّهِ تَعَالَى
إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ بِجَمِيعِهَا وَإِنَّ اللَّهَ
لَا يَغْتَرِبُ مِنْ مِسْرَكَ بِهِ وَلَا يَغْتَرِبُ مَادَّا
ذَلِكَ مِنْ لِيْسَهُ وَالشَّفَاعَةُ الْمُنْتَهَى
الَّتِي تَكُونُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِكَافِتِ الْمُعْلَمَاتِ
الْمُشَارِبُ عَلَيْهَا بِعَوْنَهِ تَعَالَى عَسَى إِنْ
وَبَعْدَكَ سَرِيلَتْ مَعَقَامَ الْمُحْمَدِ وَالْمُ
خَصَصَهُ بِبَيْدَ نَارِ سُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَوْلَهُمْ لَا يَسْتَعْنُ أَحَدٌ
إِلَّا بِإِذْنِهِ مُسْدَلِيَنْ بِعَوْنَهِ تَعَالَى
مِنْ ذَا الَّذِي يَسْتَعْنُ مِنْهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ
صَحِيحٌ لَا شَكٌ فِيهِ وَقَدْ أَذَنَ اللَّهُ
تَعَالَى لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِلِ امْرِهِ بِالشَّفَاعَةِ بِعَوْنَهِ تَعَالَى وَ
صَلَّى عَلَيْهِمْ إِنْ صَلَوَتْكَ سَكَنَ لَهُمْ
وَدَقَوْلَهُ تَعَالَى وَاسْتَغْفِرَلِلْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ كَامِرَفِلَنَأَقَالَ
عَلَيْهِ مَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَعْظَمُ
الشَّفَاعَةِ دَّيَّامِ الْمَدِيْنَةِ هُصِيتَ
خَسَا لَهُ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلَنِي
نَصَرَتْ بِالرَّهْبَ وَجَعَلَتْ لِي الْأَمْرَ
مَسْبِرَ ۚ وَ طَهُوْرَ ۚ وَاحْلَتَ
لِي الْغَنَامَمَ وَ لَدَ حِيلَ

کرو یا کیہے ورنہ مجھ سے پہلے کسی بُنی کو اسکا استعمال جائز
نہ تھا چنانچہ عام شعائر کا حق دیا گیا ہے پنج بُنیں
عام مخلوقات کی طرف رسول بن اکرم جبی اگر ہوں (یعنی حدیث
بخاری وسلمہ میں ہے) بخال الغین کا یہ قول کہ خدا تعالیٰ بُلے
سعافی نہیں دے سکتا۔ بالکل غلط ہے اور ہم کہتے ہیں
کہ پہلے تو یہ قول ان میسایوں کے کلام سے ہی بُرحد کر
سیو ہے جنہوں نے حضرت پیغمبر مصلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ
یہ راب آسمان سے ہمارے ہے کہا نہ تار سکتا ہے؟
کیونکہ میسایوں نے خدا کی قوت میں شک پیدا کی
نہیں لے سو ایسے فقرہ پیش کیے۔ ان وحیوں نے یقین
کر ریا ہے کہ خدا کو قدرت ہی نہیں کہا پناہ بھی پیدا
سکتی ہے۔ وہم یہ کہ بندہ اپنا حق بذا وجہ معاشر کر سکتا
ہے بلکہ صرف کرم اور بہریانی سے سعاف کر سکتا ہے اور
ان سکنند دیکھ دکھا کو یہ طاقت نہیں۔ حالانکہ وہ جو چاہے
کر لے ہے، اس سے کوئی چون وچرانہیں۔ دیکھو یہ ان کی
توحیہ کا نتیجہ ہے اور یہ نہیں۔ بد کی تعظیم کا ثمرہ ہے نہیں
نہیں، بلکہ وہ مگر اس ہو گئے۔ یا اللہ تو ہمارے دل کو
راہ دراست سے نہ پھر، بعد اس کے، تو نہ ہم کو سیدھی
راہ دکھانی ہے۔ مختلف فیہ مسائل میں سے مر من
اور میلو و نبوی کا مسئلہ بھی ہے۔ جو مفتریہ اوقات میں
خانے جاتے ہیں۔ بخال الغین کہتے ہیں یہ حرام ہیں جو عرب
وقت کے اور بیجا میں میلا، فعل بیوہ سے مشاہد ہیں مگر
ہم کہتے ہیں، راگر اصل حقیقت عرض کو من nouع ہیں متنی
مساکین اور حاجتمندوں کو کھانا کھلانا تائیں ایصال ہے۔

لَا حَدْقَبِيْ وَ اعْطَيْتَ الشُّفَاعَةَ
وَ يَعْتَصِمُ بِنَاسٍ عَاهَةَ مَغْرِبِ عَلَيْهِ۔
وَآمَا قَوْلَنَا لَا يَسْتَطِعُ تَعَالَى شَانَةَ
الْعَفْوِ بِلَا سَبِبٍ فَنَقُولُ أَذْلَاهُ
الْقُولُ أَشْنَعُ مِنْ قُولِ الْمُضَارِيِّ
هُلْ يَسْتَطِعُ رَبُّكُنَا أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْنَا
مَا أَدْهَمَ السَّامَدَ لَأَنَّ الْمُضَارِيَّ
تَقْدُدُ فِي الْإِسْتَطَاةِ بِخَاءُ الْمَلْفُظَةِ
هُلْ وَهُنَّ كَادُوا يَقْنُوُا فِي عَدَمِ
الْإِسْتَطَاةِ فَقَالُوا لَا يَسْتَطِعُ الْعَفْوُ
بِلَا سَبِبٍ وَثَانِيَاً إِنَّ الْعَبَادَ يَسْتَطِعُونَ
الْعَفْوَ بِلَا سَبِبٍ بِلِ بَحْرِ الْكَرَمِ وَاللَّهُ
بِسْمِهِ وَ تَعَالَى لَا يَسْتَطِعُهُ هُوَ
تَعَالَى فَعَالَ لِمَا يَرِيدُ لَا يَشَلُ عَلَيْهِ
يَفْعَلُ فَنَذَرَهُ نَيْتَعَهُ تَوْحِيدُهُمُ اهْدِيَّ
مَعَ رَبِّهِمْ بِلِ زَاغُوا فَأَزَّعَ اللَّهُ
فَلَوْبُهُمْ رَبُّهَا لَا تَزَعُ قَلُوبُهَا بَعْدَ
اَنْهُدُيْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتُمْ مُلْكُ الْمَلَائِكَةِ
مُلْكُهُ اَمْرُ اَمْرِ الشَّافِعِيِّ وَ مَوْلَدُ الْبَنِيِّ مَلِيْلُ اللَّهِ
وَ مُلْكُ اَدْوَاقَاتِ الْمَعْلُوَةِ قَالُوا حَرَامٌ
بَعْيَدُنَ الْادَقَاتِ وَ الْمَرَالِيدُ عَلَيْهِ يَشَبَّهُ
فَعَلَ لِمَنْ نَوْدَ فَقُولُ أَنْ مَنْعَوْنَفُسُ الْمَعْرَافَ
يَعْنِي اَطْعَامُ الْمَطَاعِ لِلْمَاكِينَ وَ ذُرْعِي
الْمَحْاجَةُ بِنِيَّتِي اِصْمَالُ الْمَثَوَابِ

ہو تو یہ کچھ بھی ہو گی اور شرع کا خلاف ہو گا کیونکہ انہوں نے حکم دیتا ہے کہ سوال اور غیر سوالی حاجت نہیں کو کھانا لکھا لو
یہ بھی فرمایا کہ جو مال ہم نے تکریہ یا ہے۔ جس سے خرچ کرو اللہ
کی ماہ میں مشیرہ اس کے کو وہ ملن گئے جس میں زخیرہ فرد
ہو گئی نہ دوستانہ کام ہے مگر اور تمہارے کسی دوست کی مختار
کام آئے گی۔ یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ تم اشکنی میں خرچ کرتے
ہو یا نہ دیتے ہو خدا سے چاہتا ہے۔ یہ بھی رشداد ہے کہ
نمایا نے ناماغہ ادا کرو اور نرکو ادا کرو اور انہوں کو قرض مندو
اور جو خیرات تم پڑھ لئے پیشی ہیجو گے اسے فدا کے پہاڑ
بہتر پاؤ گے اور اسہا ثواب بہت یاد کے۔ یہ بھی فرمایا کہ مون
کھانا لکھا لو تے ہیں سکینوں اور قیسموں اور قینوں کو اگرچہ
ان کو خود اس لکھنے کی خواہ ہے۔ اگر کافیں قینوں و
کی وجہ سے عرصہ کو حرام کہتے ہیں تو غلط ہے کیونکہ تعین
وقت امور مباح میں مُفرز نہیں ہوتی۔ اسے تم یہ نہیں
دیکھتے کہ حضور مولیٰ رسول اللہ نے یوم عاشورا کے روز و کاپی
امرت کو حکم دیا تھا اور شوال کے چھوڑوں کا بھی حکم دیا
تھا اور دوسرے کو نماز تہجد کا حکم دیا تھا، و مصلوٰۃ شرافق کا اور
صلوٰۃ صحنی کا اور ان سب کے اوقات متین ہیں اور حکم دیا کپیا
کے بعد ساتویں ذریعے کا عتیقہ دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ ان
سب ہیں آپ نے وقت مرقر کر دیئے ہیں اور تعین وقت
میں ہل عقصہ دیے ہوتا ہے کہ وہ گ بلا تخلف جمع ہو جیا کہ
اس کے سوا کوئی اور مقصود نہیں ہوتا۔ اگر وہ اسٹے منع
کرتے ہیں کہ متین کو ثواب نہیں پہنچتا تو یہ بالکل مغلوب ہے
ذرا سے عقل ہاتی ہے ذکری نظر تسلیم کرنی ہے اور ہمارے

فذا لک مکابرہ دخالفۃ الشرعا
قال الله تعالى واطعموا القاصف و
المعتز وقال تعالى انفقوا مما رزقناكم
من قبل ان ياقت يوم لا يبعض فيه ولا
يختدر ولا شفاعة وقال تعالى وما نفقة
عن نفقة ادنى نعمتم من نذر فالله
يعلمه وقال تعالى واقيموا الصلوة و
انتوا نركوة راقرهموا الله قرهنا لحسنا
وما تقدمو الا نفسكم من خير وحد وہ
عند الله هو خيرا واعظم اجر و قال
تعالی و يطهرون الطعام على حبه
ويتعاهدوا مسيرا و آن من عوها التعين
الاوقات فتعين الوقت لا يضرف
الامور لمباحثة الاتقى ان الشارع
عليه الصلوة والسلام امرا عامة بصوی
یوم عاشوراء و امر بصوی من شوال
واحر بالتهجد في اللیل و صلوة الافتراق
والضحى فـ الاوقات المعينة و اصر
بالحقيقة في اليوم السابع من ولادة المولود
وغيرها فـ تعین للامور المباحة او قادات
معينة دالـ مقصود من تعین الایام للامراض
احتمام الناس من النواحي بلا كلفة
لا غير و آن من عوها العدم ايصال الشوائب
فـ دللت باطل عقولا و نقللا و يقى في المقصود

اس مقصد (الیصال ثواب) کیسے ام سعہ کے کنوئیں کی
حدیث کافی ہے کیونکہ غیر کے عمل کا ثواب ہبھپا نابی
حیث و موت دونوں حورتوں میں جائز ہوتا ہے بلکہ سکا
لکھ ہو چکا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ قدرت نہ ہو تو غیر سے
حج کرنے میں شرعی حکم وارد ہے چنانچہ حضور علیہ السلام
حجۃ الاداع میں مقام فرد لفڑ سے واپس تشریفِ السعی ہے
تو ایک عورت نے یہی سوال کیا تھا اور بجاہ میلاد نے
موجودہ شکل میں خیر القرون کے وقت موجودہ تھیں جو اس
میں شک نہیں کر فیصل محسن ہے اور تمام اہل اسلام کا شرق
و مغرب میں معمول ہے سوائے فرقہ بنجیدی غیر مقلدین کے
اوہ یہ چھوٹ ہے لہجہ امریکا جو کو مسلمان محسن سمجھیں وہ
خدا کے نزدیک یہی محسن قرار پاتا ہے اور جیسے میلاد میں یہی
ہوتا ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ذکر کی جاتی ہے
یا آپ کی مدح میں خرچہ ہے جاتے ہیں اور بعد ازاں شاعر کا
پڑھنا شایستہ محاوا ہے بلکہ شایستہ نبوی ہے کیونکہ وائے
سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان
بن ثابت سے اپنے اشعار مدحیہ مسنا کرتے تھے اور کعب بن
زمیر سواد بن قارب وغیرہ سے بھی اپنے اشعار مدحیہ مسنا
اس لئے جو شخص یہ کہتا ہے رذک میلاد اور مدحیہ اشعار کا پڑھ
منوع یا ہر اے اور فعل ہیو دے و شہ شخص خود براہے اور
انہ مگاہ نبوی ہے۔ اب مجھے معلوم نہیں ہتا کہ وہ کوئی
سے ذکر میلاد کو منع کرتے ہیں اور بجاہ میلاد کے علاوہ کہ
ذکر میلاد کو منع نہیں کرتے مثلاً مسافر خاؤں کا بنانا
ذکر پسیا امور کو کیوں منع نہیں کرتے مثلاً مسافر خاؤں کا بنانا
یا ساجدہ کا سجدہ ایل بوئے سے یا قرآن مجید کو سہری حفظ

حدیث بیلام معدداً فان اهداً ثواب
العمل للغير حثاً و مقتضاها تزيل ما هو
باللاتری ان الجح عن الغير عند عدم
القدرة و زهد بر الشرع كذا اهل الشارع
عليه الصلة والسلام امرأة المسائلة
عند انصرافه من مرض لفقة عام حجۃ الاداع
داماً المواليد بعيتها الكنائیة فانها
وان لترکن في زهر خير القرن لكنه
امر مستحسن، معمول كافة المسلمين شرقاً
و غرباً الا في الفرقة المحدثة الغير مقلدة
وما رأه المسلمون هنا فهو عند الله حسن
وليس في قراءة المواليد الامد حسن
صلی اللہ علیہ وسلم و انشاد الشعر فمثلاً
صلی اللہ علیہ وسلم و قراءة مدد
سنة الاصحاب بل سنة النبومی اللہ علیہ
و سل لماری ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم
كان يسمع الاستغاثة المحدثة من حسان
بن ثابت وكعب بن زهير و سواد بن قارب
و غير هؤلئة يقول ان قراءة المولود
محظى ادمد حسن و فعل يشببه بهنود فهو
بنفسه مذموم و مطرد و ما ادري لا
حسب يمنعون قراءة المولود ما يمنعون
الامور المستحبة غير المولود كبناء المرايا طلت
ترميم المساجد بالنقوش و كتابة المقصاصات

سے لکھنا یا علم عقیدہ توجہ کا تعیم دینا یا عربی ملوم کی سعی
مثلاً صرف، نحو، فلسفہ، اریاضی وغیرہ یا زمانہ حال کے درج
بیان کا استعمال یا مختلف قسم کے کھلفے تناول کرنا جب
محل ہیں یہ سب مدعی ہیں وہ ان پر کوئی اصراف نہیں کرتے
حکم ذکر میں لا جسیں نہیں کیمی انسانیہ دللم کی ملادت کا ذکر
ہوتا ہے یا مہرات اور خرق عادات بیان ہوتے ہیں جو
آنکی ولادت کے وقت رہنمائی کئے تھے تو اسے حرام یا بدعت
 بتاتے ہیں۔ شاید مانعت کی وجہ صرف یہی معلوم ہوگی کہ ہم
علیہ السلام سے اطمینان جست کرتے ہیں اور یہ، خوب! آنکے
ساکن ہیں سے حضور علیہ السلام کے تصویر کا بھی منہج ہے جو نماز
میں بلا اختیار آجائے۔ بخاطرین کے اہم کا قول ہے کہ نماز
میں حضور علیہ السلام کا خیال کہانا نامنی کے لئے بخاطرین کے
خیال سے بھی پڑھے افہاس مقام بیان نے یہیک بخترین
جالوں کا ذکر کیا ہے جس کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس پر بخاطرین
کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم بسا ک کے مقابلہ پر
ادب کو ٹھوڑا رکھتے ہوئے ذکر کروں۔ اور انکا یہ عقیدہ بخترین
عقائد میں سے ہے۔ ایسے عقائد سخدا بھانے جب ہے کہ
پھر یہ حضور علیہ السلام کو خیر عالم بھی کہتے ہیں۔ مگر تم سوچو کہ جب
خیر عالم کا نیکے نزد کب یہ حل ہے تو وہ سرے انہیاً و صافیاً
کا کیا حال ہو گا جو آپ سے باگاہ و الہی میں کم درج پڑھتے ہیں
وہ بتائیں کہ جب وہ نماز میں داتخن اللہ اور ایم خلیل
پڑھتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تصویر کو کیا سمجھتے ہیں
یا جب نکثر اللہ مُوصی تکھیا پڑھتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے تصویر کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام

بالذہب تعلیم العلوم العقلیة
ذلک عربیۃ کا صرف والغفو والحكمة والریاضیۃ
ولبس ثیابہ درجۃ الوقت وائلۃ الاطفۃ
المسلونة فکل ذلک عباخ لا اعتراض عليه
لکن قراءۃ المولڈ الذی فیہ ذکر و کادۃ الیغفو
صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر مجزرا و خواص
عاداتہ عندہ ولڈۃ حرام و بدعة ولا یظہر
لمنه سبب الاجتہم لصلی اللہ علیہ وسلم
و هنّ تملک المسائل مسئلۃ تصویر و صلی
اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ قال اما مہم
تصویر علیہ الصلواۃ و المسلام فی الصلوۃ
اسواء من تصویر بہائم الصلی و ستموا
اخس انواع البہائم و انا لا اقدر ذکر
ما سموہ من البہائم فی مقابلۃ اسمه
الشریف ما ذباد هذه العقیدۃ من اشتعان
عقائدہم اعاذنا اللہ تعالیٰ منه ماد معد
یسمونہ بغير العالد فذا کان هذاحل
خر العالد فما ذا یکون حلہن کان ددنه
فی القرمہ من الانیاء و انصہ الحین و یکف
یتصویرن سیدنا الحنیف علیہ السلام
حین یقرؤن قولہ تعالیٰ فی الصلوۃ و اخذن
اللہ ابراہیم خلیلہ و یکف یتصویرون
سیدنا موسیٰ علیہ السلام حین یقرؤن و کلہ
اللہ موسیٰ تکھیا و یکف یتصویرون سیدنا عین

کے متعلق یہ آیت پڑھتے ہیں کہ کافی دجھا فی الدنیا و
الآخرة و من المقربین تو پسکے تصریح کو کر تصدیقیت
میں جاتے ہیں۔ اپر ایکی صیحت یہ مجھ سے کہ سادگی کو
حضور مدینہ الاسلام کی تعریف سے پورا کرنا۔ وہ آپ کی تعریف ہے کہ
بے یار آپ کا قرب ہی اور محبت ہیں علیاً کو تو سے جو شکر نہ
ہے کہ تم اشک اطاعت کراؤ۔ حس کے بھروسی الحاضر کو
جو رسول کی اہم تحریر ہے اسی فرمائیں اما امداد
آپ کی ہدایت کی وجہ سے کہ یہ خداوند کی پیاریت ہو تو اسی وجہ
کرو اور یہی فرمایا کہ سنبھال نہ کریں اپنے اپنے
بشریت اور خوبی کو ہمیشہ ہر خدا کی طرف بھلے ہو تو دشمنوں
چراغ بنائیں جو شکر ایجاد ہے یہی ذہنیات کو تم بسوں میں بخوبی
ٹالو۔ اپنے باہمی ایجاد کو جو کہ بلاد سے کی جائے تو
یہی فرمایا کہ تم بسوں کی خوبی کو تو فرکرو۔ اسی وجہ
کی کرے اور کیکھ اسکے تصریح کو دل سختا ہے جو اسی وجہ
کے خلاف تو تحریر ہے کہ یہ اور قوم آپ کی پیاریت کرنے ہے کہ اسی وجہ
آپ کے خواہ کو ہمیں کنور کر دیتی ہے۔ رحمۃ اللہ
تصور سے بھی دوسری خوبی ہے یہی اس قسم کی خوبی
کیا کہ ہے؟ اسی وجہ پر اسکے دلائل میں مرجع ہے
جب حضور مدینہ رسول کریمؐ رضی اللہ عنہ حضرت ابہ بکر علیہ السلام
کا وصیل نواحیہ مشرک کہتے تھے اسے آپ جو لوگوں کے ہیں
تو خدا تعالیٰ نے جو بڑیا کہ آپ۔ اسے نہیں بلکہ آپ کے
دشمن ائمہ ہیں۔ آپ دفعہ آپ سے کو دھنپا پر سلیمان
اسلام کئے تو ایش کو بلایا تھا۔ تو ابوہبیب نے خبر دعطا
پر کہا تھا کہ اسی کام کے لئے آپ نے ہیں دعوت

علیہ السلام حین یقرئُن فی الصلوٰۃ و
کان دجھا فی الدنیا و الآخرة و من
المقربین و جمیع القرآن مقصہ بحدہ
صلی اللہ علیہ وسلم و قربہ و محبتہ قال
اللہ تعالیٰ اهیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
و من يطع الرسول فقد اطاع اللہ
قوله تعالیٰ قل انکنتم محبتون للہ
فاتبعوني و قال تعالیٰ يا ایها البنی
انا ارسلناك و شاهد اوصیش اد
ندیرا و داعیما الى اللہ باذنہ مصرا جما
عنیرا و قال تعالیٰ لا تجعلوا دعاء
الرسول بینکم کرد عاصکو بعضا و قال
تعالیٰ و تعریفہ و تو قرده وهذا
تعریفہ علیہ السلام حد المفہوم حق
جعلوا تصویرہ اسوء من تصویر نہرہ نہ
و معدلا کی سمو الفضیلہ اهل العدیث
فاما اللہ و انا ایسے سراجون
و لکما مات ولدہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال المشرکون
صلی اللہ علیہ وسلم قال المسکون
صلی اللہ علیہ وسلم قال اسماش
من حبیبہ ایش شانشلہ هو
الابتر و لکما قال ابوالله
للتبی صلی اللہ علیہ وسلم
تبالک الہذا دعوتنا

دی تھی۔ فدا کرے تم جلد تباہ ہو جاؤ۔ اس پر فدا نام من
ہوا اور اپنے جمیل کی رفے کے جواہر یا کابوہ کے دلوہ تھے
تباہ ہونگا اور دخود بھی تباہ ہو گی۔ اب الصافیہ نہ
جلد تھے مجھے ایسا ہے کہ وہ خود قول دہایا اور قول اپنے
کا باہمی موازنہ کریں گے (قول دہایا ہے کہ خدا میں حضور
علیہ السلام کا تصویر فلاں بتریں جانور کے تصور سے بھی
زیادہ بڑا ہے اور ابوالعب کا قول یہ ہے کہ انبیٰ تو تباہ ہوئے
اور بتائیں گے کہ کس کا قول زیادہ بڑا اور بنام کرنیوالے
اوکس کا نہیں؛ ابوالعب کو تو یہ نہ اپنی کہ تبلات لکھ کر بھی
ہو گیا مگر ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جنہوں نے ایسے گدے
نعت کئے ہیں۔ افسوس وحی بند ہو چکی ہے دنہ ابھی فیصلہ
ہو جاتا ہے کہ نکاٹہ کون توڑ سکتا ہے جیسے لوگوں بھی کہتے
ہیں کہ خازی کو تشریفیں یوں کہنا جائز نہیں کہ انبیٰ پر
پر سلام ہوا اور آپ پر خطا کی رحمت اور برکت نزل ہو بلکہ یہ
فاسد سمجھ کر بچکر جاری ہے بھی پر سلام ہو۔ تاکہ حاضری اور خطاب
کے نفع سے پچ جائے۔ کیونکہ اس یہاں پر اشارہ ہے کہ آپ کی
روح بدارک حاضر ہو جاتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ جب فاسد کا
لغٹا اختیار کر لے سئے پہنچی حاضری نہ ہو گی تو تباہ کر جانی
السلام علی العقبی کہہ گا اور غالباً نفع سے آپ پر سلام و
دُو دلخیج گیا تو آپ کا تصریح ہے ایسا کیا؟ تعظیم و توقیر کی صورتیں یا
خدا اللہ امانت و تھیر کی شکل ہیں بیشگدہ تصور عزت و تقدیر
کے ساتھ ہو گا تو وہ بیوں کا ہوں توٹ جائیں گا کچھ روشن مسئلہ
یہ تقریب کیا ہے کہ بھی علیہ السلام کا تصویر مرضیہ عبلوہ ہے اور
اوگدھے کے تصور سے ناز نہیں ہوئی اور اگر خدا اللہ

غضب اللہ علیہ واجب عز جمیل
بقولہ بتت یہ ابی لهب و بت
والمرجو من المتصوفین تو اذن قول
الوها بیتہ ان تصویرہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الصلوة اسود من تصویر
البهیۃ الفلاحیۃ بقول ابی لهب
تبالک دیر تحری اشتعرا و افحصہ جعل
ابو لهب جھنمیتا بقوله بتالک
فكيف یکون حال من تفوہ بمشل
ما قالوا لکن او حی قد انقطع فمن
الذی یرد علیہ قوله دعاوا لا یجوز
للصلی ان یقول فی تشهد اللہ
علیک ایها النبی و سر حمد اللہ و برکاتہ
بل یقول السلام علی النبی المختار
من لفظ المختار المشیر الی صنور
رقمه علیہ الصلوة والسلام ھلناد
لئن سلم بذلک فلیک نصویر کہ هند
قراءۃ السلام علی النبی در حمد اللہ
و برکاتہ نصویر بالتجھیل والمتوقیر
ام بالاھانۃ والتحقیر عیا ذا بالله
ان صورناہ بالمتوقیر بطلت قاعدۃ
المقریرۃ فی اول المسئلة دان
صورناہ بالتحقیر عیا ذا
بالله هند صناہناء الاسلام

تھیر کے ساتھ اسے تصور کریں تو اسلام کی بسیار کوئی اکھارا
 خدا تعالیٰ مناسب رہتی ہیں بایت کرے ابھی، اور
 ان مسائل میں سے یہ مسئلہ ہی ہے کہ آیا بنی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نام سے پہلے سیدنا کا لفظ بڑھانا چاہئے ہے
 یا نہیں؟ مخاطبین کہتے ہیں کہ یہ بادقی بدعثے یعنی تقریباً
 کے وقت تھی مگر میں کہتا ہوں کہ زمانہ تبدیلی کے دوران
 بھی تبدل ہو جاتے ہیں۔ تم خود بتاؤ کہ کیا مولانا شنخوا
 حضرتا وغیرہ کے لفظ خرا الفردن میں مستعمل تھے؟ مالانک
 موجود وقت میں جس ذی علم کو مرفا نام سے پکارا جائے اور
 کوئی تعطیلی لفظ نہ بڑھایا جائے تو آنحضرت کہ چڑھا لیتے ہیں اور
 اسے اپنی ہنگامہ عزت جانتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوئा
 کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب بُر حکم عزت و توفیق کے عذرا
 ہیں۔ کیا غلط تعلیٰ نے حضرت سیفی علیہ السلام کے قریں پہلے
 فرمایا کہ آپ سید پاک دامن تھے اور بنی صالح تھے اور رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نبی آدم کا سید ہوں
 اور سید کا لفظ مکونی کے معنے میں ہے جد مکونی کا لفظ سید
 سے بھی عملی ہے کیونکہ سید کا لفظ خدا پر استعمال نہیں ہوتا اور
 مولیٰ کا لفظ خدا پر بھی کوئی تعلیٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ
 اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مالک اور مولیٰ ہیں جو ایمان لائیں
 اور یہ بھی اشده ہے کہ خدا تعالیٰ بہترین مالک اور بہترین
 مدحہ ہیں۔ ان مسائل میں سے یہ مسئلہ ہی ہے کہ آنحضرت
 خداوندی میں غیر اللہ کو شرک کرنا چاہئے یا نہیں؟ شرک
 کسی داتے کو یوں کہنا کہ یہ اللہ کی اور تمہاری ہر ہزاری
 ہے۔ یا یوں کہنا کہ یہ چیز مجھے خدا اور خدا کے رسول ہے وہی

امر شد و نا ای اهون المبليدين۔ ۰۷۴۶۔
 وَمَنْ تَذَكَّرَ مِنَ الْمَسَأَلَاتِ فَلَعْظَةُ الْمَسَأَلَةِ
 قَبْلِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ
 هَذَا بَدْعَةٌ وَمَا كَانَ مَصْطَلِحًا فِي زَمَانٍ
 حِينَ الْقَرْبَنَ أَقْوَلُ الْأَصْطَلَاحَ حَتَّى تَغْيِيرَ
 بِتَغْيِيرِ الزَّمَانِ وَهُنَّ كَافِتُ لِعَظَةِ مَوْلَانَا
 وَتَبَعْضُهَا دَحْرَرَتْنَا وَآمْثَالُهُنَّ مَصْطَلَحَةٌ
 فِي زَمَانِ حِينَ الْقَرْبَنَ دَفِي هَذَا الزَّمَانَ
 يَسْتَكْفِفُ كُلُّ هُنَّ أَدْعَى الْعُلُومَ يَخَاطِبُ
 بِهِرَجٍ أَسْهَرَ وَيَحْسِبُهُ هَتَّاكا حِرْمَةَ فِي
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَّ الْحِرْمَةِ وَإِنَّمَا
 مِنْ مَا تَوَلَّ النَّاسُ إِعْرَافًا اللَّهُ تَعَالَى فِي
 حَقِّ مَسِيدِنَا يَعْنِي عَلَيْهِ سَلَامٌ وَسَيِّدُ الدُّ
 حَسَّوْرَ وَبَنْتِيَا مِنْ الصَّالِحِينَ وَقَالَ
 الْبَنِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا سَيِّدُونَا وَلَنْ
 نَأْمَمْ فَلَعْظَةُ الْمَسَأَلَةِ مَرَادُ فِي الْمَعْنَى لِلْمَفْظُوَةِ
 الْمَوْلَى بَلِ الْمَوْلَى أَعْلَى مَنْهُ لَا نَهْ
 يَطْلُقُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 ذَلِكَ بَانَ اللَّهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا
 وَقَوْلُهُ تَعَلَّلَ نَعْمَ الْمَوْلَى وَنَعْمَ
 الْنَّصِيرُ۔ وَمَنْ تَذَكَّرَ مِنَ الْمَسَأَلَاتِ
 امْتَرَاكَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مَحْدُوقُ الْفَعْلِ
 كَمَا يَعْلَمُ الْمَعْنَى هَذَا هُنَّ فَصْنَلُ اللَّهِ
 وَفَصْلُكُو وَاعْطَافُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

تو جواب یوں ہے کہ اپنے محاورہ میں مجازی طریقہ سے
ہوتا ہے اور حقیقی بھی۔ تو فقرہ مذکور کا یہ سُنی مجاز کا جزو
طور پر تو خدلتے دیا ہے مگر بظاہر تم نے دیا جسے اور صاحب
سُنی افسوس نہیں سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سوال
پوچھتے تھے اور صاحبی جواب دینا اگستاخی سمجھتے تھے تو
یوں کہتے تھے کہ اس کا جواب خدا اور خدا کا رسول عہد
ہاتا ہے اور اپنے اس جواب میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے علم میں شرکیہ کر دیتے تھے اور
اس جوابی فقرہ کو کسی نے پہلے انہیں منایا۔ دیکھئے ارشاد
ہے کہ اشادہ واللہ کے رسالت کی مشکلین سے بیزاری ہے
یعنی فرمایا کہ انکو یہ مناسب تھا کہ خدا اور خدا کے رسول کو
رضی کرتے اور یہ یعنی فرمایا کہ جواہر اللہ اور جواہر اللہ کے رسول
کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ بڑی کامیابی پائی گئی یعنی ارشاد
ہے کہ مخالفین کیا یہی بُرا مناسبت ہی کہ اللہ نے اور اللہ کے
رسول نے اہل دینہ اور جهادیین کو غنی کر دیا ہے اس فسم کی
آیات اور بھی بہت ہیں مگر خلاصہ جواب یہ ہے کہ
اپنے اشتراکی لفظوں سے عوام کو پوچھنا چاہئے کیونکہ
وہ حقیقت دیکھانہ بہی امیاز نہیں کرتے۔ آہران
مسئلہ میں ایک مسئلہ یہ ہی ہے کہ معاذ اللہ کیا خدا جو
بول سکتا ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں کہ عذابی دفعہ
میں جھوٹ بول سکتا ہے اور اس مسئلہ کا نام مُبخنوں نے
امکان لکھ لکھا ہوا ہے جنم جواب دیتے ہیں کہ ذات
خداوندی کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا ہی تاجائز ہے
اور دعہ داکر کے سرزاں دیشا اسے وعدہ خلافی نہیں کہتے

فقيه الحقيقة والمجاوز اى مطاف
الله حقيقة واعطيتني ظاهر
وكان الصوابة رحمن الله منهم
عذاب يليق النبي صلى الله عليه وسلم
عليهم سؤالا يقولون الله ورسوله
اعلم فكأنوا يشتركون النبي صلى الله
عليه وسلم في الاعلمية مع الله تعالى
ولا ينكرون لهم احد وقال الله تعالى
براءة هن الله ورسوله رسوله وقال تعالى
فما بهم احر اذن من صنوه ومن
يدفع الله ورسوله وقال تعالى وما
لنتنا هنهم الا ان اغناهم الله ورسوله
من فضله الى غير ذلك من الآيات
لكن لا يقتربون من امثال
ذلك الكلمات احسن لعدم
تمييز العوام بين الحقيقة و
المجاوز وهن تلذ المسائل مثل
اما كان الكذب على الله تعالى
فالوا خلف الوعيد جائز دسمواه
اما كان الكذب قدنا لا يجوز
نسبيه الكذب الى الله
تعالى وخلف الوعيد مكرهه
ولا يحيى كذا با لأن الكذب
وناءة قبيحة يستنكف منها

بکروہ جو عمل اختیاری کی تبدیلی ہے اور اس اختیاری
تبدیلی کو کوئی جھوٹ نہیں کرتا۔ یہونکہ جھوٹ ایک عنت ہے
جس سے انسان بھی نفرت کرتے ہیں تو بھلا خدا تعالیٰ ہر
سے نفرت کیوں نہ کرے گے؟ ہر قیامت کے دن مذاب
کی وجہ سے مغفرت کا استعمال نہ رکھا کا رحم اور جہزی
ہوگی۔ اسے کہہتے ہیں کہا جائے گو۔ ارشاد ہے کہ کافر کے
قرآن کی تکذیب کرتے ہیں جسے دو خود پرست طور پر
نہیں سمجھ سکے۔ پھر ارشاد ہے کہ وہ جملتے ہیں اور جان
و بھکر خدا پر افتخار کرتے ہیں۔ ان آیات میں جھوٹ کی لفڑت
کہ خدا تعالیٰ نے کفار کے حق پر ذکر فرمایا ہے کہ یہ انکی
عادت ہے پس مسلمان کہیے گو۔ اکر سکتے کہ الحسنة
کو اپنے خدا سے نسبت میں تحریر شاہد ہے کہ حرام ہیشی
گرفتاروں کو حاکم جس دامہ قتل کی صنادیتے ہیں
گرگسی فاسد معتبر کی سفارش سے یا اپنی خاص علاوہ
سے یا رحم کی درخواست پر ہم کو معافی بھی دی دیتے ہیں
اور ہا کر فیتے ہیں تو کیا اسی سبب میں ان حکما کو وہ
خلاف یا جھوٹ البتہ جا سکتے ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس معافی
نام ذاتی اختیار کا استعمال ہے جو احسان اور کمال
بہربالی ہے پس حاصل یہ ہے رجسٹریشن اس جماعت سد ک
خداؤندی کو وجودہ اپنے مجرم جسموں کے حق میں ہستوان کر لے گا
کذب کہ عنوان دیتا ہے۔ وہ خود فکر لے جھوٹ باندھتا
ہے۔ تم خود ہمیں بتاؤ کہ اس شخص سے ٹبر حکرا اور کون زیادہ
علم ہو سکتے ہے جو ضارب جھوٹ باندھے یا اسکی آیات کی
تکذیب کرے۔ جملہ ہے کہ نہ مولوں کی نیفات نہ ہو گی

الْعِبَادُ فَكَيْفَ بُرْجَبُ الْعِبَادُ
وَمَغْفِرَةُ الْمُعَاصِي يَوْمَ
الْقِيمَةِ عَفْوٌ وَمَكْرُمةٌ لَا
يُسْتَحْيِي كَذْبًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى نَّ
بَلْ كَذْبُوا بِمَا لَمْ يَحْيِطُوا
بِعِلَمِهِ وَقَالَ تَعَالَى وَيَقُولُونَ
عَلَى اللَّهِ الْعَذَابُ وَهُدًى
يَعْلَمُونَ فَالْخَصْلَةُ الرِّدْئَيْهُ
الَّتِي ذُكِرَهَا اللَّهُ تَعَالَى مِنْ
عَادَاتِ الْكُفَّارِ كَيْفَ بُحْرَنَ
لِمُسْلِمَانَ يَنْسِبُهَا إِلَى الْأَنْجَانِ
فَالْحَاكِمُونَ أَوْ عَدُوَّاهُمْ
بِالْعَبْسِ وَالْقَتْلِ مُثْلِدٌ فَظُفَرَ
عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَفِيَ عَنْهُمْ بِشَفَاعَةِ
أَحَدٍ مِنْ خَوَاصِهِ أَوْ بِلَهْظَتِ
مَنْهُ وَأَطْلَقَهُمْ هُنَّ بِسْمِ
ذَلِكَ الْحَاكِمِ كَذْبًا بَحْلَةً بَلْ
عَفْوَهُ لَهُمْ أَحْسَانٌ وَمَكْرُمةٌ
فَمَنْ سَمِّيَ فَضْلُ اللَّهِ تَعَالَى
وَرَحْمَتُهُ عَلَى عِبَادَةِ الْمُجْرِمِينَ
كَذْبًا قَدْرًا كَذْبُ عَلَى
اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ أَطْلَقَ
مِنْ كَلْبٍ عَلَى اللَّهِ أَوْ
كَذْبًا يَا مَاهَانَهُ لَا يَفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ

مخالف اور امن کیا کرتے ہیں کیا خدا ہر شے پر قادر ہیں تو
جھوٹ پر کیوں قادر ہوگا (جواب) بیکھ صحی ہے
میکن قدرت الہینا ممکن اور نامناسب کیفیت توجہ
نہیں ہوا کری۔ چنانچہ خدا پناہ شرک کریا نہیں کرتا۔
اور اسی طرح کے اور ٹادا جبکہ تم نہیں کرتا بپر یہ
بکو اتنا سے انسان کافر ہے کہ اپنی زبان کو وک
ر کرے۔ آن مسائل میں سے استہداد کا مسئلہ صحی ہے جو
صلحاء کی روحل کی جاتی ہے۔ مخالف کہتے ہیں کہ
تا جائز ہے اللہ کے سوا اور جو اللہ کے سوا کسی اور
استہداد کرتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے میں کہتا ہم
کہ اپر د طریق سے سمجھتے ہے اقل هر ف استہداد اور
عدم استہداد پر دوم استہداد سے انج یا عدم نفع پر پس
شرک استہداد یعنی کسی سے امداد طلب کرنا۔ تو دو ندو
میں مام طور پر حاصل کی جاتی ہے اور کثیر الاستھان اور
مشہور ہے چنانچہ مخالف بھی دنیاوی امور میں (مثلاً
تعیرہ ارس، تبلیغ ذہبیتیہ بھی اور اجرائے اجراءات)
میں انہیں ہاں بھی پائی جاتی ہے تو اگر صرف استہداد
ہر طریق سے شرک ہے تو مخالف خود شرک کر رہے ہیں اور
نفس استہداد میں ہمارے اور انہیں دیکھان کوئی فرق
نہیں گری۔ فرق ضرور ہے کہ وہ فانی جسموں کے استہداد
کرتے ہیں اور ہم پاک اور فرانسی اور لمع سے استہداد
کرتے ہیں۔ بعدہ استہداد سے لفظ تو اللہ تعالیٰ کا
اما دہ اگر جا ہے تو ہم کو اذیع طبیہ نفع دیتے ہیں۔
ان کو فرانسی سبم نفع دیتے ہیں اگر وہ نہ چاہے

قالوا ایس اللہ علی کل شیوٰ قدیر
قلنا بلى و لکن قدر کا اللہ تعالیٰ لا
تو وجود الحالات کثیر بیان الہما
و غیرہ هن الحالات فکف الدسان عن
امثال هذه الكلمات واجب علی العباد
و هن تلذ المسائل مسئلۃ الاستهداد
من امر و اح الصالحة قالوا لا يجوز
الاستهداد ادع عن اللہ تعالیٰ و هن
استهداد من غير اللہ تعالیٰ وقد اشترى
بادلہ تعالیٰ قلت السلام في هذه المسئلة
من دجھین جواز نفس الاستهداد
عدمه و انتقام من الاستهداد عدمه
نفس الاستهداد بیعت طلب المعونة
شائع ذالع عند هم من الا جماع
مقاصد هم الدینویة من تعییر المذاہب
و تبلیغ المذاہب و اجراء الجمایع
کان نفس الاستهداد شرعاً خدعاً مشرعاً
بادلہ تعالیٰ فلا فرق بیننا وبينهم
في نفس الاستهداد ادع من غير انهم
يستهدمون من الاستباح العاقبة
عن استهدهم الام راح الطیبۃ الہما
و اما النفع من الاستهداد فبیاردة
الله تعالیٰ ان اراد نفعنا الامر و اح طیبۃ
ونفعهم الاستباح العاقبة و ان لم يردہ نفعنا

توہہ ہم کوں سے لفع ہوتا ہے نہ انکو نہ اگر وہ یوں
کہیں کہ ہم تو زندوں کے بدن سے استماد کرتے ہیں اور تم
مُردوں کی روحوں سے استماد کرتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ
دھیل تم بھی اذح سے ہی استماد کرتے ہو۔ کیونکہ در
حقیقت دینے والا یار و کنے والا روح ہی ہے خواہ
روحیم سے خاہج ہو یا اسمیں داخل ہو۔ انہی آن
سائل ہیں یہ مسئلہ بھی ہے کہ کچھ لوگ اپنے بھوں کے
نام انبیاء علیہم السلام یا صلحائے امت کی طرف
نسب کر دیتے ہیں مگر مخالف اس شخص پر شرک کا
فتول کا دیتے ہیں جو اپنے بھوں کا نام نبی سخن،
رسول نبی سخن بالعلم محمد یا بالعلم صدیق یا اسی تسلیم کا
اور نام کچھ کیونکہ اولاد دینے والا فدائی ہے
اور یہ حمازہ ہو گا کہ اپنے نبی کا نام غیر اللہ سلطنت میں
ہو اور غلام عبد کے منہ میں ہے اور ہم سب میں
اللہ ہیں اور عبدت کی نسبت غیر اللہ کی طرف جائز
نہیں ہم کہتے ہیں کہ مان لیا کہ معطی اور مانع و حقیقت
ضد ای ہے مگر ما ہم علیہ کو غیر اللہ کی طرف غسوب کرنا
مجازی طور پر جائز ہوتا ہے کیونکہ حضرت جبریل نے
حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آ کر یوں کہا تھا
کہ میں تکلو پار سارے کا بختی آیا ہوں اور یوں نہیں
کہا تھا کہ اس سلسلہ آیا ہوں کہ ضد تکلوڑ کا بختی نہیں جو
پار سا ہو گا۔ توجہ جبریل علیہ السلام رڑ کا دیکھئے
ہیں تو کیوں حصہ علیہ السلام کی طرف پر علیہ مسوب
کرنا مجازی طور پر جائز نہ ہو گا۔ اگر یہ هر دن کیا ہے

وَهَا نَفْعُهُمْ وَإِنْ قَالُوا إِنْ حَنَّ نَسْتَعِنُ
مِنْ أَبْدَانِ الْأَيْمَاءِ وَإِنْ هُمْ تَسْتَعِنُ
مِنْ أَرْوَاحِ الْأَمْوَاتِ نَقُولُ إِنْتُمْ
كُنْتُمْ تَسْتَعِنُونَ مِنْ أَرْوَاحِ
لَا نَعْلَمُ الْمَعْنَى الْمَانِعُ هُوَ الرُّوحُ فِي
جَسَدٍ كَانَ أَوْ خَارِجًا مِنَ الْجَسَدِ
أَنْتُمْ تَنْهَى. وَمَنْ تَلَكَ الْمَسَائلُ مِثْلُهِ
تَسْمِيهَ بِعِصْرِ النَّاسِ أَوْ لَادَهُمْ
مَفْسُوبِينَ إِلَى الْأَبْنِيَاءِ وَالصَّلَحَاءِ
فَهُمْ عَمَلُونَ بِالشَّرِكِ عَلَى هُنْ مُتَّهِّمُوْلَهُ
بَنِي عِيشَ وَرَسُولُ بِعْشَادِ عَلَامُهُمْ
أَوْ عَلَامُ الصَّدِيقِ دَاشِبَاهَ ذَلِكَ
قَالَوْا هُنْ مَعْطُوْلُوْلَهُ وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى
لَا يَجُوزُ لِلْأَحْدَانِ يَصْنَافُ أَمْوَالَهُ
إِلَى غَيْرِهِ تَعَالَى وَالْعَلَامُ بِعْنَى الْعَبْدِ
وَكُلُّنَا عِبَادُ اللَّهِ لَا يَجُوزُ اضْنَافَةُ الْعَبْدِ
إِلَى غَيْرِهِ تَعَالَى قَلَّنَا سَلَّنَا إِنَّ الْمَعْطُوْلَ
وَالْمَانِعَ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى حَقِيقَةٌ لَكِنْ
اضْنَافَةُ الْعَطَاءِ إِلَى غَيْرِهِ تَعَالَى
جَازَ مَحْاجَزًا كَمَا قَالَ جَبَرِيلُ عَلِيهِ السَّلَامُ
لِرَوْمَ الْعَنْرَاءِ لَاهِبَ لِلَّهِ غَلَامًا ذَكَرَهُ
وَمَا قَالَ لِيَمْبَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَكَ غَلَامًا مَازِكِيَا فَلَمْ
جَازَ إِنْ يَحْبَبْ جَبَرِيلُ عَلِيهِ السَّلَامُ غَلَامًا
لَا يَجُوزُ إِنْ يَسْبِعَهُمْ لِلْبَنِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
سَلَّمَ

کہ قول جبریل تو امر الہی تھا اور کوئی حکم دیا
ہے تو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بثیب
قول جبریل امر الہی تھا۔ مگر اس نے ہمارے واسطے جو
کہ دردرازہ کھول دیا ہے۔ اب رہا لفڑا فڑا تو اگرچہ
وہ فاتحی معاویہ میں عبید کے نجٹے میں ہے۔ تاہم اپنے
بچوں کو صلحاء کے غلاموں کے ساتھ شبیہ یعنی میں
کیا قبادت ہو گئی اور صلحاء سے مراد بنی ہیں اور معاویہ
او رأمت محمدیہ کے نیک بندے۔ کیا انکے پاس خود
ابنے غلام نہ ہوتے تھے یا انکو اپنی ذات سے منسوب
کرتے تھے؟ اور یوں نہ کہتے تھے کہ اے میرے بندے
اور اے میری لذتی کیا خدا نے انکو اس سے منسوب
نہیں کیا کہ تم اپنے بندوں اور اپنے بندیوں کے ساتھ
کرایا کرو پس حقیقت میں تمام نلام اور شکام آزاد کو
خدا کے بندے ہیں اور غلام اپنے آقاؤں کے مجازی
طور پر بندے ہیں چنانچہ ہم نے اس کتاب کے آغاز میں
قرآن مجید میں کثرت کیسا نہ حقیقت و مجاہد کا استعمال
ذکر کر دیا ہوا ہے۔ علی ہذا القیاس لوگوں کے پیچے
حقیقت میں اللہ کے بندے ہیں اور صلحاء میئے امت
کے مجازی طور پر بندے ہیں۔ ۱۹۷۳ء۔ یہ یہاری تحریر
کا آخری مقام ہے جس کا ہمنے ارادہ کیا تھا۔ یا اپنے
میئے اس تحریر سے دور کوئی ارادہ نہیں کیا تو،
اہ کے کہ مسلمانوں کے حقاً نکجھ دی اور مکری سے
درست ہوں پس اگر بتحریر تیری طرف حصہ ہے تو میں
تیرا احسان اور فضل مانتا ہوں۔ تو اس سے اپنے

مجاز افان قیل ذلیل کان با مریمہ
تعالیٰ قلنا سلیما انہ کان با مریمہ
تعالیٰ نکنہ فتح لنا باب الجوانز
وآما الغلام دان کان معنی
العبد فی اصطلاح الفرس
فای قباحتہ فی تشییعہ الاداء
بعید الصلحاء من الانبياء
والصحابۃ والصلحاء من اهالی کان
لهم عبید اما کانوا ینسیون
عبید هملا نفسهم یقول لهم
عبيدی دامتی اما قال اللہ تعالیٰ
من عباد کرو اما شکر فالعبید
والناس جمیعا عباد اللہ حقیقتہ
والعبید عبید لما لکیهم
مجازا کما بینا کثرۃ استعمال
المجاز فی القرآن فی اول الکتاب
مکذلک اولاد الناس عبید اللہ
حقیقتہ و عبید للصلحاء مجازا
انتھی۔ ولیکن هذَا اخر ما
اردنا تحریر فی هذَا المقام
الدهر اندفع تعلو افی ما
اردت بحذل التحریر الاصیل
عقائد المسلمين عن الزریم وضلال
فان کان صوابا فذلك دلالة الملة

مومن بندوں کو نفع دے اداگر یہ نحر یہ نہ ہے
تو پلٹی میرے نفس سے سرزد ہوئی ہے۔ اس نے
بیس تجویز سے معافی اور مغفرت طلب کرنا ہوں۔ یا
اللہ ہمیں حق بات کو حق کر کے دکھلا اور حق کی
اتبعاع ہماری فست میں کرا در باطل کو ہمیں بھی
پھل کر دکھلا اور ہمیں اس سے پڑھنے جس
وصلى اللہ علی مسیحہ ناصح خیر خلقہ د
نور ہر شہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ و
صالحی امته اجمعین۔ امین یار رب العالمین
تحریر رسالہ نبی پرورد و شنبہ ۳۱ محرم الحرم

سالہ ۱۴۲۶ھ، بھری
ختم ہوئی۔

فَأَنْعَمْنَا بِهِ عِبَادَكُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَان
كَانَ خَطَّاءً فَمِنْ نَفْسِي وَاسْلَكَ
الْعَفْوَ وَالغُفْرَانَ اللَّهُمَّ ارْتَأْنَا
الْحَقَّ حَقًا وَاسْرَنَا قَنَا ابْتِياعَهُ وَ
امْرَنَا الْبَاطِلَ بِاطْلَالًا وَاسْرَنَا
اجْتَنَّا بِهِ وَصَلَى اللَّهُ عَلَى مَسِيْدَنَا
مُحَمَّدَ خَيْرَ خَلْقِهِ وَنُورَ عِرْشِهِ
وَعَلَى أَلَّهِ وَاصْحَابِهِ وَابْتِياعَهُ وَ
صَالِحِي امْتَهِ اجْمَعِينَ امِينٌ يَا
رَبَّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ الْفَرَاغُ مِنْ تَحْرِيرِ
الرَّحْمَةِ الْمِائِينَ الرَّابِعُ عَشَرُ مِنْ شَهْرِ
مُحَرَّمٍ مِنْ ثَمَنِ مَسْتَبْنَ بَعْدَ الْأَنْفَوْ مُثْلِثَةً

احتفاف کی حدود میں ایک ضروری کذب

اول

اہل پردعۃ سے اچھتا ب

بندوستان میں حکومت برطانیہ ب پرستی سے قائم ہوئی ہے۔ مذہبی مصلحت کے دھوپاں دوں کا بیج بویا گیا۔
مسلمین وقت لے پہلی مصلحت میں حصہ طریق نماز پر حمل کی کی طریق قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ سئے
بعد صدقہ و خیرات اور ایصال ثواب کے مختلف مردجہ طالقوں پر مشتمل رسم کا فتویٰ لکھا دیا کہ یہ سب کیوں
ہندو دل کی تسمیہ ہی۔ ان دھنکوں کا تبیخ یہ ٹوکرے آج سہان ایسے بد شکم ہو گئے ہیں۔ صدقہ و خیرات
نام بھی لینا شرک جانتے ہیں اور رعنی عبادات یا تقریبہ اپنی کے سخن امور کے اختیار کرنے سے یہ مجتبی ہوتے
ہیں کہ عبادات میں اپنے پردہ بھر بھی بوجھہ دالنا پسند نہیں کرتے۔ تیرسا مددان لوگوں کے عقائد پر متواجہ ہیں
انہوں نے ناگفته پر کسی ایک بدنوایاں قائم کیں اور خداو رسول اور مسلمانے امت کی عنات و توفیق کو اتنا ذ
ار باب من دون اللہ کہکشا فو کر دیا۔ مگر ان کی اپنی حالت گرتے گرتے پہنچنے کی پہنچ پہنچی ہے کہ پر لے دیجسکے

گستاخ ہو گئے میں مُمِنَہ پر توجیہ اور اجتماع سُنت کے نفاذ ہیں مگر بخاطر قی عل جملائے امت سے بھی بڑھ کر میغوب ہے۔ بغلہ ہر حنفی خاصہ مسلمان جسی بجا تے ہیں اہ صلح مکن کی چبڑے بانی سے دل وہ لختے ہیں مگر ان کا اندر ملی خیال کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ وہ صرف بجولے بحالے مسلمانوں کو چبڑے یا کرتے ہیں وہ درصل وہ خود رائے سُحب بالنفس، تعالیٰ ہوا اور بدعت جدیدہ کے پیدا کرنے والے ہیں۔ چنانچہ (۱) انسکے داعظ بظاہر ہمارے امام علم رحمۃ کی تعریف ان نعمتوں کی کیا کرتے ہیں کہ آپ بُرے زادہ اور پاسا تھے ہیں میں انہا مصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ گو دونیک تھے مُقر قرآن و حدیث سے واقعہ نہ تھے (کان میتھاق الحدیث) کوئی کہتا ہے کہ صرف سترہ حدیثیں آپ کو ملی تھیں کبھی کہتے ہیں کہ آپ کا مذہب صحیح احادیث پر قائم نہیں بگزدرا و موصوع احادیث آپ کو ملی تھیں اور مسلم و بخاری کی احادیث سے احادیث سے بے خبر تھے آپ امام ضرور تھے مگر محل تعلیم فوجی سے بے خبر تھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی کہہ کہ ایک بادشاہ تھا اور بُرًا بادشاہ مگر رات کو سے روئی تھی ملتی تھی اور نہ مکان۔ ہنے کو نصیب تھا۔ (۲) امیر شیر الحدیث امر سرخو اپنے تقدیس میں امام وقت اور مجدد زمان کا لقب پہنچا ہے خصوصیت کے ساتھ اخلاق پر شرک فی الرسالۃ کا الزام دیا کرتا ہے اور ایک چوکھٹ بنارکھی ہے کہ جس سے سمجھا یا کرتا ہے کہ ظاہب اربعہ راہ رہت پر نہ تھے نکتہ چینی اسکی غذا ہے۔ ایک دفعہ کسی نے ام شافعی "کام ذہب میش" کیا کہ وہ بھی میں تو ادیع کے قائل ہیں۔ تو فوراً اکابر یا کر دوکل کا لونڈا تھا۔ اسے حدیث کب آتی تھی۔ فقیہ مسائل کو شریعت ساری کہکشانیاً عتراف کیا کرتا ہے۔ چنانچہ آجھل بھی اس نے ایک رسائل لکھا ہے۔ جس کا نام حقوق لات خفیہ ہے جس میں چند مسائل نقیبیہ ہے اور حضرت امام "پربجا بجا چستی" را اپلاوی ہے اور اس میں اس نے اپنا اجتہاد یہ میش کیا ہے کہ غیر حاضر شوہر کی بیوی چاراہ کے بعد اعلان کر سکتی ہے کہ میرا نکاح فتح خیج بھیکیا ہے، درخاب کو دعویٰ ہے کہ یہ مسئلہ قرآن سے نسبت ہے۔ (۳) صوفیتے کرام کے سخت مخالف ہیں مگر انہی پیری مریدی خوب چلاتے تھے انہوں نے بُورتے ہیں۔ تعمید فروشی اور جنتر منتر کی کمایی سے پر ہیز نہیں کرتے (۴) انہوں نے بُور دکر کہتے ہیں کہ مسلمان شرک دین دعوت میں بلاک ہو سب ہیں مگر خود بے عاشرت یا جہد یا میں بستا ہیں۔ چنانچہ تعلیم اور کو تعلیم کفار کے جا طلاتے ہیں۔ انکی مساجد میں بعض جگد کیلئی نظر آتی ہے جس پر ہورتیں خادم پر بھی ہیں خلیفہ جمعہ کو صرف وغذہ سمجھ رکھا ہے۔ اس نے در میان مسجد میں صمی کھڑے ہو جلتے ہیں اور ان کے پیاس اپل حدیث کا نفاذ ایک قوی نشان بن چکا ہے۔ بچھ پسیدا ہوتے ہی امداد یا مدد نہ بخا کہے۔ ترک لو افل کو اپنا اقتیازی نشان جانتے ہیں (۵) و ضع قطع خواہ کسی طریق پر ہو مگر اخاف کو بُرایا کہے تو وہ موصدم بخی نہیں اور صالح اور کہلانا ہے (۶) رُگ رُنگ، بُرات کے ہائے، مہلا دیا تو الی کے اشعار وغیرہ ان کے نزدیک اس قدر زہریلے ہیں کہ اس وقت کا کھانا بھی حرام ہو جاتا ہے۔ مگر گرامون ہون اور ریڈ یو ان کے گھروں میں کوئی اثر نہیں کرتا۔ (۷) تصور سازی ہیں مدد کرتے ہیں کہ وہ صرف جمادات کیلئے ممنوع تھی۔ ایک تحریک بنایتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تصور نہیں بلکہ فوٹو یا اکس ہے (۸) ان کی کوشش ہوتی ہے۔ کہ اخاف کرنے کوئی طریق جاری کیا جائے۔ خواہ اپنا نقصان ہی ہو جائے مثلاً آنہ تراویح میں حضرت مارشہ زہ کا فتویٰ لیتے ہیں کہ حضور ملیلہ اسلام رمضان اور فیروضان میں گیارہ رکعت پڑھ کر نہیں تمام ہو جائیں اس فعل کو نماد تجوید بتاتے ہیں اور یہ تحدی اسے تراویح سمجھتے ہیں کہ آنہ رکعت تراویح ہیں اور قیعن و تردی مکر استدعا ہیں کہ در تربی ایک بھی پڑھتے ہیں اور قیعن و تردی حکما پر حکم ایک حدیث پشکر دو پرکلہ بہانہ ہوتے۔ غلام صیوی ہے کہ انہا طریق مل تمام بُرعت ہی بُرعت ہے اور اپر عمل باحمدیت کا پر دہ دالا ہو ہے۔ اسلئے حق امقدار ان ہے بخاطر وہی ہے۔

Marfat.com



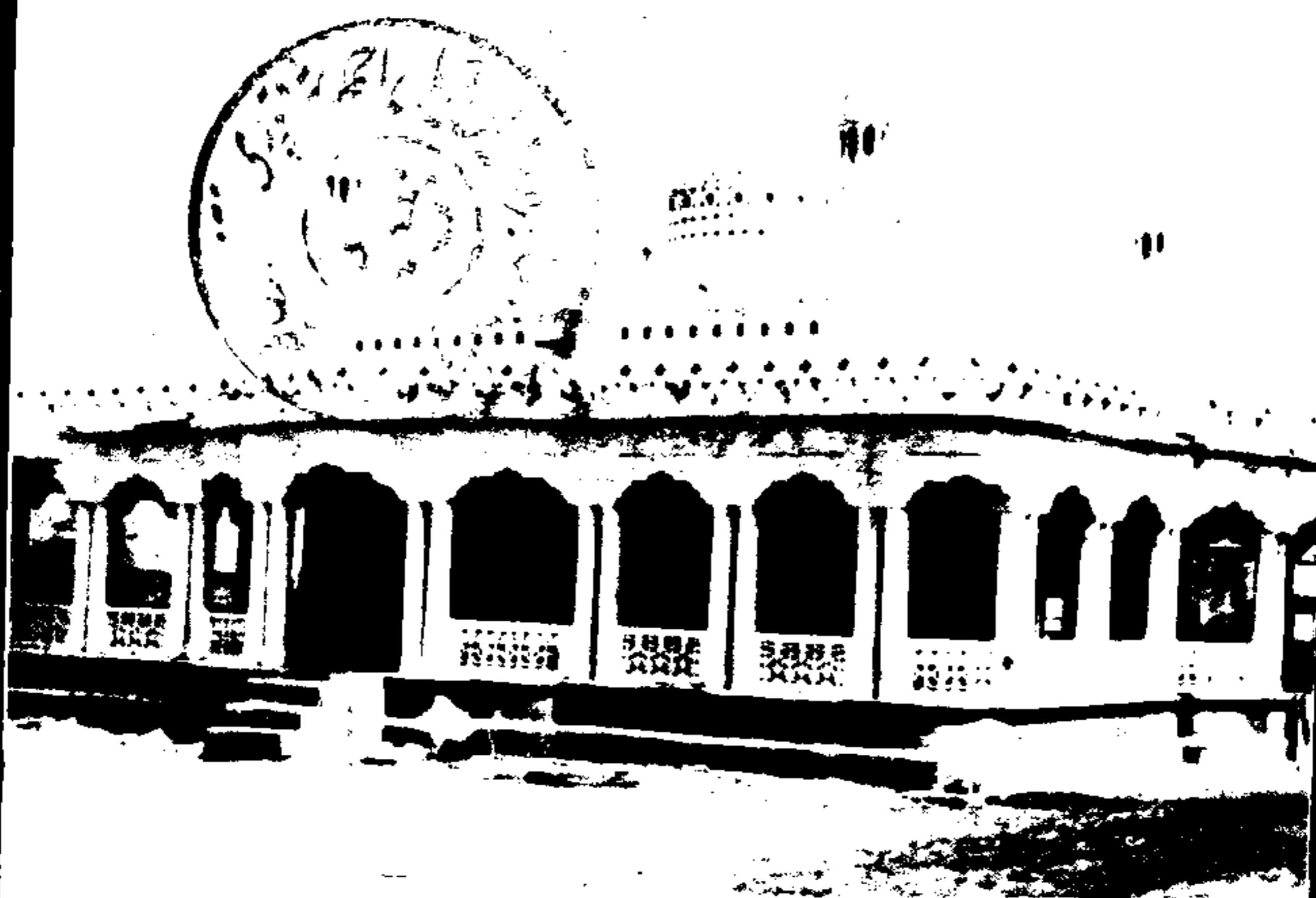
Marfat.com



Marfat.com

وَاللَّهُمَّ تَعَالَى السُّورَ

العقائد الصحيحة



كتاب ملخص العقائد

كتاب العقائد

كتاب العقائد